ڈاکٹر محمد عبدالمقیت شاکر علیمی

اُردو شاعری میں قرآن وحدیث کے محاورات

The Influence of Quran and Hadith on Urdu Poetry

Dr. Muhammad Abdul Muqeet Shakir Aleemi, Professor, Jinnnah University for Women, Karachi.

Abstract:

Arabic language holds on extra ordinary, excellent position. It is rightly regarded as mother of all languages (اُمّ السِّنہ), as it is the only existing language which has a well preserved, globally recited and comprehensively learnt book of divinity___ the holy scripture Quran. Every language has but to learn and follow its marvously textured etymology (علم تاریخ الفاظ), morphology (علم الصرف) and syntax (علم النحو).
Like other, Urdu too, owes a lot to it. Dr. Ghulam Mustafa Khan traced out this influence and brought out a book "Urdu Main Qurani Mahawarey". He inspired his students to work on this track. The present thesis seems to be rather a follow up but covers the Hadith also, that makes the research range more extensive and valuable.

۱۹۷۰-۷۱ء کی بات ہے، پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی نگرانی میں احقر پی ایچ۔ڈی کے لیے اپنا مقالہ بعنوان ''اُردو شاعری پر قرآن وحدیث کے اثرات'' ترتیب دے رہا تھا۔ اس میں ایک عنوان ''اُردو میں قرآن وحدیث کے محاورات'' بھی تھا۔اس وقت تک اس موضوع پر استادِ گرامی کا ایک مقالہ ''اُردو میں قرآنی محاورات'' موجود تھا جو مولانا محمد یوسف بنوری کی ادارت میں نکلنے والے رسالے ''بینات'' کراچی کے مارچ، اپریل ۱۹۶۴ء کے شمارے میں شایع ہوا تھا۔اس میں ڈاکٹر صاحبؒ نے قرآن مجید سے ۹۹ محاورے اخذ کیے تھے۔اس کے علاوہ اس وقت تک اس ضمن میں کوئی چیز سامنے نہیں آئی تھی۔ البتہ ۱۹۷۳ء میں ڈاکٹر شمیم نگہت کو ''اُردو میں قرآنی محاورات'' پر سندھ یونیورسٹی، جام شورو سے پی ایچ۔ڈی کی سند ملی۔ مارچ ۱۹۷۳ء میں، راقم الحروف نے بھی اپنا مقالہ جمع کرادیا جس پر ۱۹۷۴ء میں سند عطا ہوئی۔

مابعد ''اُردو میں قرآن و حدیث کے محاورات'' کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب کا مقالہ، ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نے ۱۹۸۰ء میں شایع کیا۔ سرِ دست اپنے مقالے سے ''اُردو میں قرآن و حدیث کے محاورات'' پر مشتمل حصہ مجلّہ ''تحقیق'' جام شورو کے لیے نکالا ہے۔ اس میں کوئی تبدیل نہیں کی ہے یہ ہنوز اسی طرح ہے جس طرح آج سے کم و بیش ۳۸ سال پہلے لکھا گیا تھا۔ اس میں وہ محاورات شامل نہیں ہیں جو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے نکالے تھے۔

(۱)

انسان نے اپنے مافی الضمیر کو ہمیشہ الفاظ کے ذریعے ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی بھی زبان و بیان کی آراستگی اور آرائش سے غافل نہیں رہا۔ اس نے اپنے مذاق اور جدت پسند طبیعت کے سہارے نئے نئے انداز اور اسلوب اختیار کیے، اس طرح مشکل سے مشکل موضوع کو بخش و خوبی بیان کر لینے پر قدرت حاصل کر لی۔ یہ ایسا عمل تھا کہ خود بخود ہوتا چلا گیا۔ پھر اہل علم متوجہ ہوئے اور زبان و بیان کے قواعد و ضوابط ترتیب دیے، اصول متعین کیے، اس سے اپنے مافی الضمیر کو نت نئے پیرائے میں بیان کرنے کا سلیقہ آ گیا۔ کوئی بھی زبان اور اس کا ادب ہو اس میں ترتیب و تہذیب اور تحسین کا مسلسل عمل جاری رہتا ہے۔ کبھی تو ناپسندیدہ چیزوں کو زبان سے نکال باہر کیا جاتا ہے اور کبھی حسین و دلکش چیزوں کو دوسری زبانوں سے اخذ کر کے اپنی زبان میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اپنی بات کی بہتر طور پر تفہیم کے لیے ضائع لفظی و معنوی، بیان و بدیع اور محاورات و ضرب الامثال کا سہارا لیا جاتا ہے جو وقتاً فوقتاً بے ساختہ زبان و قلم سے نکل جاتے ہیں یا دوسری زبانوں سے کبھی تو اپنی اصل صورت میں آ جاتے ہیں اور کبھی اپنی مشکل و ہیئت بدل کر نت نئے معنوں کے ساتھ در آتے ہیں، اس طرح ہر موضوع زبان و بیان کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ زبان اور اس کے ادب کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے جو ایک وقت میں آ کر اس کے ادب کی شناخت بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے قرآن مجید نازل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ کو جامع الکلم بنایا۔ چناں چہ آپ کے طفیل حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہم تک پہنچا۔ بلاشبہ قرآن و حدیث میں انسان کے جملہ داخلی و خارجی معاملات، نفسانی خواہشات و احتیاجات کو بیان کر کے صحیح و غلط کے درمیان حد فاصل قائم کر دی ہے اور قیامت تک کے لیے ایسا دستور پیش کر دیا جو انسان کی فلاح و کامرانی کا ضامن

ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے علم وفن کی نئی نئی شاخوں کی طرف بھی رہنمائی ملتی ہے۔ اس ذخیرہ سے علمائے معنی وبیان نے زبان وادب کے اصول متعین کیے، نظم ونثر کے تمام محاسن اس کے ذریعہ سمجھے گئے اور اسی سے سیاق وسباق کے تناظر میں اصل مفہوم کو پانے کی کوشش کی گئی۔ ہمارے مفسرین ومحدثین کا بڑا احسان ہے کہ انھوں نے علم معنی وبیان اور بدیع کے اصول مدون کیے جس کے ذریعے قرآن وحدیث کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد ملی۔ قرآن وحدیث کے تراجم ہوئے اور ان کے اثر سے اُردو زبان میں الفاظ ومحاورات، امثال وحکم، تشبیہات واستعارات، تلمیحات اور صفائع بدائع وغیرہ بعینہ آ گئے۔ یہاں ان محاورات کو بیان کرنا مقصود ہے جو قرآن اور حدیث کے وسیع ذخیرہ سے اُردو میں آئے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ محاورہ ہے کیا اور کسی قسم کے مرکب الفاظ پر محاورے کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۲)

مُحَاوَرَہ عربی لفظ ہے۔ ''ح ور'' اس کا مادہ ہے۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں حَــوْرٌ کے اصلی معنی لوٹنے، پلٹنے کے لکھے ہیں، خواہ وہ لوٹنا بلحاظِ ذات کے ہو یا بلحاظِ فکر کے۔ قرآن مجید میں ہے اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ (۸۴۔ الانشقاق۔۱۴) اور وہ خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) لوٹ کر نہیں آئے گا۔ یہاں دوبارہ زندہ ہو کر اُٹھنا مراد ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں زیادتی کے بعد کمی (کی طرف لوٹنے) سے (مال ومتاع، عزت وآبرو، اہلِ وعیال ہر شے اس میں شامل ہے)۔ اسی سے مُحَاوَرَہ بنا۔ تَحَاوُرٌ وَمُحَاوَرَةٌ ایک دوسرے کی طرف کلام لوٹانا، آپس میں گفت وشنید کرنا دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا (۵۸۔ المجادلہ۔۱) اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ اہل عرب کا محاورہ ہے كَلَّمْتُهٗ فَمَا رَجَعَ اِلَیٰ حِوَارٍ اَوْ حُوِيْرٍ یعنی میں نے اس سے بات کی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُردو زبان میں یہ لفظ انھیں معنی میں آیا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے مقدمہ شعروشاعری میں محاورہ کی اس طرح تعریف کی ہے:

> ''...مُحَاوَرَہ لغت میں مطلقاً بات چیت کرنے کو کہتے ہیں۔ خواہ بات چیت اہلِ زبان کے روزمرہ کے موافق ہو خواہ مخالف۔ لیکن اِصطلاح میں خاص اہلِ زبان کے روزمرہ

یا بول چال، اُسلوب بیان کا نام محاورہ ہے۔ پس ضرور ہے کہ محاورہ تقریباً ہمیشہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ میں پایا جائے۔ کیوں کہ مُفرد الفاظ کو روزمرہ یا بول چال یا اُسلوبِ بیان نہیں کہا جاتا۔ بخلاف لُغت کے کہ اس کا اطلاق ہمیشہ مُفرد الفاظ پر یا ایسے الفاظ پر جو بمنزلہ مُفرد کے ہیں، کیا جاتا ہے۔ مثلاً پانچ اور سات دو لفظ ہیں جن پر الگ الگ لُغت کا اطلاق ہوسکتا ہے، مگر ان میں سے ہر ایک کو محاورہ نہیں کہا جائے گا بلکہ دونوں کو ملا کر جب پان سات بولیں گے تب مُحاورہ کہا جائے گا۔ یہ بھی ضرور ہے کہ وہ ترکیب جس پر مُحاورہ کا اطلاق کیا جائے قیاسی نہ ہو بلکہ معلوم ہو کہ اہلِ زبان اس کو اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اگر پان سات یا سات آٹھ یا آٹھ سات پر قیاس کر کے چھ آٹھ یا آٹھ چھ یا سات نو بولا جائے گا تو اس کو مُحاورہ نہیں کہنے کے۔ کیوں کہ اہلِ زبان کبھی اس طرح نہیں بولتے۔ یا مثلاً بلاناغہ پر قیاس کر کے اس کی جگہ بے ناغہ، ہر روز کی جگہ ہر دن، روز روز کی جگہ دن دن یا آئے دن کی جگہ آئے روز بولنا۔ ان میں سے کسی کو مُحاورہ نہیں کہا جائے گا۔ کیوں کہ یہ الفاظ اس طرح اہلِ زبان کی بول چال میں کبھی نہیں آتے۔

کبھی محاورے کا اطلاق خاص کر اُن افعال پر کیا جاتا ہے جو کسی اسم کے ساتھ مل کر اپنے حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اُتارنا، اس کے حقیقی معنی کسی جسم کو اوپر سے نیچے لانے کے ہیں۔ مثلاً گھوڑے سے سوار کو اُتارنا، کھونٹی سے کپڑا اُتارنا، کوٹھے پر سے پلنگ اُتارنا۔ لیکن ان میں کسی پر مُحاورے کے یہ دوسرے معنی صادق نہیں آتے، کیوں کہ ان سب مثالوں میں اُتارنا اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ ہاں نقشہ اُتارنا، نقل اُتارنا، دل سے اُتارنا، دل میں اُتارنا، ہاتھ اُتارنا، پہنچا اُتارنا، یہ سب محاورے کہلائیں گے۔ کیوں کہ ان سب مثالوں میں اُتارنے کا اطلاق مجازی معنوں پر کیا گیا ہے۔ یا مثلاً 'کھانا' اس کے حقیقی معنے کسی چیز کو دانتوں سے چبا کر یا بغیر چبائے حلق سے اُتارنے کے ہیں۔ مثلاً روٹی کھانا، دوا کھانا، افیم کھانا وغیرہ۔ لیکن ان میں کسی کو دوسرے معنے کے لحاظ سے مُحاورہ نہیں کہا جائے گا۔ کیوں کہ ان سب مثالوں میں 'کھانا' اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل ہوا ہے، ہاں غم کھانا، قسم کھانا، پچھاڑیں کھانا، ٹھوکر کھانا، یہ سب محاورے کہلائیں گے۔''

اس اقتباس سے محاورے کی پوری حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ ہم یہاں اُردو کے وہ محاورات بیان کرتے ہیں جو حدیث سے آئے ہیں۔ ان کو ہم نے حروفِ تہجی پر ترتیب دیا ہے۔ اور مثال میں اساتذہ کے اشعار دیے ہیں۔ کہیں کہیں کوئی ضرب المثل بھی آ گئی ہے۔

(۳)

قرآن کے محاورے

۱۔ [الفاتحة] اهدِنَــــاالصِّرَاطَ المُستَقِيمَ

ترجمہ: دکھا ہم کو سیدھی راہ (شاہ عبدالقادر)

لیکن شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ چلا ہم کو راہ سیدھی۔

اُردو میں سیدھی راہ چلانا، راہ راست پر چلنا، لگانا، وغیرہ محاورے آتے ہیں۔

فارسی کی مثل ہے، راہ راست بروا گرچہ دواست۔

علامہ اقبال نے بچوں کی دُعا میں سیدھی راہ پر چلانے کے بجائے، نیک راہ نظم کیا ہے۔

میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اسی راہ پر چلانا مجھ کو

راہ راست دکھانا، میر حسن کی مثنوی سحر البیان کا شعر ہے

دکھائی انھوں نے ہمیں راہ راست
میں کرتا ہوں اس راہ کی باز خواست

۲۔ [۲ البقرة ۱۰۹] فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

ترجمہ: پس معاف کردواور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجیں۔

صَفَحَ یَصْفَحُ صَفْحًا۔ صَفْحٌ کے اصل معنی ہر چیز کا چوڑا پہلو، چہرے اور تلوار کی چوڑائی وغیرہ۔ چناں چہ معنی ہوئے کنارہ پکڑنا، کنارہ کش ہونا، الزام سے درگزر کرنا۔ عَفْوٌ کے معنی معاف کردینا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عفو اور صفح دونوں کو متصل بیان کیا ہے۔ اسی طرح سورۃ النور آیۃ نمبر ۲۲ میں ہے۔ اور صفح، عفو سے زیادہ بلغ ہے۔ اس لیے کہ انسان کی سرشت ہے کہ وہ معاف تو کردیتا ہے مگر سرزنش نہیں چھوڑتا، موقع ملنے کی دیر ہوتی ہے الزام تراشی پر اتر آتا ہے اسی سے منع کیا گیا ہے۔ ان معنی میں اُردو میں درگزر کرنا، محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی معاف کرنے کے بعد جو کچھ ہوا اس کا بھول کر بھی اشارۃً، کنایۃً تذکرہ نہ کرے۔

داغؔ کا شعر ہے۔

کی چھیڑ چھاڑ داغؔ نے تم سے بُرا کیا
اب درگزر کرو کہ خطا جو ہوئی ہوئی

۳۔ [۲ البقرة ۱۴۳] مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے''اور کون پھر جاوے گا الٹے پاۓ''۔ (تحویلِ قبلہ کے سلسلہ میں یہ بیان ہے)۔

اُردو میں الٹے پاۓ پھرنا، الٹے پیروں چلنا، الٹے قدم پھر آنا وغیرہ محاورے استعمال ہوتے ہیں۔

امیرؔ اس شعر میں کہتے ہیں۔

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی الٹے پاۓ پھرے دن بہار کے

الٹے پیروں چلنا۔ استاد محترم حضرت نظامؔ فتح پوری کا شعر ہے۔

اک سانس کی آمد وشد سے مجھے معلوم ہوئی دنیا کی روش
جو حد سے آگے بڑھتا ہے وہ الٹے پاۓ چلتا ہے

الٹے پھر آنا۔ غالبؔ کہتے ہیں۔

بندگی میں بھی وہ آزادہ وخودبیں ہیں کہ ہم
الٹے پھر آئے درِ کعبہ سے اگر ر وا نہ ہوا

۴۔ [۲ البقرة ۱۴۴] قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاء

ترجمہ: تحقیق دیکھتے ہیں ہم پھرنا منہ تیرے کا بیچ آسمان کے (آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منتظر تھے کہ کعبہ کی طرف قبلہ کا حکم آجائے)

قَلْبُ الشيّ ءِ کے معنی ہیں کسی چیز کو پھیرنے، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پلٹنے کے، اُردو میں منہ پھرنا، توجہ کے لیے کسی طرف رخ کرنا، آتا ہے۔ عاشقؔ لکھنوی کہتے ہیں۔

دل میں ہے کیا آرزوئے لکھنو
مُنہ پھر جاتا ہے سوئے لکھنو

منہ کرنا۔ متوجہ ہونے کے لیے آتا ہے۔ خواجہ میرؔ درد کا شعر ہے۔

دنیا میں کون کون نہ یک بار ہوگیا
پر مُنہ پھر اس طرف نہ کیا اُن نے جو گیا

تسلیم شاگرد نسیم دہلوی کا شعر ہے۔

تسلیم خوش ہوں خفتہ نصیبی سے اس قدر
مُنہ بھی کروں نہ طالعِ بیدار کی طرف

۵۔ [۲البقرة ۱۶۸] وَلاَ تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

ترجمہ: اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو (حضرت تھانویؒ)

خُطُوَاتٌ. جمع خَطْوَةٌ کی۔ چلنے کے لیے قدم اٹھانا۔ مفردات میں ہے اَلْخُطْوَةُ اس فاصلے کو کہتے ہیں جو دو قدموں کے درمیان ہو۔

اُردو میں قدم بقدم چلنا، قدم پر قدم رکھنا آتا ہے۔ ماہرؔ کہتے ہیں۔

مجھ سا کوئی رفیقِ طریق آپ کو ملا
سایہ صفت قدم بقدم تھا جہاں چلے

قدم پر قدم رکھنا۔ میرؔ کہتے ہیں۔

قدم پر رکھ قدم اس کے بہت مشکل ہے مرجانا
سرآمد ہوگیا ہے میرؔ فنِّ مہر والفت میں

قدم بقدم ہونا، انیسؔ کہتے ہیں۔

ہو نوجواں مزاج میں غصہ ہے آپ کے
بیٹا وہ ہے قدم بقدم ہو جو باپ کے

۶۔ [۲البقرة ۱۶۸] وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لاَ انفِصَامَ لَهَا.

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اللہ پر تو انھوں نے تھام لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں۔

اَلْعُرْوَةُ۔ ہر وہ چیز جس کو پکڑ کر کوئی لٹک جائے۔ یعنی حلقہ۔ اَلْعُرْوَةِ الْوُثْقىٰ. مضبوط حلقہ۔ ایمان کو بطور حلقہ سے تعبیر کیا ہے۔

اُردو میں حلقہ بگوش ہونا، آتا ہے۔قدیم زمانے میں یہ رسم تھی کہ غلاموں کے کانوں میں بڑے بڑے حلقے ڈال دیے جاتے تھے۔اُردو میں یہ محاورہ فرمانبرداری وتابع داری کے معنی میں ہے۔غالبؔ کا شعر ہے۔

میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش
غالب اس کا مگر نہیں ہے حلقہ بگوش

حلقہ ڈالنا۔غلام بنانا، اطاعت و بندگی کرنا۔آتشؔ لکھنوی کہتے ہیں۔

اگر موتی نہ بنتے قطرہ ہائے ابر نسیاں سے
تو حلقہ ڈالنا آتش صدف کے گوش میں دریا

۷۔ [۲البقرۃ ۱۹۵] وَلاَ تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں (اپنے آپ کو) ہلاکت میں مت ڈالو۔

اُردو میں اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالنا آتا ہے۔اس کے علاوہ اپنے ہاتھوں گڑھا کھودنا، اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنا۔تباہی و بربادی کے لیے آتا ہے۔ظفرؔ کہتے ہیں۔

اپنے ہاتھوں قبر اپنی کھودتا ہے کوہ کن
فائدہ کیا بے ستوں پر ہوگا جوئے شیر کا

اپنے ہاتھوں برباد ہونا بھی آتا ہے۔داغؔ کہتے ہیں۔

ہم تو برباد ہوئے عشق میں اپنے ہاتھوں
کوئی بدخواہ نہیں اپنے سے بڑھ کر اپنا

۸۔ [۳ آل عمران۴۷] قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ

ترجمہ: (حضرت مریم علیہا السلام) بولیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچّہ حال آں کہ مجھ کو کسی بشر نے مَس (چُھوا) بھی نہیں کیا۔

مَسٌّ کے معنی چھونے کے ہیں خواہ ہاتھ سے ہو یا بدن کے کسی اور حصے سے ہو۔یہ لَمسُ کے ہم معنی ہے مگر لَمسٌ کے معنی ٹٹولنے کے ہیں، تلاش کرنے کے، خواہ ہاتھ سے یا کسی اور چیز سے۔مگر مَسَّ کے معنی میں لمس کا ادراک بھی شامل ہے۔اور کنایۃً مجامعت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔سورۃ البقرہ میں ہے۔

[۲ البقرہ ۲۳۶] لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ

ترجمہ: اگر تم عورتوں کو چھونے (مجامعت) سے پہلے طلاق دے دو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

اُردو میں مس کرنا انھیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ انشاء اللہ خاں انشاؔ کا شعر ہے۔

لگے کہنے کہ میرے دامن کو
نہیں اب تک کیا کسی نے مَس

رغبت ہونا، میل ہونے کے معنی بھی آتے ہیں۔ سحرؔ لکھنوی، شاگرد ناسخؔ کہتے ہیں۔

آدمیت سے نہیں آپ کو مَس دیکھ لیا
پیار کر کے تمھیں دس بیس برس دیکھ لیا

۹۔ [۳ آل عمران ۷۷] وَلاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّهُ وَلاَ يَنظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا (دیکھے گا۔ جو اللہ کے عہد اور قسموں کی تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں)۔

نظر کرنا، اُردو میں کئی معنی میں یہ محاورہ مستعمل ہے۔

۱۔ دیکھنا، توجہ کرنا، کے معنی میں جلیلؔ مانک پوری کا شعر ہے۔

نگاہِ لطف سے محروم ضعف نے رکھا
نظر وہ کس پر کریں، میں نظر نہیں کرتا

۲۔ لالچ کے لیے، مصحفیؔ کہتے ہیں۔

ایسا یہ دل غنی ہے کہ جھوٹوں بھی مصحفیؔ
کرتا نہیں کبھی میں زرو مال پر نظر

۳۔ امید اور بھروسے کے لیے، قلقؔ کہتے ہیں۔

حیرت سے تجھ پہ بزم میں پڑتی نہیں نگاہ
غیروں پہ تیرے شوق میں کب تک نظر کریں

۱۰۔ [۳ آل عمران ۱۴۰] اِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ

ترجمہ: اگر تم کو زخم (چوٹ) پہنچ جائے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم (چوٹ) پہنچ چکا ہے۔

قَرْحٌ اصل میں کسی خارجی اثر سے پیدا ہونے والے زخم کے معنی دیتا ہے، مثلاً تلوار یا خنجر وغیرہ کا زخم، لیکن اَلْقَرْحُ اندرونی طور پر پیدا ہونے والے زخم کے لیے آتا ہے۔ اسی لیے قَرِحَ قَلْبُہٗ، اس کا دل زخمی ہو گیا۔ بہت تکلیف دہ بات کے اظہار کے لیے۔ آیۂ مذکور کا مطلب ہوا اگر تمھیں (شکست کا) زخم لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے۔

مولانا مودودی نے تفہیم القرآن میں قَرْحٌ کا ترجمہ چوٹ کا کیا ہے۔ یہ مفہوم کے زیادہ قریب ہے۔

اُردو میں چوٹ کھانا۔ چوٹ لگنا محاورات آتے ہیں۔ صدمہ اٹھانا، سخت تکلیف پہنچنا وغیرہ کے لیے۔

۱۔ چوٹ کھانا، جلالؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

دل و جگر جو محبت کی چوٹ کھا جاتے
سُراغ دردِ نہاں کا ضرور پا جاتے

آتش کا شعر ہے۔

مشتاقِ دردِ عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے
کھاؤں کدھر کی چوٹ، بچاؤں کدھر کی چوٹ

امیرؔ کہتے ہیں۔

شکوہ کسی سے دل شکنی کا کروں میں کیا
یہ شیشہ چوٹ کھانے سے پہلے ہی چور تھا

۲۔ زخم کھانا، غالب کہتے ہیں۔

عشرتِ پارۂ دل زخمِ تمنّا کھانا
لذتِ ریشِ جگر، غرقِ نمک داں ہونا

۱۱۔ [۳ آل عمران ۱۴۰] وَتِلْکَ الأَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ

ترجمہ: حضرت تھانویؒ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں۔

اَلدَّوْلَۃُ وَالدُّوْلَۃُ، گردش کرنا، دَوْلَۃ کا لفظ مال وزر کی گردش پر بولا جاتا ہے۔

لیکن دُوْلَۃٌ لڑائی یا عزت وجاہ کے بدلے میں بولا جاتا ہے۔آیت مذکور میں زمانہ کے نشیب وفراز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔یہ قرآن مجید کا خاص انداز ہے کہ وہ بات بیان کرتے کرتے، غلبہ، حاکمیت، برتری یا ہر اچھی بات کا اظہار اپنی طرف ضرور کرتا ہے۔جنگ بدر میں کفّار کو شکست ہوئی تھی تو جنگ اُحد میں مسلمانوں کو، کہ وہ مال کی طمع سے مغلوب ہوگئے تھے۔ یہ نشیب وفراز اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

اُردو میں زمانے کے نشیب وفراز دیکھنا محاورہ آتا ہے۔مسرور شاگرد مصحفیؔ کا شعر ہے۔

بتوں کے غمزے حسینوں کے ناز دیکھے ہیں
زمانے بھر کے نشیب و فراز دیکھے ہیں

ادلنا بدلنا/ ادل بدل (تابع مہمل) ایک چیز کے عوض دوسری چیز لینا بھی آتا ہے۔ بہادر شاہ ظفرؔ کہتے ہیں۔

ہمارے دل کے جو بدلے ہمیں وہ دے بوسہ
نہیں ہے کوئی بھی ایسے ادل بدل میں بگاڑ

مسرورؔ کا شعر ہے۔

ہم نے ایک بوسۂ جاناں پہ دل اپنا بدلا
دونوں اچھے رہے، اچھا ہوا ادلا بدلا

استاد محترم ڈاکٹر صاحب نے اس آیت سے دن پھیرنا محاورہ نکالا ہے۔

۱۲۔ [۳ آل عمران ۱۷۴] لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ

ترجمہ: نہ پہنچی ان کو کچھ آنچ۔

امام راغب کہتے ہیں۔مَسٌّ، ہر اس تکلیف کے لیے بول دیا جاتا ہے جو انسان کو پہنچے۔

[۲ البقرہ ۲۱۴] مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ

ترجمہ: ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں۔

سوٓءٌ، ہر وہ چیز جو انسان کو غم میں ڈال دے۔علامہ سیوطیؒ نے اس کے گیارہ معنی بیان کیے ہیں اور قرآن سے اس کی مثالیں دی ہیں۔مذکورہ آیت قتل وہزیمت کے معنی میں بیان کی ہے (الاتقان ۱/۲۳۴)۔مولانا نعمانی نے سوٓءُ کا ترجمہ آنچ کیا ہے۔

اُردو میں آنچ پہنچنا، آنچ آنا، آنچ دینا وغیرہ صدمہ پہنچنے کے معنی میں آتا ہے۔
شعورؔ شاگرد مصحفی کا شعر ہے۔

آنچ پہنچے خلیل کو کیوں کر
اس بہشتی کو باغ ہے آتش

پنڈت دیاشنکر نسیم کہتے ہیں۔

میں جا کے جلی تو غم نہیں ہائے
ڈر ہے کہ تجھ پہ آنچ آجائے

۱۳۔ [۴ النسآء ۳] ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا

ترجمہ: اس میں لگتا ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو۔

اس آیت میں چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے لیکن ڈر ہے کہ عدل وانصاف کی شرط پوری نہ ہوسکے گی اس لیے مشورہ دیا ہے کہ ایک ہی پر اکتفا کرو یا جو تمھاری ملک میں ہے (لونڈی) یہی طریقہ ہے کہ تم کسی ایک طرف نہ جھک جاؤ یعنی بے انصافی کرو۔

تَعُولُوا. تم ایک طرف جھک پڑو، تم بے انصافی کرو۔ عَوْلٌ باب نَصَرَ سے۔ اَلْعَوْلُ ہر اس چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کو گراں بار کردے اور اس کے بوجھ تلے دب جائے۔ محاورہ ہے عَالَ الْمِيزَانُ ترازو جُھک گئی، اسی طرح عَالَ الْحَاكِمِ. حاکم نے ناانصافی کی۔ اَلَّا تَعُولُوا کے معنی تم کسی ایک طرف نہ جھک پڑو، مطلب یہ کہ تم ناانصافی نہ کرو۔ اُردو میں جھک پڑنا، جھک جانا، مائل ہونے، متوجہ ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں بھی بے انصافی کا مفہوم پوشیدہ ہے

اکبر الہ آبادی کا شعر ہے۔

لیکن کچھ اور دھندے بھی ہیں پیش صف بصف
یہ کیا کہ ساری قوم ہی جھک جائے ایک طرف

۱۴۔ [۴ النسآء ۳۰] وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا

ترجمہ: اور جو کوئی یہ کام کرے تعدی اور ظلم سے تو ہم ڈالیں گے اس کو آگ میں۔

صَلَیٌ مصدر سے بمعنی بھوننا، آگ میں پھینکنا، ہلاکت میں ڈالنا۔ اِصْلَاءٌ مصدر بھی آتا

ہے اِفْعَالٌ کے وزن پر، آگ میں ڈالنے کے معنی میں، آگ میں ہمیشہ کے لیے مقیم رہنا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے مال کو ناحق کھانے اور ایک دوسرے کا ناحق قتل کرنے کے سلسلے میں بطور وعید فرماتے ہیں۔ اُردو میں بالکل اسی طرح آگ میں جھونکنا آتا ہے۔ مصیبت میں ڈالنے کے معنی میں۔

قلقؔ لکھنوی، تلمیذ خواجہ وزیرؔ کہتے ہیں۔

پہلے دریافت خوب کر نہ لیا
آگ میں لے کے مجھ کو جھونک دیا

نصیرؔ دہلوی کا شعر ہے۔

مجھ کو سوجھے ہے کہ تو آتش رخوں سے ملک کے آہ
جھونک دے گا ایک دن مجھ کو مقرر آگ میں

۱۵۔ [۴ النسآء ۴۶] یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

ترجمہ: (یہ لوگ جو یہودیوں میں سے ہیں) بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اس کی جگہ سے۔

حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے۔ کلام کو اس کے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں۔ سورہ المائدہ میں بھی یہ آیت آئی ہے۔

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ یعنی کلمات کو ان کے محل اور صحیح مقام پر ہونے کے بعد اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔

حَرْفٌ کے معنی کنارے کے ہیں۔ اَلتَّحْرِیفُ الشَّیْئِی کسی شے کو کسی ایک جانب موڑ دینا اور تَحْرِیْفُ الْکَلَامِ کے معنی ہیں کلمات کو، بات کو موقع و محل سے پھیر دینا۔

اُردو میں تحریف کرنا، بات بدلنا (بدل کر کچھ کا کچھ کر دینا) وغیرہ محاورے آتے ہیں۔

اسیرؔ لکھنوی کہتے ہیں۔

لکھ دیے ہیں کچھ کچھ اشعار میرے اے اسیرؔ
کاتبوں نے میرے دیواں میں بہت تحریف کی

بات بدلنا، داغؔ دہلوی کا شعر ہے۔

با وفا کہہ کے بے وفا نہ کہو
کیوں بدلتے ہو ایسی پیاری بات

۱۶۔ [۴ النسآء ۴۵] وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ

ترجمہ: (یہود کلام کو اس کے موقع سے بدل کر) یہ کلمات کہتے ہیں سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اور اِسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ اور رَاعِنَا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے۔

دراصل یہودیوں کا یہ طرزِ عمل تھا کہ جب انھیں خدا کے احکام سنائے جاتے تو زور سے کہتے سَمِعْنَا (ہم نے سن لیا) اور آہستہ کہتے عَصَيْنَا (ہم نے قبول نہیں کیا) یا اَطَعْنَا (ہم نے قبول کیا) کا تلفظ زبان کو اس انداز میں لچکا دے کر کہتے کہ وہ عَصَيْنَا بن جاتا۔ اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات کہنا چاہتے تو وہ کہتے اِسْمَعُ (سنیے) اور ساتھ ہی ساتھ غیر مُسْمَعٍ بھی کہتے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ محترم ہیں آپ کو کوئی بات خلاف مرضی نہیں سنائی جا سکتی۔ دوسرا لَيًّا مصدر۔ موڑنا، مڑوڑنا، پھیرنا، گھمانا۔ لَوىٰ يَلْوِى باب ضَرَبَ. چناں چہ لَوىٰ لِسَانَهُ يالَوىٰ بِلِسَانِهِ زبان پھیر لی، زبان گھما دی آتا ہے۔ اسی لیے پرچم کو لِواءٌ کہتے ہیں کہ وہ ہوا سے مڑتا اور پلٹتا رہتا ہے۔

اُردو میں زبان بدلنا، زبان پھیرنا، زبان پلٹنا، کہہ کر مُکر جانا، اقرار کر کے پھر جانا وغیرہ کے لیے آتا ہے۔

زبان بدلنا، اشکؔ کا شعر ہے۔

ان کا مزاج غیر جو آکر بدل گئے
کچھ کہہ کے وہ زبان برابر بدل گئے

لیکن آیۂ مذکور کے مطابق زبان پھیرنا زیادہ قریب ہے۔ برقؔ کا شعر ہے۔

معلوم ہے پھیرو نہ زباں پھر تو کہو وہ
کیوں چھپتے ہو غیروں میں ہاں پھر تو کہو وہ

۱۷۔ [۴ النسآء ۷۷] أَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِینَ قِیلَ لَھُمْ کُفُّوا أَیْدِیَکُمْ

ترجمہ: کیا تو نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

اسی طرح آیت نمبر ۹۱ میں ہے وَیَکُفُّوا أَیْدِیَھُمْ اور نہ اپنے ہاتھ روکیں۔

منافقین کے زمرے میں بات ہو رہی ہے کہ پہلے تو یہ لوگ خود جنگ کے لیے بے تاب تھے اس وقت ان سے کہا جا رہا تھا اپنے ہاتھ روکو، صبر کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ دوسری آیت کے مفہوم میں ہے کہ ایسے بھی لوگ ہیں جو تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی، لیکن جب موقع ملے تمھارے مقابلے میں آ جائیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو تم انھیں پکڑو اور مارو۔

کَفٌّ کے معنی ہتھیلی کے ہیں۔ امام راغب لکھتے ہیں کَفَفْتُہٗ کے اصل معنی کسی کی ہتھیلی پر مارنے یا ہتھیلی مار کر کسی کو دور کرنے یا روکنے کے ہیں۔ پھر یہ لفظ دور کرنے اور روکنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

اُردو میں ہاتھ روکنا، دست کش ہونے کے معنی میں ہی آتا ہے۔ جلیلؔ مانک پوری کا شعر ہے۔

ہاتھ کیوں روک لیا اُس نے دم ذبح جلیلؔ
شکر تھا لب پہ مرے شکوۂ بیداد نہ تھا

ہاتھ تھامنا بھی آتا ہے۔ گرتے کو سنبھالنے، روکنے کے لیے۔ امیرؔ مینائی کہتے ہیں۔

ہماری لغزشوں کی تجھ کو اے زاہد خبر کیا
فرشتے تھامتے ہیں ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہیں

۱۸۔ [۴ النسآء ۱۴۳] مُّذَبْذَبِینَ بَیْنَ ذَلِکَ لاَ اِلَی ھَـؤُلاءِ وَلاَ اِلَی ھَـؤُلاءِ

ترجمہ: (کفر و ایمان کے درمیان) ڈانوا ڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف اور نہ پورے اس طرف۔

مُـذَبْذَبِیْنَ. اسم مفعول جمع مذکر۔ واحد مُـذَبْذَبٌ. اَلْذَبْذَبَۃُ مصدر، اصل میں مُعلق چیز کے ہلنے کی آواز کو کہتے ہیں۔ پھر بطور استعارہ ہر قسم کی حرکت اور اضطراب، کسی ایک جگہ قرار نہ پکڑ کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے ترجمہ کیا ہے، دُھگدُھگی میں ہیں درمیان اس کے اور نہ طرف ان کی اور نہ طرف ان کی''۔

حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے، مُعلق ہو رہے ہیں دونوں کے درمیان، نہ ادھر نہ اُدھر۔

۱۔ اُردو میں ڈانواں ڈول ہونا، مذبذب، پریشان خاطر ہونا، سراؔج اورنگ آبادی کا شعر ہے۔

مجھے یہ فکر ہے اے چرخ کچھ تو منہ سے بول
کہ پھر رہا ہے زمانے میں تو کیوں ڈانواں ڈول

منیؔر شکوہ آبادی کہتے ہیں۔

تم بنا ہے سراج ڈانواں ڈول
اس کو تم آ کے چاہ سیں پوچھو

۲۔ ڈانواں ڈول پھرنا۔ راحتؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

ڈولی کے ساتھ لال کنُوے سے نہ آئے وہ
بی کیسے ڈانواں ڈول پھرے ہیں کہار آج

بہادر شاہ ظفؔر کہتے ہیں۔

پھرے ہے تُو جو ڈاواں ڈول ایسا
کسی کی چاہ کا تجھ کو الم ہے

۳۔ دُھگدھگی میں دم ہونا، نزع کے عالم کے لیے۔ جاںؔ صاحب کہتے ہیں۔

دُھگدی میں رات سے نرگس کا دم ہے اے بوا
دن نہیں کٹتا نظر آتا ہے اس بیمار پر

۳۔ مذبذب ہونا۔ جس کا ارادہ پختہ نہ ہو۔ ذوقؔ کے قصیدے میں ہے۔

ہووے دائر عرصۂ برزخ میں تا بحثِ حکیم
ہوں مذبذب جبر اور تفویض میں اہلِ کلام

۱۹۔ [۴ النسآء ۱۴۳] وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلاً

ترجمہ: اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں تو ایسے شخص کے لیے ہرگز راہ نہ پاؤ گے۔

سَبِیۡلٌ، اس راہ کو کہتے ہیں جو واضح ہو اور اس میں سہولت ہو۔ امام راغب اصفہانی کے مطابق سَبِیۡلٌ کا استعمال ہر اس شے کے لیے ہوتا ہے جس کے ذریعہ کسی شے تک پہنچا جا سکے، خواہ وہ شے شر ہو یا خیر، نیر واضح راستہ بھی اس سے مراد لیا جاتا ہے۔ (لغات القرآن، نعمانی)۔

اُردو میں راہ پانا محاورہ آتا ہے، راستہ ملنا، موقع ملنا کے معنی میں شیخ امام بخش ناسخ کا شعر ہے۔

راہ پائے ترے کوچے میں جو وہ آنے کی
نہ رکھے باد صبا پانْو گلستاں میں کبھی

راہ دینا بھی محاورہ آتا ہے، راہ دادن کا ترجمہ۔ نکل جانے کے لیے راستہ دینا، راستہ چھوڑنا۔ آتش کا شعر ہے۔

کیا اپنی انجمن میں صبا کو میں راہ دوں
کلیوں میں بوئے خلعت خاص اس نے عام کی

۲۰۔ [۵ المائدۃ ۲۱] وَلا تَرْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ

ترجمہ: اور مت پھر جاؤ اپنی پیٹھ پر، پھر جا پڑو گے نقصان میں۔

رَدٌّ کے معنی ہیں کسی چیز کو لوٹا دینے کے۔ محاورہ ہے رَدَدْتُہٗ فَارْتَدَّ میں نے اسے لوٹا دیا پس وہ لوٹ آیا۔

[سورۂ آل عمران ۱۴۸] میں بھی آیا ہے] یَرُدُّوْکُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ تم کو الٹے پانْو (کفر کی طرف) پھیر دیں گے۔

اُردو میں پیٹھ پھیر کر چل دینا، لوٹ جانا، انحراف کرنے کے معنی میں ہے۔

مصرعہ: کیسا غضب کیا، چل دیئے پیٹھ پھیر کے

پشت پھیرنا بھی محاورہ آتا ہے۔

مونس تلمیذ انیس کا شعر ہے۔

تیغوں سے نظر وقت زور کشت نہ پھیری
ٹکڑے ہوئے سینے کے مگر پشت نہ پھیری

۲۱۔ [۵ المائدۃ ۴۲] سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ

ترجمہ: سننے والے ہیں جھوٹ کو، بہت کھانے والے ہیں حرام کو۔

اسی سورۃ میں آیۃ ۶۳ پر، وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ آیا ہے۔

سُحتٌ. حرام، اصل میں اس چھلکے کو کہتے ہیں جو پوری طرح سے جڑ سے اُکھیڑ لیا جائے، اسی لیے اس کا استعمال اس ممنوع فعل پر بولا جانے لگا جو باعث عار ہو۔ یعنی یہ فعل دین و مروت کی جڑ کاٹتا ہے (مفردات)

اُردو میں حرام کھانا محاورہ ہر اس چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو شرعاً یا اخلاقاً ممنوع ہو، مثلاً رشوت شراب یا ناجائز آمدنی وغیرہ (فرہنگ آصفیہ) مگر شعر میں ہمیں اس کی مثال نہیں ملی۔ البتہ اُردو میں حرام خور استعمال ہوتا ہے۔ مومن کا شعر ہے۔

ہجر بتاں میں تجھ کو ہے مومن تلاشِ زہر
غم پر حرام خوار توکّل نہ ہوسکا

۲۲۔ [۵ المائدة ۶۴] بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ

ترجمہ: ان کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یعنی بڑے سخی، جوّاد و کریم ہیں)

بَسَطَ الشَّئَ کے معنی کسی چیز کو پھیلانے کے ہیں۔ بَسِيطُ الْبَدَيْنِ سخی کے لیے آتا ہے۔ بَسِيطُ الْجِسْمِ، طاقت ور اور تن توش والے کے لیے، بَسِيطُ الْوَجْهِ، شگفتہ رو کے لیے آتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے يَبْسُطُنِي مَا يَسْبُطُهَا جو چیز (فاطمہ) کو خوش کرے وہی مجھے بھی خوش کرتی ہے۔

ہاتھ کُھلا ہونا، سخاوت کے لیے اُردو میں محاورہ آتا ہے۔ کہتے ہی اس کا ہاتھ بہت کُھلا ہے۔ اس کی نفی میں ہاتھ روکنا آتا ہے۔ آتش کا شعر ہے۔

لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انساں روکے

۲۳۔ [۵ المائدة ۹۴] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! البتہ تم کو آزمائے گا اللہ کچھ ایک شکار کے حکم سے، جس پر پہنچیں ہاتھ تمھارے اور نیزے۔

نَيْلٌ (سَمِعَ) سے جس کے معنی پہنچنے کے ہیں۔

اُردو میں انھیں معنوں میں ہاتھ پہنچنا کسی شے تک رسائی ہونا، محاورہ آتا ہے۔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہؔ کہتے ہیں۔

دامن تک اس کے ہائے نہ پہنچا کبھی وہ ہاتھ
جس ہاتھ نے کہ جیب کو دامن بنادیا

۲۴۔ [۶ الانعام ۳۱] وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِم

ترجمہ: (گناہ گار روز قیامت اپنے کیے پر افسوس کریں گے) اور اپنی پیٹھوں پر اپنا بوجھ اٹھائے ہوں گے۔

اُردو میں بوجھ سر پر ہونا، بوجھ گردن پر ہونا، فکر مند ہونا کے معنی میں۔ بوجھ سر پر ہونا، میرؔ کہتے ہیں۔

بارے سجدہ ادا کیا تہ تیغ
کب سے یہ بوجھ میرے سر پر تھا

بوجھ گردن پر ہونا، احسان کا بار ہونے کے لیے آتا ہے۔ پریشان ہونا، آتشؔ کا شعر ہے۔

ہوا سرخم بزیرِ تیغِ جلّاد
رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزاروں

بوجھ گردن سے اترنا، علی اوسط رشکؔ تلمیذ ناسخ کا شعر ہے۔

تن و سر کی جدائی میں سراپا لطف ہاتھ آیا
سبک تھا ہم سروں میں بوجھ اُترا میری گردن سے

۲۵۔ [۶ الانعام ۴۳] فَلَوْلَآ اِذْ جَآئَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُم

ترجمہ: سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے لیکن ان کے قلوب تو سخت رہے۔

اس سے پہلے سورۃ البقرہ ۷۴ اور المآئدہ ۱۲ میں بھی آچکا ہے۔

قَسْوَةٌ کے معنی سنگ دل، سخت دل ہونے کے ہیں اصل میں حَجَرٌ قَاسٍ ہے جس کے معنی سخت پتھر کے ہیں، عرب محاورے میں ہے اَرْضٌ قَاسِيَةٌ سخت زمین جہاں پیداوار نہ ہو۔

لَیۡلَۃٌ قَا سِیَۃٌ بھی آتا ہے سخت اندھیری رات۔

اُردو میں دل سخت ہونا رکر لینا، ٹھیک اسی طرح آتا ہے۔ کسی بات کا اثر نہ ہونا، بے رحم ہونا۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

اے بُت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ میں ضرور نہیں فرش سنگ کا

۲۶۔ [٦ الانعام ۴۵] فَقُطِعَ دَابِرُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا

ترجمہ: پس کاٹی گئی جڑ اس قوم کی جو ظلم کرتے تھے۔ یعنی نیست و نابود کر دیے جائیں گے۔

[۱۵ الحجر ۶۶] اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقۡطُوۡعٌ مُّصۡبِحِیۡنَ

ترجمہ: تحقیق جڑ کاٹی جاوے گی صبح ہوتے۔

اُردو میں جڑ کاٹنا۔ مٹا دینے، نیست و نابود کرنے کے لیے ہی آتا ہے۔

سخنؔ دہلوی شاگرد غالبؔ کا شعر ہے۔

اڑے جہاں سے صیاد و باغباں دونوں
پھلا کسی کو نہ بلبل کے کاٹنا جڑ کا

جڑ کٹ جانا بھی آتا ہے۔ اقبالؔ کہتے ہیں۔

اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

۲۷۔ [٦ الانعام ٦۵] قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَ عَلَیۡکُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ

ترجمہ: آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمھارے اوپر سے بھیج دے یا تمھارے پاۡنو تلے سے۔

اُردو میں پاۡنو تلے دبنا یا پاۡنو تلے زمین نکلنا آتا ہے۔ جان صاحب کا شعر ہے۔

بے نکاحی ہوں ابھی سر میں اٹھاؤں کیوں کر
ہے دبی پاۡنو تلے سوت کے چوٹی میری

ذوقؔ کا شعر ہے۔

جو دل سے اپنے دل آتشیں نکل جائے
فلک کے پانْو تلے سے زمیں نکل جائے

پانْو تلے ملنا بھی آتا ہے۔شاہ نصیرؔ دہلوی کہتے ہیں۔

مور آسا اُسے اے چرخ نہ مَل پانْو تلے
دل میں جو تخت سلیماں کی ہوا رکھتا ہوں

۲۸۔ [٦ الانعام ۹۳] وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُم

ترجمہ: اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی بے ہوشی میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں، نکالوں ان کی اپنی جانیں۔

بَسْط ؒ کے معنی کھولنے اور پھیلانے کے ہیں مگر جب یہ یَدٌ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہاتھ پھیلانے کے بھی ہوتے ہیں اور ہاتھ بڑھانے یعنی کسی چیز کو گرفت میں لینے کے لیے بھی ہوتے ہیں (نعمانی)۔محاورہ ۲۱ بھی دیکھیے۔

اُردو میں ہاتھ بڑھانا، ہاتھ ڈالنا وغیرہ محاورے آتے ہیں۔امداد علی بحرؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

انسان ہے، پری ہے، چھلا وہ ہے کیا ہے وہ
جب ہاتھ ہم نے یار پر ڈالا نکل گیا

عاشقؔ لکھنوی کہتے ہیں۔

مردے زندہ ہوں مگر بیمار عشق اچھے نہ ہوں
ڈالنا ہاتھ ان مریضوں پر مسیحا دیکھ کر

۲۹۔ [٦ الانعام ۹۴] وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَھُمْ وَاَبْصَارَھُمْ

ترجمہ: اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہ کو پھیر دیں گے۔(مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان لانے کے لیے نشانی مانگتے ہیں۔ان کے دل و نگاہ تو پھر چکے ہیں۔وہ نشانیوں کو دیکھ کر بھی

ایمان نہیں لائیں گے جیسے پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے تھے)

دل ونگاہ۔علامہ اقبال نے استعمال کیا ہے یہ اس آیت سے مستنبط معلوم ہوتا ہے۔

ضرب کلیم کا شعر ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لَآ اِلٰــہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اُردو میں دل پھر جانا، نگاہ پھر جانا الگ الگ محاورے آتے ہیں۔ بیزار ہونا، دل میں کراہیت آجانا۔سوؔدا کا شعر ہے۔

قتل سے میرے عبث قاتل پھرا
اس نے مُنہ پھیرا ہمارا دل پھرا

بہادر شاہ ظفؔر کہتے ہیں۔

کیا ہے کیا فسوں تو نے کہ دل تجھ سے نہیں پھرتا
برائی دل میں اے بے داد گر بہتیری آتی ہے

مومن خان مومؔن کہتے ہیں۔

آنکھ اس کی پھر گئی تھی دل اپنا بھی پھر گیا
یہ اور انقلاب ہوا انقلاب میں

نگاہ پھر جانا، بے رخ ہو جانا، توجہ نہ ہونا، التفات نہ ہونا۔نواب سید محمد خاں رندؔ لکھنوی، تلمیذ آتش کا شعر ہے۔

طبیعت اس کی عبث مجھ سے بے نیاز پھری
نیاز مند سے نا حق نگاہِ ناز پھری

ظفؔر کہتے ہیں۔

تیری نگاہ جو بُت بے پیر پھر گئی
قسمت میری اُلٹ گئی تقدیر پھر گئی

نظر پھر جانا بھی آتا ہے۔اسیر لکھنوی کہتے ہیں۔

آنکھ کیا بند ہوگئی اپنی
پھر گئی ہم سے سارے گھر کی نظر

۳۰۔ [۷ الاعراف ۴۱] لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: ان کے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر اس کا اوڑھنا ہوگا اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

اَلْمَهَدُ وَ الْمِهَادُ ہموار زمین کو کہتے ہیں۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا (النبأ ٦) کیا ہم نے زمین کو تمھارے لیے بچھونا نہیں بنایا؟ اسی طرح غَوَاشٍ جمع ہے غَاشِيَةٌ کی، پردہ جس سے کوئی چیز ڈھانپ دی جائے۔ وَعَلیٰ اَبْصَارِ هم غشاوَةٌ (البقرہ) اوران کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ مِهَادٌ (بچھونا) کے مقابلے میں غَواشٍ (اوڑھنا) آیا ہے۔

اُردو میں اوڑھنا بچھونا کنایۃً کسی چیز کو ہر وقت استعمال کرنے کے لیے آتا ہے۔

آغا حجو شرفؔ کا شعر ہے۔

پاک دامانی ہی کو اوڑھا بچھایا عمر بھر
تیرے کوچے میں کبھی بستر کبھی چادر کیا

۳۱۔ [۷ الاعراف ۴۱] وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

ترجمہ: اور کھینچ لیا ہم نے جو کچھ بیچ سینوں میں ان کے تھا ناخوشی سے (شاہ عبدالقادر)۔

حضرت تھانویؒ نے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اس کو دور کردیں گے۔

غِلٍّ کے معنی پوشیدہ کینہ، دلی کدورت، قلبی عداوت، دشمنی۔

اُردو میں دل پر غبار آنا / لانا / بیٹھنا وغیرہ کدورت کے لیے آتا ہے۔ واجد علی شاہ اخترؔ کا شعر ہے۔

گر لاکھ کوہِ غم ہوں کرے شکر کبریا
زاہد وہ ہے جو نہ لائے دل پر غبار کو

دل سے غبار نکلنا بھی آتا ہے۔ داغؔ کہتے ہیں۔

ہر ہر نفس میں دل سے نکلنے لگا غبار
کیا جانے گردِ راہ یہ کس کارواں کی ہے

دل کی گرہ نکلنا، رنجش دور ہو جانا۔ داغ دہلوی کا شعر ہے۔

جنوں کے مٹیں گے بل ابر و کے کھلیں گے زخم

پر دل کی گرہ کوئی آسان نکلتی ہے

داغ کا شعر ہے۔

نہ کھلے گی عدو کے دل کی گرہ

آپ کیوں پیچ و تاب کھاتے ہیں

دل میں بخار بھرا ہونا بھی آتا ہے۔ عاشق لکھنوی کا شعر ہے۔

بھڑکانے سے سے رقیب کے تم آگ ہوگئے

میری طرف سے دل میں بھرا تھا غبار کیا

۳۲۔ [۷ الاعراف ۹۴] لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ.

ترجمہ: البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمھارے مخالف طرف سے پھر سولی دوں گا میں تم کو سب کو (تاکہ عبرت ہو)۔

صُلْبٌ کے معنی سخت کے ہیں اور پشت کو اس کی سختی کی وجہ سے صُلْبٌ کہتے ہیں۔ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ (الطارق ۷). ترجمہ: جو پشت اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔

مفردات میں ہے صَلَب کے معنی قتل کرنے کے لیے لٹکا دینا اور بعض کہتے ہیں کہ صَلَبٌ اس لیے کہتے ہیں کہ اس شخص کی پیٹھ لکڑی کے ساتھ باندھ دی جاتی ہے۔ اَلصَّلِیْبُ سولی کی لکڑی کو بھی کہتے ہیں۔

اُردو میں سولی پر چڑھانا۔ قتل کرنا، بہت اذیت دینا۔ شاہ نصیر کا شعر ہے۔

آپ کے قد کو کہاں سر وسے دی ہے تشبیہہ

اس گناہ گار کو سولی پر چڑھاتے کیوں ہو

سولی پر کھینچنا بھی آتا ہے۔ داغ دہلوی کہتے ہیں۔

قامت دکھا کے آج صنوبر کو کر قلم

سولی پر سرو باغ کو اے نونہال کھینچے

۳۳۔ [۸ الانفال ۲] **الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ**

ترجمہ: (مومن وہ ہیں) کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔

مولانا مودودی نے ترجمہ کیا ہے۔سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں یہی آیت سورۃ النجم میں بھی ہے۔

وَجِلَتْ. واحد مونث غائب۔**وَجَلٌ مَوْجِلٌ (سَمِعَ)** ڈر جاتا ہے۔**وَجِلُوْنَ** اس کی جمع آتی ہے اصل میں **وَجِلٌ** کے معنی دل ہی دل میں خوف محسوس کرنے کے ہیں۔

سورہ الحجر میں ہے: **اِنَّا مِنْکُمْ وَجِلُوْنَ (الحجر ۵۲)** ترجمہ: ہمیں تو تم سے ڈر لگتا ہے۔

کہا جاتا ہے **ھُوَ اَوَجَلُ مِنْکَ** وہ تم سے زیادہ خائف ہے۔**وَجِیْلٌ مَوْجِلٌ** نشیبی گڑھا، خوف کی جگہ۔حدیث شریف میں آتا ہے۔

وَعَظَنَا مَوْعِظَۃً وَجِلَتْ منھا القُلوب [**النھایۃ فی غریب الحدیث والأثر۔ للامام ابن الأثیر**]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایسا وعظ سنایا جس سے دل دہل گئے (ڈر سے سہم گئے)۔

ڈر وخوف کی شدت کو بیان کرنے کے لیے اُردو میں دل دہل جانا، دل تھرّانا/تھرتھرانا، دل کانپ جانا، دل لرز جانا وغیرہ محاورے آتے ہیں۔

دل دہلنا/دہل جانا۔جان صاحب کا شعر ہے۔

جوں جوں وہ دن نگوڑا ڈھلتا ہے
میری چھاتی میں دل دہلتا ہے

دل تھرانا/تھرتھرانا/تھرتھرا اٹھنا، خوف سے لرز اٹھنا۔آتش کا شعر ہے۔

گناہ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم جس کو انفعال ہوا

استاد محترم نظام الدین فتح پوری کا شعر ہے۔

اے وقت کے نظام یہ انسانیت کا خون
دل تھرتھرا اٹھے ہیں گراں بار دیکھ کر

دل لرزنا، امیرؔ مینائی کا شعر ہے۔

وہ خوش ہنگامِ آرائش ہیں اپنی کج کلاہی سے
لرزتا ہے مرا دل آئینے کی بدنگاہی سے

دل کانپنا، ولیؔ دکھنی کا شعر ہے۔

جگ کے دل اے برہمن کانپتے ہیں مثل بید
جب سوں یہ ہندوئے خال دشمنِ ایماں ہوا

۳۴۔ [۸ الانفال ۱۱] وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ

ترجمہ: اور تمھارے دلوں کو مضبوط کرے اور تمھارے پاٗنو جما دے۔ (یہ اس رات کا واقعہ ہے جس کی صبح جنگِ بدر پیش آئی اور سخت بارش ہوئی)۔

رَبَطَ يَرْبِطُ رَبْطًا (ضَرَبَ يَضْرِبُ) مضبوطی سے باندھنا، رَبَطَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِه. اللہ نے اس کے دل کو قوت دی۔

ثَبَتَ يَثْبُتُ ثَبَاتًا وَثُبُوْتًا. قرار پکڑنا، ایک حالت میں جمے رہنا، زوال کی ضد۔ رَجُلٌ ثَبْتٌ فِي الْحَرْبِ. لڑائی میں ثابت قدم رہنے والا شخص۔

اس آیت میں دو محاورے آئے ہیں۔ دل کو مضبوط کرنا، ہمت بندھانا، ڈھارس بندھانا اور قدم جمانا، ثابت قدم رہنا۔ اُردو میں اسی طرح یہ محاورے آتے ہیں۔

۱۔ ڈھارس بندھنا / بندھانا / دینا۔ مسدس حالیؔ میں ہے۔

ذرا ناامیدوں کی ڈھارس بندھا تو
فسردہ دلوں کے دل آ کر بڑھا تو

۲۔ قدم جمنا / جمانا۔ ڈٹ کر کھڑا ہونا، ہمت و استقلال سے جم جانا۔ نسیمؔ دہلوی کا شعر ہے۔

دار فانی مقام لغزش ہے
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا

پاٗنو جمنا۔ اسمٰعیلؔ میرٹھی کہتے ہیں۔

ترا کوئی ہم جنس و ہمتا نہیں
گماں کا یہاں پاٗنو جمتا نہیں

ثابت قدم ہونا۔داغؔ کا شعر ہے۔

ثابت قدم ایسے رہ الفت میں نہ ہوں گے
تھا ہم کو تہہ تیغ بھی اقرارِ محبت

۳۵۔ (۸الانفال ۳۲) فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

ترجمہ: تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے۔

[۱۵ الحجر ۷۴] وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡل

ترجمہ: اوران لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع ہوئے۔

مَطَرَ اچھی اور خوش گوار بارش کے لیے بولا جاتا ہے اور اَمۡطَرَ عذاب کی بارش کے لیے بولتے ہیں۔

اُردو میں پتھر برسنا لکھنو میں سنگ باری یا اولے پڑنے کے لیے بولتے ہیں۔ یہ بھی تکلیف یا عذاب کی ایک صورت ہے۔ امداد علی بحرؔ کا شعر ہے۔

وہ مقدر ہے جو مانگو مینہ برسنے کی دُعا
برسیں پتھر ابر میں ہائے سر برسات میں

۳۶۔ (۹ التوبہ ۵) فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَ شۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوۡ الۡمُشۡرِكِيۡنَ حِيۡثُ وَجَدتُّمُوۡ هُمۡ وَخُذُ وۡ هُمۡ وَاحۡصُرُوۡهُمۡ وَاقۡعُدُ والَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ.

ترجمہ: جب امن کے مہینے گزر جائیں تو مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ ان کو اور پکڑو ان کو اور گھیرو ان کو اور بیٹھو واسطے ان کے ہر گھات کی جگہ پر۔

اَلۡمَرۡصَدُ گھات لگانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مِرۡصَادٌ وہ جگہ جو گھات کے لیے مخصوص ہو۔

[۷۸ النبأ ۲۱] اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا

ترجمہ: بے شک دوزخ گھات میں ہے۔

اُردو میں یہ محاورہ کئی طرح پر آتا ہے۔ گھات لگانا، تاک میں بیٹھنا، دشمن پر حملے کے موقع کا انتظار کرنا۔ شوقؔ قدوائی کہتے ہیں۔

تو ہاں موت تجھ پر لگائے ہے گھات
تیری جان پر بھاری ہے رات

گھات میں لگا ہونا، داغؔ کہتے ہیں۔

یا رب ہو دل کی خیر کہ بے ڈھب ہے آج کل
ہے گھات میں نگاہِ ستم گر لگی ہوئی

گھات میں پھرنا، آتشؔ کہتے ہیں۔

کوئی بت خانے کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو
پھر رہے ہیں گبر مسلماں تری گھات میں کیا

گھات میں رہنا، رشکؔ کہتے ہیں۔

چار دن چین سے کھا سرد ہوا کے جھونکے
گھات میں لگ رہے ہیں بادِ فنا کے جھونکے

۳۷۔ [۹التوبہ ۳۲] یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

ترجمہ: تفہیم القرآن میں اس کا ترجمہ اس طرح ہے۔ یہ لوگ (کفّار) چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

منہ سے بجھانے کی جب بات آتی ہے تو اُردو میں چراغ بجھانا، چراغ گل کرنا محاورہ آتا ہے لیکن مولانا ظفرعلی خاں نے پھونکوں سے چراغ بجھانا استعمال کیا ہے۔ اس آیت کا گویا انھوں نے نہایت عمدہ ترجمہ کیا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زَن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۳۸۔ [۹التوبہ ۳۵] فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ

ترجمہ: (جو لوگ مال جمع رکھتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے روز قیامت اس مال سے) ان کی پیشانیاں، ان کے پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔

مفردات میں ہے کَوَیْتُ الدَّابَّةَ بِالنَّارِ كَيًّا. اس کے معنی ہیں جانور کو گرم لوہے سے داغ دینا۔

اُردو میں داغنا، داغ دینا وغیرہ آتا ہے۔ قلقؔ لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر کا شعر ہے۔

چرخیاں اور انار داغ دیے
چرخِ انجم کے دل کو داغ دیے

پہلے مصرعہ میں آتش بازی کی چیزوں کو آگ لگانے کے لیے داغ دینا استعمال ہوا، دوسرے مصرعہ میں داغ دینا جلانا، صدمہ پہنچانے کے لیے۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

باغ میں شب باش ہو کہ لالہ رو جلوانہ شمع
داغ بلبل کو نہ دے دکھلا کے مُنہ گل گیر کا

۳۹۔ [۹التوبہ ۴۲] یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ

ترجمہ: یہ لوگ ہلاک کرتے ہیں اپنی جانوں کو (جھوٹ بول کر)

سورہ الانعام میں بھی یہ آیت آئی ہے۔

[۶الانعام ۲۶] وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: یہ لوگ اپنے ہی کو ہلاک کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

اُردو میں جان ہلاک کرنا محاورہ آتا ہے فکر و تردد کرنا۔ ناسخؔ کا شعر ہے۔

جو علم غیب نہیں سوائے عالم غیب
ہلاک جان نہ کر آج فکر فردا میں

آیۂ مذکور کا مفہوم ہے کہ یہ جھوٹ بول بول کر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں۔ ان معنی میں اپنے ہاتھوں برباد ہونا، اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنا آتا ہے۔ داغؔ کہتے ہیں۔

ہم تو برباد ہوئے عشق میں اپنے ہاتھوں
کوئی بدخواہ نہیں اپنے سے بڑھ کر اپنا

ناصرؔ کا شعر ہے۔

اپنے ہاتھ قبر اپنی کھودتا ہے کوہ کن
فائدہ کیا بے ستوں پر ہوگا جوئے شیر کا

۴۰۔ [۹التوبہ ۶۱] وَيَقُولُونَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ

ترجمہ: (منافقین آپ کو ایذا پہنچانے کے لیے کہتے) آپ ہر بات کان لگا کر سن لیتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ وہ تو وہی بات سنتے ہیں جو تمھارے لیے خیر ہی خیر ہے۔

اُذُنٌ کے معنی مطلق کان کے ہیں۔ اور مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے اور سن کر مانے۔

مولانا مودودی نے اس کا ترجمہ کچّے کانوں کا کیا ہے اور علامہ وحید الزماں نے بھی لغات الحدیث میں اس کا مطلب کچّے ''کانوں کا ہونا'' ہی بتایا ہے۔

اُردو میں کان لگا کر سنا اور کان کا/کانوں کا کچّا ہونا، دونوں محاورے آتے ہیں۔

کان لگانا/کان لگا کر سننا۔ متوجہ ہونا، توجہ سے سننا۔ داغؔ کا شعر ہے۔

وہ بات کرتے ہیں محفل میں جب رقیبوں سے
یہ بندہ کان لگائے ضرور ہوتا ہے

جرأتؔ کا شعر ہے۔

گلشن میں جو وصف اس کا کرو دھیان لگا کر
ہر گل مری باتوں کو سنے کان لگا کر

آیۂ مذکور کے معنی میں کانوں کا/کان کا کچّا ہونا زیادہ قریب ہے۔ نوراللغات میں اس کے معنی لکھے ہیں ''وہ شخص جو اپنی رائے نہ رکھتا ہو اور جو کوئی شخص کہہ دے اس کو یقین کر لے۔''

الٰہی بخش خاں معروفؔ کا شعر ہے۔

عجب کیا، کان کے ہوویں یہ سبزہ رنگ کچّے
کہ جب تک سبز ہوتے ہیں تو ہوتے ہیں ثمر کچّے

معروفؔ ہی کا شعر ہے۔

دل تو پا چکے تھے ہم لاکھ بار کچّا
پر سُن کے ہوگئے سُن کانوں کا یار کچّا

۴۱۔ [۹التوبہ ۹۸] عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ

ترجمہ: انھیں پر آئے گردش بری (یعنی زمانے کی گردش اور مصیبت آ کر رہے گی)۔

سورۃ الفتح میں بھی یہ آیت آئی ہے۔

دَارَ یَدُوْرُ دَوْرًا و دَوْرَاناً، حرکت کی، گردش کی، چکر کاٹا دَوَّرَہٗ اس کو گول بنایا اس کو چکر دیا۔ دَائِـرۃ، خط محیط کو کہتے ہیں، اسی مناسبت سے اس کا استعمال گردش، مصیبت اور چکر کے متعلق ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

وَالدَّھْرُ بالْاِنْسَانِ دَوَّارِی یعنی کہ زمانہ انسان کو گھمار ہا ہے۔

اُردو میں گردش میں آنا، گردش میں ہونا، گردش پڑنا سب محاورے مصیبت اور پریشانی اور افتاد کے معنی میں مستعمل ہیں اور آیۂ مذکور ہی کے رہین منت ہیں۔ گردش پڑنا بمعنی افتاد پڑنا۔ صباؔ کا شعر دیکھیے۔

گردش پڑے گی الفت ابروے یار میں
سنگِ فساں بنے گا تہ خنجر آئینہ

گردش کھانا، کنایۃً مصیبت میں مبتلا ہونا۔ شاہ عظیمؔ آبادی کا شعر ہے۔

تو نے آنکھوں کو پھرا کر جو دکھائی گردش
اے صنم ابلق ایّام نے کھائی گردش

گردش میں ہونا، چکر میں ہونا، مصیبت میں ہونا، شعورؔ شاگرد مصحفیؔ کہتے ہیں۔

گردش میں خود ہے خانہ خرابی کے واسطے
کیا آسماں کو اہل زمیں سے عناد ہے

۴۲۔ [۱۰ یونس ۲۱] وَاِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ

ترجمہ: اور جب ہم لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو، کسی نعمت کا مزا چکھا دیتے ہیں۔

ذَوْقٌ کے معنی ہیں چکھنا۔ تھوڑی چیز کھانا۔ زیادہ مقدار میں کھانے کے لیے اَکْلٌ کا لفظ آتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ عموماً عذاب کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ لِیَـذُوْقُوْا الْعَـذَابَ (ہمیشہ عذاب کا مزا چکھتے رہو)۔

[۳ آل عمران ۱۸۱] ذُوقُواْ عَذَابَ الْحَرِيقِ (چکھو آگ کا مزا)۔

لیکن آیۂ مذکور میں رحمۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بمعنی نعمت۔ سورہ ھود میں دو آیتیں متصل آئی ہیں۔

[۱۱ ھود ۹] وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

ترجمہ: اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزا چکھائیں۔

[۱۱ ھود ۱۰] وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

ترجمہ: اور اگر کسی تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو کسی نعمت (آسائش) کا مزا چکھائیں۔

اُردو میں بھی مزا چکھنا/چکھانا، ذائقہ چکھنا، لذت پانا، لطف اٹھانا، سزا پانا وغیرہ معنی میں آتا ہے۔ بحر کا شعر ہے۔

ہم سنوں سے چھٹ کے ناحق زندگی بھی تلخ کی
چکھ لیا اے خضر عمر جاودانی کا مزا

شوق قدوائی کا شعر ہے۔

دل تجھے دے کے پڑے ہجر میں غم کھاتے ہیں
چکھ لیا خوب مزا اپنے کیے کا ہم نے

مزا چکھنا۔ لذت حاصل کرنا۔ لطف لینا۔ فرہنگ آصفیہ میں یہ شعر ہے۔

حلاوت کچھ تو ہے جو دے کے اپنی جان شیریں کو
مزا چکھتے ہیں مردُم جاں کنی کی تلخ کامی کا

مزا پانا، غالب کا شعر ہے۔

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی درد بے دوا پایا

۴۳۔ [۱۰ یونس ۲۱] اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِکُمْ

ترجمہ: تمھاری شرکشی تمھارے لیے وبال جان ہونے والی ہے۔

بَغْیٌ کے معنی کسی شے کی طلب میں حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ یہ مذموم و محمود دونوں معنوں کا متحمل ہے۔ محمود یوں کہ عدل و انصاف سے تجاوز کر کے احسان کے مرتبے کو پہنچ جانا اور مذموم یوں کہ حق سے تجاوز کر کے باطل کے مرتبہ کو پہنچ جانا۔ مگر قرآن مجید میں اکثر مذموم

کے لیے استعمال ہوا ہے۔ آیۂ مذکور میں بغی کا اطلاق جان پر ہوا ہے اسی لیے حضرت تھانویؒ نے وبال جان ترجمہ کیا ہے۔

اُردو میں ٹھیک انھیں معنی میں وبال جان ہونا استعمال ہوتا ہے۔

رندؔ کا شعر ہے۔

کمر پہ جب سے تیری کاکُل رسا آئی
وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی

سر پر وبال لینا بھی آتا ہے۔ رندؔ کہتے ہیں۔

زلف پُر پیچ کا مضمون نہیں بندہ سکنے کا
کیوں وبال اپنے سروں پر شعراء لیتے ہیں

۴۴۔ [۱۰ یونس ۲۱] وَلَا یَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ

ترجمہ: اور نہ ڈھانکے گی مُنہ ان کے کو سیاہی اور ذلت۔

[۱۰ یونس ۲۲] كَاَنَّمَآ اُغۡشِيَتۡ وُجُوۡهُهُمۡ قِطَعًا مِّنَ الَّيۡلِ مُظۡلِمًا

ترجمہ: گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیے گئے ہیں۔

رَهَقٌ کے معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر زبردستی چھا جانے کے ہیں۔

اس پوری آیت میں کہا گیا ہے کہ برے کام کرنے والوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اُردو میں صورت یا منہ پر پھٹکار ہونا / برسنا، لعنت برسنا، منہ کالا ہونا، منہ سیاہ ہونا وغیرہ بہت سے محاورے ذلت و رسوائی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ جان صاحب کا شعر ہے۔

پھٹکار کس کے منہ پہ برستی ہے چل چخے
منہ اپنا دیکھ مردوے منگواکے آئینہ

منہ سیاہ کرنا، ناسخؔ کہتے ہیں۔

سیاہ منہ کرو زاہد کا اس طرح رندو
کہ ہو نہ ریش سے تا حشر یہ خضاب جدا

منہ کالا کرنا، اسمٰعیل میرٹھی کا شعر ہے۔

ہے بڑا جھوٹ بولنے والا
آپ کرتا ہے اپنا منہ کالا

مسدس حاؔلی کا بند ہے۔

نکالے گر ان کی بھلائی کی صورت
تو ڈالیں جہاں تک بنے اس میں کھنڈت
سنیں کامیابی میں گر اس کی شہرت
تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت
منہ اپنا ہو گر دین و دنیا میں کالا
نہ ہو ایک بھائی کا پر بول بالا

۴۵۔ [۱۰ یونس ۴۳] اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَلَوْ کَانُوْا لاَ یُبْصِرُوْنَ

ترجمہ: کیا آپ اندھوں کو رستہ دکھانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو۔

اَلْعُمْی. آنکھوں کے اندھے اور دل کے اندھے دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔

اس کے باوجود آیۂ مذکور میں بصارت کا بھی اعادہ کیا ہے۔

اُردو میں کور باطن ہونا استعمال ہوتا ہے جس میں بصیرت نہ ہو۔

ذوؔق کہتے ہیں۔

کور باطن کو ہو کیا جو ہرِ دانش کی شناخت
کہ پرکھتا نہیں جز دیدۂ بینا گوہر

مولانا احسن ماہروی نے منظوم کہاوتوں میں ایک کہاوت آنکھوں کے اندھے شیخ روشن نام بھی بیان کی ہے۔ مطلب یہ کہ اندھے ہونے کے باجود دانائی وبصیرت کا دعویٰ کرنا۔

ان پہ آتی ہے مثل یہ صادق
آنکھوں کے اندھے شیخ روشن نام

لیکن اندھے کو چراغ دکھانا محاورہ اس آیت سے قریب تر ہے، یعنی ناممکن کو ممکن بنانا۔

عبث ہے پند و نصیحت بھی کور باطن کو
مثل ہے یہ کوئی اندھے کو کیا دکھائے چراغ

مطلق راستہ بتانا، راہ دکھانا، وغیرہ محاورے تو آتے ہی ہیں۔
داغ کہتے ہیں۔

ہم ایک رستہ گلی کا دکھا کے دل کو ہوئے پشیمان
یہ حضرت خضر کو جتادو کسی کی تم رہبری نہ کرنا

۴۶۔ [۱۰ یونس ۸۸] وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ
ترجمہ: اور سخت کر ان کے دل۔
شَدٌّ کے معنی کے مضبوطی سے باندھنے کے ہیں۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ شِدَّۃٌ کا استعمال باندھنے کے لیے بھی ہوتا ہے اور بدن کے بارے میں اور نفس کی قوتوں کے متعلق بھی اور عذاب کے واسطے بھی (نعمانی) گویا ان کے دل و دماغ کو ایسا جکڑ دے کہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔
اُردو میں دل سخت ہونا رکرنا، بے رحم ہونا، سنگ دل ہونا کے لیے آتا ہے۔ آتش کہتے ہیں۔

اے بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ میں ضرور نہیں فرش سنگ کا

سخت دل ہونا بھی آتا ہے۔ ناسخ کہتے ہیں۔

سخت دل جو ہیں انھیں محروم رکھتا ہے فلک
بیضۂ فولاد سے بچّہ کہاں پیدا ہوا

۴۷۔ [۱۱۔ھود ۱۰] وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّیْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ
ترجمہ: اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزا چکھا دیں تو کہنے لگتا ہے میرا سب دکھ درد رخصت ہوا۔ وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے۔
قرآن مجید نے نہایت ہی خوبصورت ترکیب فرحٌ فَخُوْر بیان کی ہے۔
فَـرِحٌ کے معنی امام راغب نے لکھے ہیں کہ فوری لذّت وخوشی کی کیفیت، جو دل پر طاری ہوتی ہے۔ اُردو میں اس کے لیے ''اترانے'' کا لفظ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

[۱۳. الرعد۲۶] وَفَرِحُوا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

ترجمہ: وہ (کافر) دنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں۔ (اترا رہے ہیں)۔

اسی طرح فَخُورٌ، فَخرٌ سے ہے مصدر، اس کے معنی بھی خوش ہونا، اترانا ہیں مگر ظاہری چیزوں پر جیسے مال، دولت، عزت وجاہ وغیرہ۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس کا ترجمہ کیا ہے ''تحقیق وخوشیاں کرنے والا شیخی خورہ ہے''

اور حضرت تھانویؒ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بیان ہو چکا ہے۔

مولانا مودودی نے ترجمہ کیا ہے '' پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور اکڑنے لگتا ہے''۔

اُردو میں اترانے لگنا، پھولے نے سمانا، شیخی بگھارنا محاورے آتے ہیں۔

اترانے لگنا، ظفؔر علی خان کا شعر ہے۔

بت پرست اپنے نسب پر جب سے اترانے لگے
ہم مسلمان زادہ کہلانے سے شرمانے لگے

شیخی بگھارنا، ذوقؔ کا شعر ہے۔

تھے دوگھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری شیخی اُن کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

پھولا نہ سمانا، داغؔ کہتے ہیں۔

سنا جب سے یہ دولت آدمی کو تو نے بخشی ہے
نہیں پھولا سماتا خاطر غمگیں میں دل میرا

۴۸۔ [۱۱. ھود ۱۲] وَضَآئِقٌ بِہٖ صَدْرُکَ

ترجمہ: اور تنگ ہوجاتا ساتھ اس کے سینہ تیرا

(۲۷ الشعرآء ۱۳) وَیُضِیقُ صَدْرِی

ضِیقٌ، سَعَةٌ (کشادگی) کی ضد۔ اور فتح کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے۔ ضَیقَةٌ کا استعمال فقر، بخل، غم وغیرہ معنی میں بولا جاتا ہے۔

اُردو میں گھبراہٹ و پریشانی کے لیے سینے میں دم الجھنا، سینے میں دم گھٹنا آیا ہے۔ ذوقؔ کہتے ہیں۔

دل گُھٹتا ہے سینے میں دمِ شدتِ گر یہ
باراں کی علامت ہے جو ہوجائے ہوا بند

دل تنگ ہونا انھیں معنوں میں آتا ہے۔ ناسخؔ کہتے ہیں۔

دل مُلکِ انگریز میں جینے سے تنگ ہے
رہنا بدن میں روح کو قید فرنگ ہے

۴۹۔ [۱۱.ھود ۱۰] فَلَا تَکُ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡہُ

ترجمہ: سو (اے مخاطب) تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا۔

مِرۡیَۃٌ کہتے ہیں جس شک سے تردد پیدا ہوجائے۔ اِمۡتِراءُ شک میں پڑنا۔ یہ ماخوذ ہے مَرۡیٌ سے جس کے معنی دودھ اتارنے کے لیے جانور کے تھنوں کو سہلانا۔ (لغات القرآن)۔ یہ شکؐ سے ماخوذ ہے۔ اسی سورۃ میں۔

[۱۱ ھود ۱۰ ۱۱] وَاِنَّھُمۡ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ

ترجمہ: اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال دیا ہے (بے چین کر دیا ہے)۔

اُردو میں شک پڑنا، شک میں پڑنا محاورہ آتا ہے۔ آتشؔ کہتے ہیں۔

ہوئی حجت مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا دہن میں گویائی کا

۵۰۔ [۱۱ ھود ۱۰ ۳۱] وَلَآ اَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ تَزۡدَرِیۡۤ اَعۡیُنُکُمۡ لَنۡ یُّؤۡتِیَھُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا

ترجمہ: اور جو لوگ تمھاری نگاہوں میں حقیر ہوں میں ان کی نسبت (تمھاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو ثواب نہ دے گا۔

زَرِی مادہ ہے۔ اَزۡرَیۡتُ بِہٖ و اَزۡدَرَیۡتُ (افتعال کے وزن پر) کسی شے کو حقیر و بے دقعت گرداننے کے معنی میں فارسی کا مشہور شعر ہے۔

خاکسار ان جہاں رابحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اُردو میں حقارت سے دیکھنا، حقارت کی نظر سے دیکھنا آتا ہے۔
حقارت سے دیکھنا۔نفرت سے دیکھنا، ذلیل سمجھنا، امجد حیدرآبادی کی رباعی کا شعر ہے۔

اتنا ارزاں نہ سمجھ اتنی حقارت سے نہ دیکھ
خاک آلودہ سہی گوہر تابندہ ہوں میں

حقارت کی نظر سے دیکھنا۔آتش کا شعر ہے۔

تری درگاہ کے ذروں سے ہے جب سامنا ہوتا
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہرِ تاباں کو

۵۱۔ [۱۱ ھود ۵۶] مَّا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَا صِيَتِهَا

ترجمہ: جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی پیشانی (چوٹی) اس نے پکڑ رکھی ہے

اَلۡاَخۡذُ کے معنی صاحب مفردات نے اس طرح بیان کیے ہیں حَوۡزُ الشَّیۡءِ وَتَحۡصِيۡلَهٗ ، وَذَالِکَ تَارَةً بِالتَّنَا وِلِ یعنی کسی چیز کو لینا، احاطے میں لینا اور یہ کبھی کسی چیز کو پکڑ لینے کی صورت میں بھی ہوتا ہے ایک آیت ہے۔

[۷۹ النازعات ۲۵] فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الۡاٰخِرَةِ وَالۡاُوۡلٰى. ترجمہ: تو خدا نے اس کو دنیا اور آخرت (دونوں) کے عذاب میں پکڑ لیا۔

اُردو میں پیشانی پکڑنا نہیں آتا، البتہ چوٹی ہاتھ آنا کنایۃً قابو اور اختیار ہونے کے لیے کہتے ہیں۔

''جب بھتنے کی چوٹی ہاتھ آجاتی ہے تو وہ بے بس اور بے قابو ہوجاتا ہے'' (نوراللغات)۔
حضرت تھانویؒ نے ''چوٹی پکڑنا'' ہی ترجمہ کیا ہے، لیکن اُردو میں پیشانی پر لکھا ہونا، نوشتۂ تقدیر ہونا آتا ہے۔

ناسخ کا شعر ہے۔

خلق کی پیشانیوں پر ہے یہی مضمون رقم
سجدہ واجب ہے ترے دروازے کی محراب کا

نور اللغات میں ہے۔

مٹتا نہیں کسی کے مٹانے سے جان لے
پیشانی پر جو لکھ چکا پروردگار خط

۵۲۔ [۱۱ ھود ۱۲۰] مَا نُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَک

ترجمہ: جس سے ٹھہرائے رکھیں (مضبوط رکھیں) تیرے دل کو۔

الثَّبَاتُ، زوال کی ضد ہے۔ ثَبَتٌ وَ ثَبِیْتٌ وَثُبُوْتٌ کے معنی ہیں ایک حالت میں جمے رہنا۔ اُستوار ہونے، قائم رہنے، ٹھہرے رہنے کے ہیں مفردات میں ہے رَجُلٌ ثَبْتٌ وَ ثَبِیْتٌ فِی الْحَرْبِ کے معنی ہیں لڑائی میں جمے رہنے، ثابت قدم رہنے والا مرد۔

آیۂ مذکور میں ہے کہ ہم نے پیغمبروں کے قصے اس لیے آپ سے بیان کیے ہیں تا کہ آپ کے دل کو تسلی ہو، آپ کا دل ٹھکانے رہے، تقویت پائے۔

دل ٹھہرنا۔ تسکین ہونا، قرار آنا، اضطراب دور ہونا۔ رشکؔ کا شعر ہے۔

اُس رشکِ صنوبر کا اگر وصل ٹھہر جائے
ٹھہرے یہ دلِ مضطرب و مضطرِ عاشق
راہ خدا میں صبر کی منزل کی دھوم ہے
میں بھی کروں گا قصد اگر دل ٹھہر سکا

دل ٹھکانے ہونا بھی تسکین خاطر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نسیمؔ دہلوی کا شعر ہے۔

فرقتِ جاں، ہجومِ رنج، بے تابی کے جوش
دل ٹھکانے ہو تو دیکھیں چل کے گلشن کی بہار

دل کو تھامنا بھی آتا ہے، بے قراری سے روکنے کے لیے۔ داغؔ کا شعر ہے۔

ہاتھ نکلے اپنے دونوں کام کے
دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے

۵۳۔ [۱۲ یوسف ۳۱] فَلَمَّا رَاَیۡنَهٗۤ اَکۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَیۡدِیَهُنَّ

ترجمہ: پھر جب دیکھا اس کو (حضرت یوسفؑ کو) ششدر رہ گئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ۔

آیۂ مذکور میں مطلق ہاتھ کاٹنے کے لیے، استعمال ہوا ہے۔ اُردو میں بے اختیار ہونا، افسوس کرنا، پچھتانا کے معنی میں آتا ہے۔ رندؔ نے انتہائی محویت کے عالم میں ہاتھ کاٹنا ٹھیک آیۂ مذکور کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

رکھوں اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ
کاٹوں میں اپنے ہاتھ جو صورت ذرا ملے

۵۴۔ [۱۲ یوسف ۶۶] حَتّٰی تُؤۡتُوۡنِ مَوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ

ترجمہ: یہاں تک کہ دو تم مجھ کو قول اللہ کا (حضرت شاہ عبدالقادرؒ)۔

جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے (حضرت تھانویؒ)۔

وَثِیۡقٌ، مضبوط، پختہ، وِثَاقٌ جمع۔ امام راغب نے لکھا ہے۔ اَوۡثَقَهٗ کے معنی کس کر باندھنا، زنجیر میں جکڑنا اسی لیے اَلۡمُوۡثِقُ پختہ عہد و پیمان کو کہتے ہیں۔

اُردو میں قول دینا، عہد کرنا، پکّا وعدہ کرنے کے لیے آتا ہے۔ ذوقؔ کا شعر ہے۔

وہ قول کا سچّا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

قول لینا بھی آتا ہے۔ جرأت کا شعر ہے۔

خدا ہی ہے جو آئے شب کو بھی وعدے پہ تو اپنے
عبث میں قول تجھ سے اے بتِ عیّار لیتا ہوں

۵۵۔ [۱۲ یوسف ۹۳] اِذۡهَبُوۡا بِقَمِیۡصِیۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰی وَجۡهِ اَبِیۡ یَاۡتِ بَصِیۡرًا

ترجمہ: اب تم میرا یہ کرتہ لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جاویں گی۔

اَلۡبَصَرُ کے معنی آنکھ کے ہیں جیسے کَلَمۡحِ الۡبَصَرِ آنکھ کے جھپکنے کی طرح۔ اور بَصَرٌ قوتِ بینائی اور بصیرت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور بَصَّرَ الۡجَرۡوُ پلّے کا آنکھیں کھولنا،

ملائم اور چمک دار پتھر کے لیے اَلْبَصْرَۃُ آتا ہے بَصَرَۃٌ اس لیے استعمال ہوا کہ وہ دور سے چمکتا ہوا نظر آجاتا ہے۔ چناں چہ بینائی کے لیے ''آنکھیں روشن ہو جائیں گی'' کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

اُردو میں بالکل انھیں معنی میں آنکھیں روشن ہونا، آنکھوں میں نور آنا، بینائی لوٹ آنا کے معنی میں آتا ہے۔ گلزارِ نسیم میں ہے۔

کیا پھول ہے کیا اثر ہے اس میں
ہو جاتی ہیں روشن اندھی آنکھیں

بحرؔ کا شعر ہے۔

روشن آنکھیں ہو گئیں بنت العنب کے نور سے
عقدِ پرویں چرخ سے اُترا کہ خوشہ تاک سے

۵۶۔ [۱۳ الرعد ۵ ۱] اُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ

ترجمہ: (جو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتے ہیں) ایسے لوگوں کی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے۔

سورہ یٰسین میں ہے۔

[۳۶. یٰسین ۸] اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلاً فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ

ترجمہ: ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں جس سے ان کے سر اونچے ہو رہے ہیں۔

غُلٌّ. طوق، اس کی جمع اَغْلَالٌ آتی ہے۔ یہ اس شے کے ساتھ مخصوص ہے جس سے کسی عضو بدن کو باندھ دیا جائے، جکڑ دیا جائے۔ سورہ الحاقہ میں ہے خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ اسے پکڑ و اور طوق پہنا دو۔ طوق خاص گردن کے لیے آتا ہے۔ جیسا کہ آیت میں وارد ہوا ہے۔

اُردو میں گلے میں طوق پڑنا رہونا، اسی کا مرہون منت ہے۔ ناسخؔ کا شعر ہے۔

طوق ہالے کا پڑا اس کے گلے میں کس لیے
چاند بھی شاید اسی کے عشق میں مجنوں ہوا

گلے میں طوق ہونا، گویا کا شعر ہے۔

او پری پیکر میں دیوانہ ہوں تری چال کا
طوق ہو میرے گلے میں حلقۂ خلخال کا

گلے میں زنجیر ڈالنا بھی آتا ہے۔ ناسخ کا شعر ہے۔

تدبیر سے سودا نہ گیا زلف پری کا
زنجیر نہ ڈالے کہیں تقدیر گلے میں

۵۷۔ [۱۳ الرعد ۱۴] **کَبَاسِطِ کَفَّیۡهِ اِلَی الۡمَآءِ لِیَبۡلُغَ فَاهُ**

ترجمہ: مگر اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلانے والا تا کہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے (یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنا بے معنی ہے)

بَسۡطٌ کے معنی کھلنے، کھولنے اور پھیلنے پھیلانے کے ہیں۔ محاورہ ہے **بَسَطَ الثَّوۡبَ** اس نے کپڑا پھیلا لیا۔ **بَسۡطُ الۡکَفِّ** ہتھیلی پھیلانا، یہ طلبِ سوال کے معنی میں آتا ہے جیسا کی آیۂ مذکور میں آیا ہے۔ جب یہ لفظ ہاتھ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو کئی معنی دیتا ہے۔ اُردو میں بھی انھیں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ا۔ ہاتھ پھیلانا۔ دست سوال دراز کرنا، آیۂ مذکور میں جیسا وارد ہوا ہے۔ شاد عظیم آبادی کا شعر ہے۔

شاد پھیلائے نہ ہاتھوں کو تہی دستی میں
جُز ترے ہو نہ خدا یا یہ کسی کا محتاج

ناسخ کا شعر ہے۔

گر چلیں راہ طلب میں توڑ ڈالوں اپنے پانْو
بس کبھی ساقی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں میں

قدر بلگرامی کا شعر ہے۔

ہاتھ پھیلا کے لیا اس نے جو مرا خط شوق
کھل گیا صورت آغوشِ تمنا کاغذ

ہاتھ پھیلا کر مانگنا بھی آتا ہے۔ راسخؔ عظیم آبادی کا شعر ہے۔

خدا سے بھی کبھی مانگا نہ ہاتھ پھیلا کر
یہ نا پسند رہا شیوۂ سوال مجھے

ہاتھ پسارنا بھی انھیں معنوں میں آتا ہے۔ آغا جوؔ کا شعر ہے۔

نظر کر دُعا پر خداوند عالم
کہ ہم ہاتھ اپنے پسارے ہوئے ہیں

۵۸۔ [۶ الانعام ۹۳] وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ

ترجمہ: اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی بے ہوشی میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں۔

اُردو میں ہاتھ بڑھانا، ہاتھ ڈالنا، کسی شے کو لینے یا پکڑنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بحرؔ کا شعر ہے۔

سمجھا ہمیں مفلس تو نہ ساقی نے دیا جام
کیا بزم میں شرمندہ ہوئے ہاتھ بڑھا کر

قدرؔ بلگرامی کا شعر ہے۔

ہاتھ آنکھوں سے لگا اے دل و جاں ہاتھ بڑھا
پاؤں کو چوم کے اے طبع رواں آگے چل

نظامؔ فتح پوری کہتے ہیں۔

دینا وہ اس کا ساغر مے یاد ہے نظامؔ
منہ پھیر کر اُدھر کو اِدھر کو بڑھا کے ہاتھ

عاشقؔ کا شعر ہے۔

مردے زندہ ہوں مگر بیمار عشق اچھے نہ ہوں
ڈالنا ہاتھ ان مریضوں پر مسیحا دیکھ کر

۵۹۔ [۵ المائدۃ۲۸] لَئِنۡ بَسَطۡتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقۡتُلَنِیۡ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ

ترجمہ: تو اگر مارنے کے لیے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو بھی میں تجھ پر مارنے کے لیے ہاتھ نہیں چلاؤں گا (دست درازی نہیں کروں گا)۔

ہاتھ چلانا/چلنا، دست درازی کرنا، مارنے کے لیے آتا ہے۔ فراقؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

تم گالیاں بھی دو تو میں چٹکی بھی کیا نہ لوں
پیارے کسی کا ہاتھ کسی کی زباں چلے

امانتؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

گالی کے سوا ہاتھ بھی چلتا ہے اب ان کا
ہر روز نئی ہوتی ہے بیداد کی صورت

۶۰۔ [۵ المائدۃ۶۴] بَلۡ یَدٰہُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ

ترجمہ: بل کہ ان کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ (عطا و بخشش کے لیے)

اُردو میں ہاتھ کھلا ہونا، فیاضی اور داد و دہش کے لیے آتا ہے۔ کہتے ہیں اس کا ہاتھ بہت کھلا ہوا ہے، اس کا ہاتھ بہت کشادہ ہے۔ اس کی مثال میں شعر نہیں مل سکا۔

۶۱۔ [۱۴ ابراھیم۱۶] وَیُسۡقٰی مِنۡ مَّآءٍ صَدِیۡدٍ

ترجمہ: اور پلادیں گے ان کو پانی پیپ کا۔

اَلصَّدِیۡدُ. پیپ۔ قرآن مجید میں دوزخیوں کے طعام کو بطور مثال صدید کہا ہے۔ یہ عمل نہایت ہی تکلیف دہ ہے۔

اُردو میں پیپ پلانا، محاورے کے طور پر استعمال میں نہیں دیکھا۔ البتہ انتہائی دکھ اور تکلیف کے لیے پیپ کلیجے میں ڈالنا محاورہ ضرور ہے۔ کیوں کہ پھوڑے میں جب پیپ پڑ جاتی ہے تو بہت تکلیف اور جلن ہوتی ہے۔ رندؔ کا شعر ہے۔

پورا شعر ایک ساتھ ہونا چاہیے۔

ڈال دی پیپ کلیجوں میں غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگاروں کی

۶۲۔ [۱۴ ابراھیم ۴۲] اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ
ترجمہ: ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس دن کہ نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی (تھانویؒ)۔
حضرت شیخ الہند نے ترجمہ کیا ہے۔ ان کو تو ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لیے کہ پتھرا جائیں گی آنکھیں۔
[۲۱الانبیاء ۹۷] شَاخِصَۃٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یہاں بھی حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔
اصل میں تو شَخُصٌ کے معنی انسانی وجود کے ہیں جو دور سے کھڑا نظر آئے۔ تَشْخَصُ وہ کھلی رہے گی، وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھے گی۔ شُخُوْصٌ سے جس کے معنی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جانا۔ آنکھیں چڑھ جانا۔
اُردو میں آنکھیں کھلی رہنا، آنکھیں پتھرانا، آنکھیں پھٹی رہنا، آنکھیں پھٹنا، ٹکٹکی بندھنا، ٹکٹکی لگنا وغیرہ محاورے آتے ہیں۔ آنکھیں کھلی رہنا۔ دم نکلتے وقت آنکھوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے وہ کھلی رہ جاتی ہیں، ساکت وسامت ہو جاتی ہیں، ایک طرف نظریں تکتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے آنکھیں ملک الموت کا تعاقب کرتی ہیں۔ سعادت یار خان رنگینؔ کا شعر ہے۔

تھی ہوس یہ دید کی میری کہ بعدِ مرگ بھی
رہ گئیں آنکھیں کھلی حسرت سے قاتل کی طرف

غافلؔ کا شعر ہے۔

شوقِ نظّارۂ قاتل جو پس ذبح نہ تھا
کیوں کھلی رہ گئیں مری تہہ خنجر آنکھیں

آنکھیں پتھرانا۔ میرؔ کا شعر ہے۔

وہ سنگ دل نہ آیا بہت دیکھی اس کی راہ
پتھرا چلی ہیں آنکھیں مری انتظار میں

میرؔ ہی کا شعر ہے۔

پتھرا گئیں آنکھیں میری نفسِ پا کے طور
پڑتی نہیں ہے یار کی راہ اس طرف ہنوز

ٹکٹکی باندھنا۔ مسلسل دیکھے جانا، پلک جھپکائے بغیر۔ جان صاحب کا شعر ہے۔

ٹکٹکی باندھ کے جو دیکھے تجھے اے نرگس
دونوں دیدے ہوں پٹم ٹکٹی سے عیار بندھے

۶۳۔ [۱۵ الحجر ۱۸] اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيۡنٌ

ترجمہ: مگر جو چوری سے سُن بھاگا سو اس کے پیچھے پڑا انگارہ چمکتا ہوا (شیاطین غیب کی خبریں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں)

اُردو میں بات اُڑا لینا، چوری چھپے بات سن لینا، بات لے اڑنا، بات سن پانا بھی محاورے آتے ہیں لیکن ان میں چوری چھپے سننے کا مفہوم نہیں ہے، اچانک کسی کی بات سن لینا۔ آتش کا شعر ہے۔

عاشقوں سے جو مسیحا اُسے سن پاتا ہے
چومنے آتے ہیں ہر صبح کو بیمار قدم

مولانا مودودی نے ''سُن گُن لینا'' ترجمہ کیا ہے۔ یہ محاورہ مفہوم سے قریب تر ہے کہتے ہیں ''پہلے وہ سُن گُن لیتا ہے پھر بات پھیلاتا ہے''۔ سُن گُن لینا۔ میر کا شعر ہے

ہماری جاں لبوں پر سے سوئے گوش آئی
کہ اس کے آنے کی سُن گُن کچھ اب بھی یاں پائی

۶۴۔ [۱۵ الحجر ۲۹] وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ

ترجمہ: اور پھونک دوں بیچ اس کے اپنی روح (یعنی آدمؑ کو مٹی سے بنایا پھر اپنی روح اس میں پھونکی اور فرشتوں سے سجدہ کرایا)

امام راغب بیان کرتے ہیں کہ روح کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جس کے ذریعے زندگی متحرک ہوتی ہے اور نفع ونقصان سے بچاؤ کا راستہ اختیار کرتی ہے۔

اُردو میں اس کے لیے ''جان'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

روح پھونکنا۔ جان ڈالنے کے معنی میں محاورہ اسی آیت کا رہین منت ہے۔

جلیل کا شعر ہے۔

پھول ہیں تازہ دم ایسے کہ ہنسے دیتے ہیں
روح پھونکی ہے صبا نے دم عیسیٰ بن کر

جان ڈالنا بھی محاورہ آتا ہے۔اسمٰعیل میرٹھی کا شعر ہے۔

مُردہ مٹی میں اس نے ڈالی جان
لہلہائے ہرے بھرے میدان

۶۵۔ [۱۵الحجر ۴۲] اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ

ترجمہ: واقعی اُن بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا، ہاں مگر جو گمراہ ہیں تیری راہ پر چلنے لگے۔(شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا مگر وہ بندے محفوظ رہیں گے جن کو تو نے منتخب کیا ہے اس پر (اللہ رب العزت کا ارشاد ہوا)۔

سُلْطَانٌ. سَلَّطُ مادہ ہے۔زور، طاقت، غلبہ، سند، برہان بہت سے معنی آتے ہیں۔ تَسَلَّطَ عَلَیْهِ کسی پر غالب ہونا، قابض ہونا۔بادشاہ کو اسی لیے سُلطان کہتے ہیں کہ اسے رعایہ پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

اُردو میں قابو پانا، بس چلنا، زور چلنا کئی محاورے آتے ہیں۔مسلّط ہونے اور غلبہ پانے کے معنی میں۔

۱۔ بس چلنا۔اختیار ہونا، قابو ہونا۔داغؔ کہتے ہیں۔

بچے جان کس طرح تیری ادا سے
قضا پر کہیں بس چلا ہے کسی کا

۲۔ زور چلنا بھی انھیں معنی میں۔مومنؔ کا شعر ہے۔

جو پھر جائے اس بے وفا سے تو جانوں
کہ دل پر نہیں زور چلتا کسی کا

غافلؔ کہتے ہیں۔

ہوگیا فرعون آخر غرقۂ دریائے نیل
چل سکا ہرگز نہ اس کا زور شاہی آب میں

۳۔ قابو پانا۔ ذوقؔ کا شعر ہے۔

تہ خنجر ترے بسمل نے ہے ہے
ذرا قابو تڑپنے کا نہ پایا

۶۶۔ [۱۵ الحجر ۸۵] فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ

ترجمہ: سو آپ خوبی کے ساتھ درگزر کیجیے۔

صَفۡحٌ کے اصلی معنی ہر چیز کے پہلو یا جانب کے ہیں۔ کہتے ہیں صَفۡحُ الۡوُجۡهِ. چہرے کی جانب۔ مصدر ہے صَفَحَ یَصۡفَحُ کا، اس کے معنی کنارہ کش ہونا، الزام سے درگزر کرنا۔ عَفۡوٌ کے معنی بھی درگزر کرنے کے ہیں، مگر یہ غفوٌ سے زیادہ بلیغ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

[۲ البقرة ۱۰۹] فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ

ترجمہ: سو تم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔

اُردو میں درگزر کا محاورہ جو آتا ہے وہ ٹھیک آیۂ مذکورہ کے مفہوم سے ہم آہنگ ہے۔ داغؔ کا شعر ہے۔

کی چھیڑ چھاڑ داغ نے تم سے بُرا کیا
اب درگزر کرو کہ خطا جو ہوئی ہوئی

۶۷۔ [۱۶ النحل ۲۶] فَاَتَی اللّٰهُ بُنۡیَانَهُمۡ مِّنَ الۡقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیۡهِمُ السَّقۡفُ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ.

ترجمہ: سو اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر اوپر سے ان پر چھت آپڑی (یعنی پہلے مکر وفریب کرنے والوں کو یہ سزا دی تھی)

بالکل اسی طرح اُردو میں جڑ بنیاد سے اکھیڑ پھینکنا بھی محاورہ آتا ہے۔ ذوقؔ کا شعر ہے۔

الفت کا گر ہے نخل تو سر سبز ہوئے گا
سو بار جڑ سے پھینکدے اس کو اکھیڑ کر

بیخ وبن سے اُکھیڑ دینا/ اُکھڑ جانا، بھی محاورہ آتا ہے۔ شعورؔ کا شعر ہے۔

وحشت میں گاوٗ زوری ہے بے سود قیس کی
اُکھڑے گی بیخ و بُن سے نہ ہرگز ہرن کی شاخ

جڑ مول سے کھودنا بھی محاورہ سنا گیا ہے۔ والدۂ محترمہ کی زبانی یہ شعر سنا ہے۔

غریب کو مت ستا، غریب رو دے گا
اس کا اللہ تجھ کو جڑ مُول سے کھود دے گا

۶۸۔ [۱۶ النحل ۵۸] وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ.

ترجمہ: اور ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاوے تو سارا دن اس کا منہ سیاہ رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے۔

عربوں پر بیٹی کی خبر بجلی بن کر گرتی تھی، وہ بیٹی کا باپ ہونا اپنے لیے ننگ و عار سمجھتے تھے، لوگوں سے چھپتے پھرتے تھے گویا ان کے منہ پر کالک مل دی گئی ہو، رنج و غم کی کیفیت میں اندر ہی اندر گھٹتے رہتے تھے۔ كَظِيْمٌ. صفت مشبہ ہے، سخت غمگیں، غم کو دل میں گھونٹ رکھے۔

آیۂ مذکور سے دو محاورے اخذ ہوتے ہیں اور بالکل انھیں معنی میں اُردو میں رائج ہیں۔

۱۔ منہ سیاہ ہونا۔ منہ دکھانے کے قابل نہ رہنا، ذلیل و خوار ہو جانا۔ ناسخ کا شعر ہے۔

ہے گماں خط کا جسے تجھ پر ہو اس کا منہ سیاہ
پڑ گیا ہے عکس زلفِ آئینۂ رخسار میں

منہ سیاہ کرنا، بہت بڑا گناہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ قدر بلگرامی کہتے ہیں۔

کچھ شرم نہیں تجھے شبِ ہجر
پھر آئی ہے منہ سیاہ کر کے

۲۔ اُردو میں سخت صدمہ برداشت کرنے کے لیے، دل ہی دل میں گھٹنا، دل ہی دل میں کڑھنا/بُھننا/گھلنا وغیرہ محاورے آتے ہیں۔ شعر میں ان کی مثالیں نہیں مل سکیں، البتہ دل ہی دل میں گُھلنا، داغ کا شعر ہے۔

اے داغ دل ہی دل میں گُھلے ضبطِ عشق سے
افسوس شوقِ نالہ و فریاد رہ گیا

مفردات میں ہے امام راغب نے لکھا ہے کہ کُظُوْمٌ کے اصلی معنی سانس کے رکنے اور خاموش ہو جانے کے ہیں، اس سے مراد نہایت ہی غمگین ہونا ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے جی گھٹنا محاورہ، وحشت و غم کے سبب دم رکنے کے معنی میں رائج ہوا۔ مصحفی کا شعر ہے۔

آسماں اک خانۂ پر درد ہے
اس میں تو میرا گھٹا جاتا ہے جی

دل ہی دل میں پُھکنا بھی انھیں معنی میں آتا ہے۔ میرے دادا اُستاد حضرت عبدالوحید نیرنگؔ، شاگرد محسنؔ کاکوردی کا شعر ہے۔

نہاں سوزِ دروں ہے نالۂ آتش فشاں کیسا
میں دل ہی دل میں پُھکتا ہوں شرر کیسا دھواں کیسا

۶۹۔ [۱۶ النحل ۹۱] وَلاَ تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا

ترجمہ: اور قسموں کو بعد ان کو مستحکم کرنے کے مت توڑو۔

نَقْضٌ کے معنی کسی چیز کا شیرازہ بکھیرنے کے ہیں۔ اور نَقْضُ الحَبْلِ وَالْعَقْدِ سے بطور استعارہ عہد توڑنے کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اُردو میں بھی قسم توڑنا رٹوٹنا محاورہ آتا ہے۔ قسم توڑنا، عہد کے خلاف کرنا۔

راسخؔ عظیم آبادی کا شعر ہے۔

توڑ کر قسمیں ستم گر نے عدو سے جوڑ لیں
کچھ نرالے ہیں بت پیماشکن کے توڑ جوڑ

قسم ٹوٹنا، داغؔ کہتے ہیں۔

دل نہ رہا سینہ میں دَم کی طرح
ٹوٹ گیا تیری قسم کی طرح

۷۰۔ [۱۶ النحل ۹۴] فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِھَا

ترجمہ: ڈگ نہ جاوے کسی کا پانو جمے پیچھے (شاہ رفیع الدین)۔

کبھی کسی اور کا قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جائے (حضرت تھانویؒ)۔

مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اسلام کی صداقت کا قائل ہونے کے بعد تمھاری بداخلاقیاں دیکھے اور دین اسلام سے برگشتہ ہو جائے۔

زَلَّ (ضَرَبَ) زَلاًّ وزَلَلاً وَزُلُولاً وزَلِیْلاً ومَزِلَّۃً. قدم کے ڈگمگانے، پھسلنے اور لغزش کرنے کے ہیں۔

زَلَّ عَنِ الْحَقِ، حق سے پھسلنا، انحراف کرنا۔ مَاءُ زُلَالٌ. صاف اور میٹھے پانی کو کہتے ہیں کیوں کہ وہ گلے سے فوراً پھسل کر معدے میں پہنچ جاتا ہے۔

[۲البقرة ۲۰۹] فَاِن زَلَلْتُمْ

ترجمہ: پھر اگر تم ڈگمگائے، تم نے لغزش کی، تم نے ٹھوکر کھائی۔

اُردو میں پانو پھسلنا، ٹھوکر کھانا، قدم ڈگمگانا۔ راہ حق سے پھرنے، لغزش کرنے اور برگشتہ ہونے کے معنی میں محاورے یہیں سے آئے ہیں۔

۱۔ پانو پھسلنا، بحر کہتے ہیں۔

نور برساتی ہے زلفوں کی گھٹا چہرے پر
پانو، اس کوچے میں پھسلے گا مقرر اپنا

۲۔ ٹھوکر کھانا، بحر کہتے ہیں۔

ٹھوکر نہ کھائی کاسۂ سر نے بھی بعد مرگ
کیا پانو سے لگی ہوئی تھی اس کے گھر کی راہ

۳۔ قدم ڈگنا، بحر کہتے ہیں۔

وہ وفا میں قدم ڈگ گیا رقیبوں کا
ہمارے ساتھ انھیں پائے مال ہونا تھا

۴۔ قدم ڈگمگانا، استاد محترم نظام فتح پوری کہتے ہیں۔

مسافرانِ محبت کا حال ہے نازک
جو ڈگمگا کے نہ سنبھلے قدم تو کیا ہوگا

آیۂ مذکورہ سے پانو جمنا، ثابت قدم رہنا، محاورے بھی مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ پانو جمانا رجمنا نہایت استقلال سے ڈٹے رہنا۔ مصحفی کا شعر ہے۔

کوچے میں ترے یار ٹھہر سکتا ہے کوئی
جو پانو جمائے وہیں دم اس کا اُکھڑ جائے

پانو جمنا، ظفر کا شعر ہے۔

بلا ہے سر زمیں، دلچسپ دادی محبت کی
سر ہر گام ہے پانو دل دیوانہ جم جاتا

۲۔ ثابت قدم رہنا، داؔغ کا شعر ہے۔

ثابت قدم ایسے رہِ الفت میں نہ ہوں گے
تھا ہم کو تہہ تیغ بھی اقرار محبت

۷۱۔ [۱۶ النحل ۱۰۶] وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا

ترجمہ: لیکن ہاں جو جی بھر کر کفر کرے۔

حضرت شیخ الہند نے ترجمہ کیا ہے۔ ولیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا۔

اُردو میں جی کھول کر دینا/کرنا وغیرہ افعال کے ساتھ آتا ہے۔ بے دھڑک اور بے باکانہ کے معنی میں۔ ناسؔخ کہتے ہیں۔

اب تو جی کھول کر دن رات کرو ظلم و ستم
ناتوانی سے مجھے طاقت گفتار نہیں

جی بھر کر بھی استعمال ہوتا ہے۔ حسب خواہش، خوب۔ ناسؔخ کا شعر ہے۔

دمِ اخیر تو کرلوں نظّارہ جی بھر کر
ابھی سے خنجر سفّاک آب دار نہ ہو

دل کھول کے، بھی انھیں معنی میں ہے۔ میرؔ کا شعر ہے۔

کون کہتا ہے یہ تجھ سے کہ تو نہ دے داد مجھے
لے کے دل کھول کے کر لینے دے فریاد مجھے

۷۲۔ [۱۷ الاسراء ۷] اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

ترجمہ: اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور اگر برائی کی تو اپنے لیے۔

بھلا کر بھلا ہوگا، فقیروں کی صدا، ضرب المثل کے طور پر اُردو میں رائج ہے۔ آیۂ مذکور ہی کی رہین منت ہے۔ غالبؔ کا شعر ہے۔

ہاں بھلا کر تیرا بھلا ہوگا
اور درویش کی صدا کیا ہے

۷۳۔ [۱۷ الاسراء ۱۹] فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا

ترجمہ: سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی (یعنی ایمان والوں کی)۔

اَلسَّعْیُ کے معنی تیز چلنے کے ہیں نہ کہ دوڑنا۔ سرپٹ دوڑنے کے لیے عَدْوٌ کا لفظ آتا ہے۔ سَعِیْ مجازاً کوشش کرنے کے لیے آتا ہے، خواہ کام اچھا ہو یا برا۔

[۵۳ سورہ النجم ۳۹] لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی.

ترجمہ: انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اُردو میں سعی مشکور کی ترکیب بعینہٖ استعمال ہوتی ہے یعنی ایسی جدوجہد جو نتیجہ خیز ثابت ہو۔

سعیِ مشکور رہِ شوق میں یوں ختم ہوئی
تم کو پہچان لیا، غیر کا گھر دیکھ لیا

سعی پیہم بھی استعمال ہوتا ہے۔ بانگِ درا میں علامہ اقبال کا شعر ہے۔

سعی پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات
تیری میزاں ہے شمار سحر و شام ابھی

سعیِ مشکور کے مقابل سعی لاحاصل بھی مستعمل ہے۔ سرور نظامی مرحوم کا شعر ہے۔

الٰہی سعیِ لا حاصل کا یہ حاصل نہ ہوجائے
غبار راہ سے پیدا نئی منزل نہ ہوجائے

اس مفہوم سے متعلق اُردو میں کئی محاورے رائج ہیں ان میں دوڑ دھوپ کرنا/ ہونا زیادہ قریب ہے۔ محسنؔ کاکوروی کا شعر ہے۔

میداں وہ عجیب روپ میں تھا
خورشید بھی دوڑ دھوپ میں تھا

۷۴۔ [۱۷ الاسراء ۳۷] وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا

ترجمہ: اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل (اکڑ کر مت چل)

مَـــــــرَحٌ کے معنی ہیں بہت زیادہ خوشی و شادمانی میں انسان حد سے تجاوز کر جائے، اترانے لگے۔ مَرِحَ الرَّجُلُ یعنی آدمی فرحت و نشاط میں اتنا بڑھا کہ اپنی حد بھول گیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ صِفَۃُ الْمُؤْمِنِ اَنْ لَّا یَطِیْشَ بِہٖ مَرَحٌ مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ خوشی میں اترانا شروع نہ کرے۔

اُردو میں اتراتا پھرنا محاورہ انھیں معنی میں آتا ہے۔ غالبؔ کا شعر ہے۔

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگر نہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

اِٹھلاکر چلنا۔ ناز و غرور کے اظہار کے لیے، خرام ناز۔ لغت کبیر میں یہ شعر ہے۔
رسالہ اُردو نامہ۔

اِٹھلا کے کون چال گلستاں میں چل گیا
طاؤس سر جھکا کے چمن سے نکل گیا

۷۵۔ [۱۷ الاسراء ۴۵] وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُراٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا.

ترجمہ: اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں۔

اُردو میں ''پردہ حائل کرنا'' محاورہ نہیں آتا۔ البتہ پردہ چھوڑنا، درمیان میں پردہ ڈال دینا، چلمن چھوڑ دینا آتا ہے۔ داغؔ کا شعر ہے۔

خواب میں بھی تو کسی طرح نہ چھوٹا پردہ
جب مرے سامنے وہ آئے تو پردہ چھوڑا

۷۶۔ [۱۷ الاسراء ۵۱] قُلِ الَّذِیْ فَطَرَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْکَ رُءُوْسَھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھُوَ.

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کہ وہ، وہ ہے جس نے تم کو اوّل مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے۔ اچھا یہ کب ہوگا؟

نَغَضَ یَنْغِضُ نَغْضاً و نُغُوْضاً. اِنْغَاضٌ، مصدر سے ہلانا، ہلنا۔ اَنْغَضَ رَاْسَہٗ تعجب یا تمسخر کے طور پر اپنے سر کو حرکت دی۔ آیۂ مذکور میں بھی یہی بیان ہے کہ کفّار کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں، ہڈیاں گل جائیں گی تو کس طرح ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اس میں تعجب کے ساتھ تمسخر کا بھی مفہوم ہے۔

اُردو میں سر ہلانا۔ ہاں، نہیں یا تعجب کے لیے آتا ہے۔
میرؔ تقی میر کا شعر ہے۔

زیرِ شمشیرِ ستم میرؔ تڑپنا کیسا
سر بھی تسلیمِ محبت میں ہلایا نہ گیا

افسوسؔ کا شعر ہے۔

شب جو دم توڑنے مرا دلِ بیمار لگا
سر ہلانے وہیں عیسیٰ پسِ دیوار لگا

۷۷۔ [۱۷ الاسراء۱۰۷] یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ .
ترجمہ: (قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے) تو گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں پر (منہ کے بل)
خَرَّ یَخِرُّ خَرًّا وَ خُرُوْراً. گرا، کسی چیز کا آواز کے ساتھ نیچے گرنا۔ اور اَلْخَرِیْرُ پانی وغیرہ کی آواز جو اوپر سے گر رہا ہو۔
آیۂ مذکور میں سجدے میں گر جانا کے لیے آیا ہے، روتے ہوئے، نہایت خشوخضوع کے ساتھ۔ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے کم تر و حقیر اور ذلیل بنا کر پیش کرتے ہیں۔
اُردو میں منہ کے بل گرنا، بر رو افتادن کا ترجمہ ہے۔ آیۂ مذکورہ کے معنی میں ہے۔ اوج سے پستی کی طرف مائل ہونا، حقیر و ذلیل ہونا۔ شاہ نصیر کہتے ہیں۔

منہ کے بل تو بھی گرا تھا شعلہ اس کے نور کا
گر عصا ہوتا کفِ موسیٰ میں نخلِ طور کا

قدرؔ بلگرامی کہتے ہیں۔

پھرتے پھرتے جو عدو تھک کے گریں منہ کے بل
کھینچ کر پھیر دے مریخ قفا پر خنجر

۷۸۔ [۱۸ الکھف ۶۱] فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِھِمَا نَسِیَا حُوْتَھُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا
ترجمہ: پس جب دریاؤں کے سنگم پر پہنچے اور اس مچھلی سے غافل ہو گئے اور مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لی، چل دی۔

اسی سورہ کی آیت نمبر ۶۳ میں بھی یہ محاورہ ہے۔
اَخَــــــذٌ کے معنی کسی چیز کو لے لینا، اور یہ قابض ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔
عربی کا محاورہ ہے اَخذَتهُ الْحُمّٰى اسے بخار نے آلیا۔
[ھود ۱۱۷] میں ہے وَاَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَة
ترجمہ: اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو چنگھاڑ نے آلیا، آ پکڑا۔
اُردو میں بھی راہ لینا، راہ پکڑنا، رستہ پکڑنا، راستہ لینا، یہ محاورے، کسی طرف روانہ ہونا، چل دینا کے معنی میں آتے ہیں۔ ناسخؔ کا شعر ہے۔

وادی ہستی میں آتے ہی عدم کی راہ لی
ساتھ اپنے تو سنِ عمر رواں پیدا ہوا

راستہ لینا۔ شاد عظیم آبادی کا شعر ہے۔

پامالِ قدّ بالا لمبے جو ہوں اِرم کو
میں بڑھ کے راستہ لوں سید ھاتری گلی کا

راہ لگنا، محاورہ بھی آتا ہے۔ رستہ لینا، اپنے کام سے لگنا۔ انشاء اللہ خاں انؔشا کا مشہور شعر ہے۔

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

۷۹۔ [۱۹ مریم ۴] وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا
ترجمہ: اور شعلہ مارا سر نے بڑھاپے کا۔ (بڑھاپے سے سر بھڑک اٹھا ہے۔ مولانا مودودی)
شَـعَـلَ يَشْعَلُ شُعْلاً، آگ نے شعلہ نکالا، آگ کا بھڑکنا۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ بعض نے سفیدی کے چمکنے کے لیے بھی بَیَـاضٌ يَشْتَعِلُ کا محاورہ استعمال کیا ہے۔ آیۂ مذکور میں بالوں کی سفیدی کو چمکنے کے اعتبار سے آگ سے تشبیہ دی ہے۔ کہا جاتا ہے اِشْتَعَلَ فُلَانٌ غَضباً، فلاں غصے سے بھڑک اٹھا۔
اُردو میں شعلہ کے معنی آگ کی لپٹ، لو، آنچ، روشنی اور انتہائی تیز چمک کے آتے ہیں۔ مومن خان مومنؔ نے آواز کے حسن کو شعلے کی چمک سے تشبیہہ دی ہے۔

اس غیرت ناہید کی ہرتان ہے دیپک
شعلہ سا چمک جائے ہے آواز تو دیکھو

''شعلہ سا لپک جائے ہے'' زبان زد خاص و عام ہے۔لیکن کلیات مومن میں ''چمک'' مرقوم ہے۔کلیات مومن جلداوّل مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۴ء۔

ابراہیم ذوقؔ نے بھی شعلہ آواز کی ترکیب استعمال کی ہے۔

محتسب شعلۂ آواز سے ڈر جاؤں گا
گر چہ ٹوٹا دلِ آتش نفسِ جام شراب

شعلہ رخسار کی ترکیب بھی مستعمل ہے۔ذوقؔ کا شعر ہے۔

نگاہِ بو الہوس آندھی ہے تیری خاک اڑانے کو
چھپا لے اے پری رو شعلۂ رخسار دامن سے

اُردو میں ان معنی میں بہت سے محاورے رائج ہے۔شعلہ اٹھنا، شعلہ بھبھو کا ہونا، شعلہ بھڑکنا، شعلہ مارنا، شعلہ بھڑکنا، شعلہ کا تیز ہوکر روشنی کی لپک مارنا۔بحرؔ کا شعر ہے۔

چمکی جو برق میکدے پر مجھ کو شک ہوا
شعلہ ہوائے آتشِ تر کا بھڑک گیا

شعلہ اٹھانا۔مومنؔ کا شعر ہے۔

سر سے شعلے اٹھتے ہیں کسی طرح روکوں کیا کروں
جل گیا جی ضبط آہ شعلہ زن کی فکر میں

شعلہ بھبوکا ہونا۔غصہ میں چہرہ سرخ ہو جانا۔میر حسن کی مثنوی سحر البیان کا شعر ہے۔

یہ سن کر وہ شعلہ بھبھو کا ہوئی
لگی کہنے ہے ہے، بلا کیا ہوئی

۸۰۔ [۱۹ مریم ۲۶] فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا

ترجمہ: پس کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو (یعنی کھانے پینے اور بچے کو دیکھنے سے خوش ہو جاؤ)

قَرَّ يَقِرُّ قَرَاراً وَ قُرُوراً وَ تَقْرَارًا وَ تَقِرَّةٌ ٹھہرنا، قرار پکڑنا۔قَرَّ الْيَوْمُ دن کا ٹھنڈ ہونا۔قَرَّتْ عَيْنُهُ تَقَرُّ آنکھوں کا ٹھنڈا ہونا۔خوشی حاصل ہونا مراد ہے۔

[۲۰ طٰہٰ ۴۰] فَرَجَعۡنٰکَ اِلٰٓی اُمِّکَ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُھَا وَلَا تَحۡزَنَ

ترجمہ: پھر ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کو غم نہ رہے۔

اُردو میں آنکھیں ٹھنڈی رکھنا، کرنا، ہونا سب محاورے آتے ہیں۔ اولاد کو دیکھ کر خوشی محسوس کرنا، اطمینان قلب نصیب ہونا کے معنی میں۔

جسونت سنگھ پروانہ کا شعر ہے۔

بن ترے دیکھے نہ ہو خط سے یہ آنکھیں ٹھنڈی
جیسے نہ خنک ہو جو کہے برف کے حرف

آنکھوں میں ٹھنڈک آنا/ پڑنا۔

مصرعہ۔ دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں میں ٹھنڈک آگئی۔

۸۱۔ [۲۰ طٰہٰ ۲۸-۲۵] قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ، وَیَسِّرۡ لِیۡٓ اَمۡرِیۡ، وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ، یَفۡقَھُوۡا قَوۡلِی.

ترجمہ: (حضرت موسیٰ بولے) اے رب! کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام، اور کھول دے گرہ میری زبان سے تا کہ سمجھیں میری بات (بچپن میں زبان جل گئی تھی اور لُکنت پیدا ہو گئی تھی، اس لیے دُعا کی)۔

یہ تین آیتیں متصل ہیں ان میں تین محاورے ہیں جو اُردو میں رائج ہیں۔

۱۔ سینہ کھولنا/ کھول دینا۔ معرفت حاصل ہونا۔ دل کے حجابات دور ہونا۔ کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے اس کا سینہ کھول دیا'' شعر میں اس کی مثال ہمیں نہیں مل سکی۔

۲۔ کام آسنا ہونا۔ مشکل دور ہو جانا۔ داغؔ کا شعر ہے۔

کیا داغ گو اس نے جھوٹا ہی وعدہ
ترا کام آساں ہوا چاہتا ہے

۳۔ گرہ کھولنا، گانٹھ کھولنا، عُقدہ وا کرنا۔

سوداؔ کا شعر ہے۔

کھولی گرہ غنچہ کی تو نے کیا تو کیا عجب
دل کھلے جو تجھ سے تو ہے اے صبا عجب

اسیرؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

عقدہ ہائے دام سب منقار سے کاٹے تو کیا
اک گرہ ہم نے نہ کھولی خاطرِ صیّاد کی

زبان کھولنا، گویائی عطا ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

برنگ ہم دل سوختوں نے بزم عالی میں
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

رندؔ کہتے ہیں۔

کھلی ہے کنجِ قفس میں مری زباں صیاد
میں ماجرائے چمن کیا کروں بیاں صیاد

کچھ کہنے کے معنی میں، قدرؔ بلگرامی کا شعر ہے۔

سن کے مرغابیوں نے صورتِ کُبکِ دری
مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کھولی زباں

۸۲۔ [۲۰ طٰہٰ ۲۹-۳۱] وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ، ھٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ ،
ترجمہ: اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا۔ ہارون میرا بھائی۔ اس سے بندھا میری کمر۔

شَدٌّ (نَصَرَ) اس کے معنی مضبوط گرہ لگانے کے ہیں۔ سورہ محمدؐ میں ارشاد ہے
فَشُدُّ و الْوَثَاقَ. ترجمہ: ان کو مضبوطی سے قید کرلو۔

اسی طرح اَزْرٌ ہے اس کے معنی کمر، پیٹھ، قوت۔ محاورہ ہے شَدَّ بِـهِ اَزْرَهٗ اس کو اس کے ذریعہ قوت حاصل ہوئی۔ (مصباح) آیۂ مذکور کا مطلب ہوا میرے بھائی ہارون کے ذریعہ مجھے قوت دے۔

اُردو میں کمر باندھنا محاورہ آتا ہے، فارسی میں کمر بستن ہے۔ نیز اُردو میں بھی کمر بستہ ہونا، آمادہ ہونا، مستعد ہونا۔ مضبوط ارادہ کرنا وغیرہ معنی میں۔ کمر باندھنا۔ دیکھئے جرأت کا شعر۔

کمر تو قتل پر کس کے بُت خوں خوار باندھے ہے
کبھی خنجر کو تکتا ہے کبھی تلوار باندھے ہے

انشا کا شعر ہے۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

انحصار کرنا، قوت حاصل کرنا کے معنی میں بہادر شاہ ظفرؔ کا شعر ہے۔

کیا کمر باندھے امیدِ وصل پر عاشق ترا
کٹ گئی اس کی تو اب تیغ تغافل سے کمر

کمر بندھوانا۔ ڈھارس بندھانا، ہمت بندھانا، تقویت دینے کے معنی میں معروفؔ کا شعر ہے۔

ہوئی اس ناتواں سے گُل رخوں کی استقامت یوں
کہ جوں گل نائے گلدستہ کی بندھوائے کمر رشتہ

۸۳۔ [۲۰ طٰہٰ ۴۴] فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی

ترجمہ: پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا (عذاب سے) ڈر جائے۔

لَیِّنٌ و لَیْنٌ کے معنی نرمی کے ہیں اور یہ خشونت کی ضد ہے۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ یہ اصل میں تو اجسام کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر استعارۃً اخلاق کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں فُلَانٌ لَیِّنٌ یا خَشِنٌ یعنی فلاں آدمی نرم مزاج ہے درشت خو نہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔

یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ لَیِّناً [صحیح مسلم۔ عن عمارۃ بن القعقاعؓ]

ترجمہ: یعنی اللہ کی کتاب کو نرمی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

قرآن کریم میں فرعون سے گفتگو کرنے کے سلسلے میں ہدایت کی گئی ہے کہ نرمی سے بات کرو۔

اُردو میں نرمی سے بات کرنا محاورہ آتا ہے۔ ظفرؔ کا شعر ہے۔

انسان کو مناسب ہے کرے بات بہ نرمی
کھدے نہ کڑی منہ سے نہیں لطف کڑی میں

صفت کے طور پر بھی نرم گفتار آتا ہے۔ علامہ اقبال اپنی نظم مسجد قرطبہ میں مومن کی صفت بیان کرتے ہیں۔

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

۸۴۔ [۲۱ الانبیاء۳۳] کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ

ترجمہ: اور ہر کوئی ایک گھیرے میں پیرتا ہے۔

فُلۡکٌ وَفُلُکٌ وَاَفۡلَکٌ ہر گول چیز کے لیے مستعمل ہے، گھیرا، دائرہ۔ لفظ کی اصل وضع اس پانی کے لیے ہے جس پر ہوا لگنے سے دائرے پیدا ہوتے ہیں اور پانی چاروں طرف سے جمع ہو کر چکر کھانے لگتا ہے۔ الفَلَکٌ، آسمان یعنی ستاروں کے چکر لگانے کی جگہ۔ (المنجد)۔ اسی طرح سَبۡحٌ ہے اس کے اصل معنی پانی یا ہوا میں تیز رفتاری سے گزر جانے کے ہیں۔ سَبَحَ سَبۡحاً وَسَبَاحَةً یعنی وہ تیز رفتاری سے چلا۔ اور استعارے کے طور پر پھر یہ لفظ آسمان میں ستاروں کی گردش اور تیز رفتاری کے لیے بولا جانے لگا (مفردات) لہٰذا اس کے معنی تیرنا، تیزی اور ہموار رفتار سے چلنا ہوں گے۔

اُردو میں چکر میں ہونا، گردش کرنا رہنا۔ گردش میں آنا سب ہی محاورے ٹھیک انھیں معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

چکر میں آنا، گردش میں رہنا۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

قیامت تک یہی گردش رہے گی رات دن ان کو
مہ و خورشید حسنِ یار سے آئے ہیں چکر میں

غالبؔ کا شعر ہے۔

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

ذوقؔ کا شعر دیکھیے۔

میں ہوں چکر میں لگی جس دن سے دنیا کی ہوا
حال ہے میرا بعینہ آسیائے باد کا

۸۵۔ [۲۲ الحج۵] وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَا اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ بَهِيۡجٍ

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک پڑی ہے، پھر ہم جب اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہاتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوش نما نباتات اُگاتی ہے (خوب پھولتی پھلتی ہے)

اِهۡتَــزَّت، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ اِهۡتِـــزَازٌ سے جس کے معنی جھومنے، بل کھانے اور شادابی و تروتازگی کی وجہ سے درخت کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں۔ اِهۡتَــزَّتِ النَبَـاتُ سبزہ کا لہلہانا۔ اسی طرح سَیۡفٌ هَـزۡهَـازٌ لچک دار تلوار کے لیے آتا ہے۔ رَبَتۡ (نَصَرَ)، وہ ابھری، وہ پھولی۔ رَبۡوَةٌ بلند جگہ یا ٹیلے کو کہتے ہیں۔

[المومنون آیۂ ۵۰] اِلیٰ رَبۡوَةٍ ذاتِ قَرَارٍ وَّ مُّعِیۡنٍ

ترجمہ: ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب بھی۔

آیۂ مذکورہ میں پھولنے کا مفہوم ہے اور یہی اُردو میں مستعمل ہے۔

پھولنا پھلنا، سرسبز و شاداب ہونا، درخت کا بار آور ہونا۔ حبیبؔ کا شعر ہے۔

بار لایا نہ کبھی نخل محبت اے چرخ
کیا نہیں ہے یہ شجر پھولنے پھلنے کے لیے

کنایۃً انسان کے آسودہ اور خوش حال ہونے کے لیے بھی آتا ہے۔ مجاز لکھنوی کا شعر ہے۔

شمع سا کس نے مجھے پھولتے پھلتے دیکھا
ہوں میں وہ نخل جو دیکھا بھی تو جلتے دیکھا

پھولتا پھلتا رہنا بھی محاورہ آتا ہے۔ اشرف علی خاں فغاںؔ کا شعر ہے۔

خدا جانے کہ یہ کس خوش نگہ سے تاک رکھتا ہے
ہمیشہ پھولتا پھلتا رہا انگور آنکھوں کا

۸۶۔ [۲۲ الحج ۱۱] اِنۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡهِهٖ

ترجمہ: پھر گیا الٹا اپنے منہ پر (بعض لوگ ایمان قبول کرتے ہیں مگر فائدے کے لیے، فائدہ ہوا تو مطمئن اور مصیبت آئی تو منہ پھیر کر (کفر) کی طرف پلٹ گئے)۔

اُردو میں منہ پھیر کر چلے جانا، بیزاری و اظہار نفرت کے لیے۔ امداد علی بحرؔ کا شعر ہے۔

وائے افسوس کسی کا نہیں دل ملتا
جو گزرتا ہے ادھر پھیر کر منہ چلتا ہے

منہ پھیر لینا بھی آتا ہے، روگردانی، رخ پھیرنے کے معنی میں۔ میر تقی میرؔ کا شعر ہے۔

کاہے کو یہ انداز تھا اغراض بتاں کا
ظاہر ہے کہ منہ پھیر لیا ہم سے خدا نے

منہ پھرنا، متنفّر ہونا، ناراض ہونا، برگشتہ ہونا، سحؔر کا شعر ہے۔

تزئین سے مُنہ پھیر یہی حسنِ عمل ہے
غازے کو ملا خاک میں چہرے پر لگا خاک

۸۷۔ [۲۲ الحج ۳۱] وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْر

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، اب پرندے اُس کو اُچک لے جاتے ہیں۔

خَطَفَ يَخْطِفُ خَطْفاً، باب نَصَرَ اور سَمِعَ دونوں سے آتا ہے۔اس کے معنی کسی چیز کو سرعت کے ساتھ لے لینے کے ہیں۔

[۳۷. الصافات ۱۰] اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

ترجمہ: مگر جو کوئی (شیطان) چوری سے جھپٹ لے بھاگے (فرشتوں کی باتیں شیطان اُچک لیتے ہیں)

اُچک لینا، اُردو میں محاورہ آتا ہے۔اوپر ہی اوپر لے لینا۔اڑا لینا۔لے بھاگنا۔ولؔی دکھنی کا شعر ہے۔

یہ درسوں تیرے جو نور چمکا سو اس سوں سارے ہوئے منور
یوں چاند تجھ حسن کا جو نکلا فلک نے تجھ سوں اُچک لیا ہے

اُچکنا، طبیعت زور پر آنا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ناسؔخ کا شعر ہے۔

جب اُچکتی ہے طبیعت بہر مضمون بلند
طائرِ سدرہ کے آجاتے ہیں شہہ پر ہاتھ میں

اُردو میں ایک ضرب المثل استعمال ہوتی ہے آسمان سے گرا ببول (کھجور) میں اٹکا۔یہ بھی اسی آیت سے مستنبط معلوم ہوتی ہے۔

۸۸۔ [۲۲ الحج ۳۱] اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ

ترجمہ: یا ہوا اس کو اسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

سَحِقُ يَسْحَقُ اور سُحُقَ يَسْحُقُ سُحُقاً دونوں آتے ہیں، دور، بعید کے معنی میں۔

اس کے اصلی معنی کسی چیز کو ریزہ ریزہ کرنے کے آتے ہیں۔ عام طور پر دوا کو پیسنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی جگہ کو سحیق اسی صورت میں کہتے ہیں جب وہ بہت گہری ہو اور جو چیز اس میں گرے وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ مولانا مودودی نے چیتھڑے اڑنا اس کا ترجمہ کیا ہے اور انسان کے گر کر پاش پاش ہونے کے لیے یہ ترجمہ آیۂ مذکورہ کے مفہوم کے عین مطابق ہے۔

بلبلوں کے تیرے چیتھڑے اڑ جائیں گے
جب چلے گا قہقہۂ مینا کا چھرّا فاختہ

پاش پاش ہونا بھی آتا ہے۔ داغؔ کا شعر ہے۔

خوب کی واہ میری دل داری
لے کے دل تم نے پاش پاش کیا

۸۹۔ [۲۲ الحج ۷۲] **وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِی وُجُوْهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ** ؕ

ترجمہ: اور جب ان کو ہماری روشن آیات سنائی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں میں (بوجہ ناگواری) برے آثار دیکھتے ہو (بگڑے ہوئے چہرے دیکھتے ہو)

تَـعْـرِفُ. تو پہچانے، تو پہچانتا ہے۔ تو پہچانے گا۔ (ضَـرَبَ) امام راغب اصفہانی نے مفردات میں اس پر لمبی تقریری کی ہے وہ کہتے ہیں۔

''**مَـعْـرِفتهٌ** اور **عِـرفَانٌ** کے معنی ہیں کسی چیز کی علامت و آثار پر غور و فکر کے بعد اس چیز کے ادراک کرنے کا نام معرفت اور ''عرفان'' ہے اور یہ علم سے اخص ہے، انکار اس کی ضد ہے، اسی وجہ سے **فُلَا نٌ یَـعْرِفُ اللّٰه** بولتے ہیں **یَـعْلَمُ اللّٰه** نہیں بولتے کیوں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم حاصل نہیں کر سکتا بلکہ آثار الٰہی پر تدبر کر کے انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک ہوتا ہے اسی طرح **یَعْرِفُ کَذا** نہیں کہتے کیوں کی معرفت کا درجہ علم سے کم تر ہوتا ہے اور لفظ معرفت اس ادراک پر بولا جاتا ہے جو غور و فکر کے بعد حاصل ہوتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند و بالا ہے۔ دراصل معرفت کا لفظ **عَـرَفْـتُ کَذَا** سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہوئے

میں نے اس کی بُو پالی یا پھر اَصُبْتُ عَرُفَهٗ (میں نے اس کے رخسار پر مارا) اسی سے یہ لفظ پہچاننے کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔(مفردات القرآن مادہ ع رف)".

اُردو میں چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوں تو کہتے ہیں چہرہ بگڑنے لگا، چہرے کا رنگ بدلا۔ چہرہ بگڑ جانا۔آتش کا شعر ہے۔

چیں بر جبیں نہ اے بُت چیں رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

چہرے کا رنگ بدلنا۔ناسخ کا شعر ہے۔

رنگ چہرے کا یاں بدلنے لگا
آنکھ تیری جہاں ذرا بدلی

۹۰۔ [۲۳ المؤمنون ۳۵] اَیَعِدُکُمْ اَنَّکُمْ اِذَا مِتُّمْ وَکُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّکُمْ مُّخْرَجُوْنَ

ترجمہ: کیا یہ شخص تم سے کہتا ہے جب تم مرجاؤ گے اور ہوجاؤ گے تم مٹی اور ہڈیاں تو (زمین سے) نکالے جاؤ گے۔

اُردو میں بالکل اسی طرح مٹی ہوجانا محاورہ آتا ہے۔خاک میں مل جانا، کنایۃً بوسیدہ ہوجانا، گل سڑ جانا۔

آتش کا شعر ہے۔

خدا کے واسطے اے آسماں حوالے کر
دھرے دھرے نہ کہیں ہو مرا کفن مٹی

شرمندہ ہونے کے لیے بھی آتا ہے۔نصیر دہلوی کا شعر ہے۔

ترے گلے میں وہ چمپا کلی ہے سونے کی
جس کو دیکھ کر سورج کی ہو کرن مٹی

بے رونق ہوجانا، آب وتاب نہ رہنا، آغا علی جو شرف کا شعر ہے۔

رہ شہہ حاسد سے کب اپنی غزل مٹی ہوئی
کب زمینِ شعر سے اُٹھا بگولہ خاک کا

۹۱۔ [۲۳ المؤمنون ۴۱] فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً

ترجمہ: پھر کر دیا ہم نے ان کو کوڑا۔

غَثَا یَغۡثُوۡ غَثۡواً (نَصَرَ). ہانڈی کا جھاگ اور اس کوڑا کرکٹ کو کہتے ہیں (یعنی گھاس پھوس، درخت، پتے) جو سیلاب کے ساتھ بہہ کر آتا ہے اور کنارے پر جمع ہو کر گل سڑ کر سیاہ ہو جاتا ہے، ضائع ہو جاتا ہے۔

سورہ الاعلیٰ میں بھی ہے فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰی. پس کر دیا اس کو کوڑا سیاہ۔

اُردو میں کوڑا کرکٹ، خراب، نکّمی اور بے کار چیز کے لیے آتا ہے۔ امیر مینائی کا شعر ہے۔

کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
سامنے جس کے گل ولالہ ہیں کوڑا کرکٹ

۹۲۔ [۲۳ المؤمنون ۵۳] فَتَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ زُبُرًا

ترجمہ: پھر پھوٹ ڈال کر لیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے۔

زُبُراً ٹکڑے ٹکڑے، پارا پارا۔ امام راغب لکھتے ہیں زُبۡرَۃٌ لوہے کی سِل کو کہتے ہیں اس کی جمع زُبَرٌ آتی ہے۔ اور کبھی زُبۡـرَۃٌ کا لفظ بالوں کے گچھے پر بولا جاتا ہے، اس کی جمع زُبُرٌ آتی ہے۔ اور مجازاً اس کا استعمال ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے لیے ہوتا ہے (نعمانی)

ٹکڑے ٹکڑے کرنا/ ہونا، اُردو میں محاورہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

اشرف علی خاں فغاںؔ کا شعر ہے۔

احوال کچھ نہ پوچھو اے ہم دماں فغاںؔ کا
دل ہے سو ٹکڑے ٹکڑے سینہ ہے سو رفو ہے

مہرؔ کا شعر ہے۔

دشت وحشت کی وہی دست درازی رہتی
ٹکڑے ٹکڑے مرا دامان و گریبان ہوتا

۹۳۔ [۲۳ المؤمنون ۶۶] قَدۡ كَانَتۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ تَنۡكِصُوۡنَ

ترجمہ: میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنا جایا کرتی تھیں تو تم الٹے پانْو بھاگتے تھے۔

تَنۡکِصُوۡنَ. تم بھاگتے ہو،تم پھرے جاتے ہو،(ضَرَبَ). ،مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
اُردو میں الٹے پانْو بھاگنا آتا ہے۔ناسخؔ کا شعر ہے۔

آتے آتے کیون نہ الٹے پانْو بھاگے دور سے
صبح ڈرتی ہے بہت میری سب دیجور سے

الٹے پانْو پھرنا۔امیر مینائیؔ کہتے ہیں۔

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی الٹے پانْو پھرے دن بہار کے

۹۴۔ [۲۳ المؤمنون ۱۰۲] **فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُوۡلٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ**
ترجمہ: پس جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔
سورہ اعراف آیت نمبر ۸ پر بھی یہی ہے۔
مِیۡزَانٌ. اسم آلہ،مَوَازِیۡن جمع۔وزن کی صحیح مقدار معلوم کرنے کے لیے ترازو استعمال کرتے ہیں اس کے دو پلّے وزن کے زیادہ یا کم ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔روز قیامت ہر شخص کے اعمال تولے جائیں گے جس کا پلّہ بھاری ہوگا وہی کامیاب ہوگا۔
اُردو میں بھی پلّہ بھاری ہونا،وزن دار ہونے کے معنی میں۔آتشؔ کا شعر ہے۔

ناتواں میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو میں ہو پلّہ کاہ کا

داغؔ کا شعر ہے۔

محبت غیر کی میری کبھی تم تول کر دیکھو
کہ میزانِ خرد میں آج پلّہ کس کا بھاری ہے

۹۵۔ [۲۴ النور ۴] **وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ**
ترجمہ: اور جو لوگ کہ تہمت لگاتے ہیں پاک دامنوں کو
[۲۴ النور ۶] **وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَھُمۡ**
ترجمہ: اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی بیبیوں کو۔

رَمٰی، یَرْمِیُ رَمْیاً وَرِمَایَۃً کے معنی اَلسَّھْمُ عَنِ الْقَوْسِ کمان سے تیر چلانا۔ جیسے
[۱۷ الانعام ۱۶] وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی.
ترجمہ: (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تھا ولیکن اللہ نے پھینکا تھا۔

اسی لیے محاورہ آتا ہے خَرَجَ یَتَرَ میّٰ. وہ نکل کر نشانہ بازی کرنے لگا۔

اور جب یہ لفظ اقوال کے متعلق استعمال ہوتا ہے تو ''قذف'' یعنی تہمت طرازی اور شب و شتم کے معنی دیتا ہے۔ اُردو میں بالکل اسی طرح تہمت جوڑنا/ دھرنا/ رکھنا/ لگانا وغیرہ محاورے استعمال ہوتے ہیں۔

تہمت جوڑنا، رنگینؔ کا شعر ہے۔

ہر ایک جوڑتی ہے مجھ پر تہمتیں لاکھوں
کہے ہے مجھ کو ہر اک، ہے اسے کسی کا غم

تہمت دھرنا، خواجہ میر دردؔ کا مشہور شعر ہے۔

تہمتِ چند اپنے ذمے دھر چلے
جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے

تہمت رکھنا۔ عارفؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

وہ روز وعدے کو دانستہ بھول جاتے ہیں
بدی کی رکھنے کو تہمت مرے مقدر پر

اکبرؔ الہ آبادی کا شعر ہے۔

نہ شریعت نہ طریقت نہ محبت نہ حیا
جس پہ جو چاہے اس عہد میں تہمت رکھے

تہمت لگانا۔ ذوقؔ کا شعر ہے۔

لب پاں خوردہ کی شوخی کے ہے آگے اک بات
گر لگادے وہ مسیحا پہ بھی خوں کی تہمت

تہمت سر لگنا، داغؔ کا شعر ہے۔

میں آشنا نہیں بُت نا آشنا سے داغؔ
تہمت یہ مفت کی ہے مرے سر لگی ہوئی

تہمت ہونا، میر تقی میرؔ کا شعر ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہے ہیں سو آپ کرے ہیں، ہم کو عبث بدنام کیا

۹۶۔ [۲۴ النور ۲۶] اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ

ترجمہ: بری عورتیں برے مردوں کے واسطے برے مرد بری عورتوں کے واسطے، اچھی عورتیں اچھّے مردوں کے واسطے اور اچھّے مرد اچھّی عورتوں کے واسطے۔

صاحب نجم الامثال نے اس آیت سے جیسی روح ویسے فرشتے کی مثل نکالی ہے۔ قدرؔ بلگرامی کا شعر ہے۔

جیسے روح ویسے فرشتے مثل ہے یہ
واعظ ہی پوچھتے رہیں زہّاد کا مزاج

اُردو میں جیسے کو تیسا، جیسی کرنی ویسی بھرنی، جیسی کہنا ویسا سننا وغیرہ ضرب المثل بھی آتی ہیں۔ ذوقؔ کا شعر ہے۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

جیسے کو تیسا، داستان رنگین کا شعر ہے۔

محشر کا دن ایسا ہوگا
ہر جیسے کو تیسا ہوگا

۹۷۔ [۲۴ النور ۳۰] قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

آگے کی آیت میں یہی بات عورتوں کے لیے بھی کہی گئی ہے۔

غَضَّ یَغُضَّ غَضّاً و غَضَاضَةً نظر یا آواز کو نیچی رکھنا، غَضِیْضٌ اس کو کہتے ہیں جس کے ابرو آنکھیں ڈھانپ لیں۔

اُردو میں آنکھیں نیچی رکھنا/ کرنا۔ نگاہیں نیچی رکھنا، وغیرہ محاورے شرم و حیا کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ رنّد کا شعر ہے۔

نیچی کر لیتے ہیں شرم سے دم گفتار آنکھ
بات بھی کرتے نہیں وہ مجھ سے کرکے چار آنکھ

نگاہ نیچی رکھنا۔ آغا جو شرّف کا شعر ہے۔

خدا کو ظلم کا ان کے گواہ کیا کرتا
ستم گروں سے میں نیچی نگاہ کیا کرتا

آیۂ مذکور میں ناجائز امور پر نظریں اٹھا کر نہ دیکھنا مقصود ہے۔ (شیخ الہند)۔

مولانا مودودی نے اس کا ترجمہ ''نظریں بچا کر رکھیں'' کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

'' غَـــــــضَّ کے معنی ہیں کسی چیز کو کم کرنے، گھٹانے اور پست کرنے کے ہیں۔ غَضِ بَصَرُ کا ترجمہ عام طور پر نگاہ نیچی کرنا یا رکھنا کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل اس حکم کا مطلب ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہنا نہیں ہے، بلکہ پوری طرح نگاہ بھر کر نہ دیکھنا، اور نگاہوں کے دیکھنے کے لیے بالکل آزاد چھوڑ دینا ہے۔ یہ مفہوم نظر بچانے سے ٹھیک ادا ہوتا ہے۔ (تفہیم۔ج۳۔ص۳۸۰)''

اُردو میں نظر بچانا، کترانا، ناپسندیدہ امور سے نظریں ہٹا لینا کے معنی میں آتا ہے۔ ظہیّر دہلوی کا شعر ہے۔

نظر بچا کے چلے تھے کہ بول اٹھا دربان
ادھر نگاہ ہو مشفق کہاں کہاں گستاخ

سروّر نظامی مرحوم کا شعر ہے، شرم و حیا کے معنی میں۔

جب سامنا ہوا تو حیا آگئی انھیں
نظریں بچا بچا کے ادھر دیکھتے رہے

۹۸۔ [۲۴ النور ۳۷] يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

ترجمہ: ڈرتے ہیں اس دن سے کہ جب الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

اُردو میں دل الٹ جانا/ پھر جانا، آنکھیں الٹ جانا/ پلٹ جانا، آنکھیں پھر جانا سب محاورے نزع کی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے آتے ہیں۔

آنکھیں الٹ جانا، حالت نزع کی کیفیت۔ داغؔ کا شعر ہے۔

دیکھا نہ وقتِ نزع بھی اس رشک حور کو
آنکھیں الٹ گئیں یہ مصیبت تو دیکھیے

رونے کی کیفیت میں بھی پتلیاں چڑھ جاتی ہیں۔ ظفرؔ کا شعر ہے۔

ایسے روئے بروں کی جان کو ہم
روتے روتے الٹ گئی آنکھیں

آنکھیں پھر جانا۔ مرتے وقت پتلیوں کا چڑھ جانا۔ بحرؔ کا شعر ہے۔

بات رکھ لی مرگ نے تیرے مریض ہجر کی
پھر گئیں آنکھیں یہاں روئے مسیحا دیکھ کر

بے مروت ہو جانے کے معنی میں بحرؔ کا شعر ہے۔

دیکھتے ہی یار کو بھولا مرے خط کا جواب
ایسی آنکھیں پھر گئیں توتا کبوتر ہوگیا

تَقْلِیبُ الشَّئی کے معنی کسی چیز کی حالت کو متغیر کر دینے کے ہیں۔ دل اس روز الٹ پلٹ ہوں گے، کا مطلب ہے دل گھبرائیں گے، دل وہ باتیں سمجھنے لگیں گے جواب تک نہیں سمجھتے تھے۔

دل الٹ پلٹ ہونا، بہت گھبرانا، بے چین ہونا سخنؔ دہلوی، تلمیذ غالب کا شعر ہے۔

دل ہی نہیں ہے غم سے اکیلا اولٹ پُلٹ
دھڑکن سے ہے جگر میں کلیجا اولٹ پلٹ

انھیں معنی میں داغؔ کا شعر ہے۔

دوستوں کے کلیجے بھنتے ہیں
دشمنوں کے بھی دل الٹتے ہیں

دل بھرنا، بیزار ہونا، گھبرانا، مومنؔ کہتے ہیں۔

آنکھ اس کی بھر گئی تھی دل اپنا بھی بھر گیا
یہ اور انقلاب ہوا انقلاب میں

بہادر شاہ ظفرؔ کا شعر ہے۔

کیا ہے کیا فسوں تو نے کہ دل تجھ سے نہیں پھرتا
برائی دل میں اے بے داد گر بہتیری آتی ہے

۹۹۔ [۲۴النور ۳۹] وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً.

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں سراب (چمکتی ہوئی ریت) کہ پیاسا اس کو (دور سے) پانی خیال کرتا ہے۔

سَـرَاب. چمکتی ہوئی ریت، گرمی کی شدت میں دوپہر کو دھوپ کی تیزی سے میدان میں ریت چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ دور سے دیکھو تو اس پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے، مکانات اور درختوں کا عکس اس میں نظر آتا ہے۔ اسی لیے سراب فریب نظر کرنے کے لیے ضرب المثل ہے۔

اُردو میں بھی اسی طرح دھوکا و فریب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ منیر شکوہ آبادی کا شعر ہے۔

دھوکا ہے سارے خشک و ترِ روزگار میں
دریا اگر حباب ہے صحرا سراب ہے

۱۰۰۔ [۲۴النور ۴۴] یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْھَبُ بِالْاَبْصَارِ

ترجمہ: ابھی اس کی بجلی کوندی (چمک) لے جائے آنکھوں کو۔

سَـنَـا: چمک دار روشنی، بعض اہل لغت نے اس کو ''بجلی کی چمک'' کے ساتھ مخصوص کیا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ لفظ عام ہے، بجلی کی کوند ہو یا آگ کی چمک، ہر تیز روشنی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے (نعمانی)

اُردو میں بجلی چمکنا، بجلی کوندنا دونوں ہی محاورے آتے ہیں۔ جب بجلی کوندتی ہے یا چمکتی ہے تو اس کی تیز روشنی سے یوں محسوس ہوتا ہے گویا بینائی زائل ہوگئی۔ اور یہ آیۂ مذکورہی سے ماخوذ ہیں۔

بجلی چمکنا، ناسخ کا شعر ہے:

فراق یار میں بجلی نہیں چمکتی ہے
غبارِ لشکرِ غم ہے سحاب کے بدلے

بجلی کوندنا۔ سحر لکھنوی کا شعر ہے:

کیا گھٹا چھائی ہے کیا کوند رہی ہے بجلی
جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہے کُندن

غالب کا شعر دیکھیے۔

بجلی اک کوندگئی آنکھوں کے آگے تو کیا
بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا

۱۰۱۔ [۲۵ الفرقان ۴] وَقَالَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡكُ ٌنِافۡتَرٰهُ

ترجمہ:اور کافر (قرآن کے بارے میں) یوں کہتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں مگر طوفان باندھ لایا ہے۔

اِفۡكٌ: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے صحیح رخ سے پھیر دی گئی ہو، اسی بناء پر مُؤۡتَفِکَۃٌ ان ہواؤں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اپنا اصلی رخ پھیر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور حضرت شیخ الہندؒ نے اِفۡكٌ کا ترجمہ طوفان کیا ہے۔ جب کہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ اور حضرت تھانویؒ نے جھوٹ اس کا ترجمہ کیا ہے۔

اُردو میں جھوٹ باندھنا اور طوفان باندھنا دونو ہی محاورے آتے ہیں

جھوٹ باندھنا، کی مثال میں شعر نہیں مل سکا، البتہ جھوٹ کے بادل باندھنا میں امداد علی بحرؔ کا شعر ہے۔

آبرو جاتی رہے گی اشک بے تاثیر سے
جھوٹ کے بادل ہیں باندھے دیدۂ نم ناک نے

طوفان باندھنا، مبالغہ کرنا، بڑھا چڑھا کر کہنا، ذوقؔ کا شعر ہے۔

اشک آئے نہیں مژگاں پہ کہ یاروں نے ابھی
پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا

طوفان اٹھانا بھی آتا ہے، بہتان تراشنا، الزام دھرنا وغیرہ معنی میں۔معروفؔ کا شعر ہے۔

میں بیٹھ کے در پر ترے ہر گز نہیں رویا
ناحق کا اٹھایا ہے یہ طوفان کسی نے

طوفان برپا کرنا، رزمیؔ کا شعر ہے۔

چشمِ گریاں سے یہ طوفان کیا ہے برپا
کہ بہائے لیے پھرتا ہے تلاطم مجھ کو

طوفان بنانا بھی آتا ہے۔تہمت لگانا، اپنی طرف سے بات گڑھ دینا، ظفرؔ کا شعر دیکھیے۔

ڈھب نہ رونے کا تری بزم میں اک آن بنا
مجھ پہ یاروں نے لیا پہلے ہی بہتان بنا

۱۰۲۔ [۲۵ الفرقان ۹] اُنظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ الۡاَمۡثَالَ

ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لیے کیسی کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں۔

باتیں بنانا، محاورہ ہے، جھوٹ بولنا، یاوہ گوئی کرنا، الزام دھرنا، کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

رشک کا شعر ہے۔

واعظوں کو بنانے دو باتیں
دوستی کے نہ آشنائی کے

سعادت یار خاں رنگیںؔ کا شعر ہے۔

باتیں نہ بناتا قاصد اس شوخ ستم گر سے
جو میں نے کہا تجھ سے کب تو نے سنا ہوگا

بہادر شاہ ظفرؔ کا شعر ہے۔

آپ سے آپ ہی وہ ہم سے بگڑ جاتے ہیں
کچھ نہ کچھ ہم پہ ظفر روز بنا کر باتیں

۱۰۳۔ [۲۵ الفرقان ۲۱] لَقَدِ اسۡتَکۡبَرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ وَعَتَوۡ عُتُوًّا کَبِیۡرًا

ترجمہ: بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں (یعنی جن لوگوں کو ہم سے ملنے کا یقین نہیں اور وہ مطالبہ کر رہے ہیں ہم سے شرف ہم کلامی کا، یہ تو ان کی شرارت و سرکشی کی انتہا ہوگئی)۔

عَتَا یَعۡتُوا عُتُوّاً وعُتِیّاً۔ تکبر کرنا، حد سے بڑھ جانا، نافرمانی کی آخری منزل پر پہنچ جانے کے معنی آتا ہے۔

اُردو میں ٹھیک انھیں معنی میں سر پر چڑھنا، سر چڑھنا محاورہ ہے۔ یعنی اترانا، گھمنڈ کرنا،

غالبؔ کا شعر ہے۔

سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے پر اے طرفِ کلاہ
مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا

میر تقی میرؔ کا شعر ہے۔

جب سر چڑھے ہوں ایسے تب عشق کریں سو بھی
جوں توں یہ بلا سر سے فرہاد نے ٹالی ہے

امداد علی بحر کا شعر۔

سر نہ چڑھ نالہ کشوں کے نہ کہیں صور پھنکے
سب نکل جائے گا اے چرخِ ستم گار گھمنڈ

۱۰۴۔ [۲۵. الفرقان ۲۲] وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا

ترجمہ: اور کہیں گے کہیں روک دی جائے کوئی آڑ۔

حَجَرٌ، پتھر کو کہتے ہیں اَحْجَارٌ اور حِجَارَةٌ اس کی جمع آتی ہے۔ اور حِجر اس مکان کو کہتے ہیں جس کا احاطہ پتھروں سے بنایا جاتا ہے اسی لیے قوم ثمود کے لیے اَصْحٰبُ الْحِجر استعمال ہوا ہے کہ وہ پتھروں کو تراش کر مکان بنایا کرتے تھے۔ امام راغب نے لکھا ہے:

''حِجْرًا مَحْجُوْرًا ایک محاورہ ہے۔ جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کسی کے سامنے کوئی ایسا شخص آ جاتا جس سے تکلیف و اذیت کا خوف ہوتا تو حِجْرًا مَحْجُوْرًا کہہ دیتے تھے (یعنی ہم تمہاری پناہ چاہتے ہیں) تو دشمن خاموش ہو جاتا تھا۔ قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ کفار فرشتوں کو دیکھ کر یہ الفاظ کہیں گے کہ شاید عذاب سے چھٹکارا مل جائے۔'' (دیکھیے مادہ حجر)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے:

''گھبراؤ نہیں ایک دن آنے والا ہے جب فرشتے تم کو نظر پڑیں گے لیکن ان کو دیکھنے سے تم جیسے مجرموں کو کچھ خوشی حاصل نہ ہوگی، بلکہ سخت ہولناک مصائب کا سامنا ہوگا۔ حتیٰ کہ جو لوگ اس وقت فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرنے والے ہیں اس وقت حِجْرًا مَحْجُوْرًا کہہ کر پناہ طلب کریں گے اور چاہیں گے کہ ان کے اور فرشتوں کے درمیان کوئی سخت روک قائم ہو جائے کہ وہ ان تک نہ پہنچ سکیں لیکن خدا کا فیصلہ کب رک سکتا ہے فرشتے بھی حِجْرًا مَحْجُوْرًا کہہ کر بتلا دیں گے کہ آج مسرت و کامیابی ہمیشہ کے لیے تم سے روک دی گئی''۔

اسی سورۃ کی آیہ نمبر ۵۳ پر بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ وہاں بھی میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان آڑ کے معنی ہیں۔

اُردو میں آڑ پکڑنا، آڑ کرنا، آڑ لینا، آڑ ہونا وغیرہ محاورے اسی معنی میں آتے ہیں۔

آڑ پکڑنا، پناہ لینا کے معنی میں منیر کا شعر ہے

نیک و بد کے تو آپ مالک ہیں
آڑ ناحق مری پکڑتے ہیں

آڑ کرنا، رند کا شعر ہے۔

کرنا سپر کی آڑ شجاعت سے دور ہے
روکے جو وار تیغ کا منہ پر وہ سور ہے

آڑ لینا، کیف کا شعر ہے۔

مردوں کے واسطے ہے یہ ٹیکا کلنگ کا
گھونگھٹ ہو عورتوں کا جولوں میں سپر کی آڑ

آڑ ہونا، اوٹ ہونا، درمیان میں حائل ہونا، چمنستانِ جوش کا شعر ہے۔

دیدۂ شوق بنادے ابھی رخنے صد ہا
درمیان میں ہو میرے اس کے اگر آڑ پہاڑ

۱۰۵۔ [۲۵. الفرقان ۲۷] وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا.

ترجمہ: اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا گنہ گار اپنے ہاتھوں کو، کہے گا اے کاش میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ رستہ۔

سورۂ آل عمران آیۃ ۱۱۹ پر انگلیاں کاٹنے کا ذکر ہے، حسرت وافسوس میں۔

غَضٌّ (سَمَعَ) اس کے معنی دانتوں سے کسی چیز کو پکڑنے، مضبوطی سے تھامنے کے ہیں، اور کبھی کاٹ کھانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ آیۂ مذکور میں حسرت وندامت سے اپنے ہاتھ کاٹ کھائیں گے کا مفہوم ہے۔

اُردو میں غصّہ اور طیش میں آکر ہاتھ کاٹنا، ہونٹ چبانا، فارسی میں لب گزیدن محاورہ آتا ہے انیس کا شعر ہے۔

ہاتھوں کو کبھی کاٹتا تھا طیش میں آکر
رہ جاتا تھا غصے سے کبھی ہونٹ چبا کر

رِنؔد کا بھی شعر ہے۔

رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ
کاٹوں میں اپنے ہاتھ جو صورت ذرا ملے

۱۰۶۔ [۲۵. الفرقان ۵۵] وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا

ترجمہ: اور ہے کافر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ دے رہا (پھیر رہا)۔

ظَهْرٌ کے معنی پُشت یا پیٹھ کے ہیں۔ اور ظُهُوْرٌ اس کی جمع آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

[۷. الاعراف ۱۷۲] وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

ترجمہ: اور جس وقت نکالی تیرے رب نے آدم کے بیٹوں سے ان کی پیٹھ میں سے ان کی اولاد۔ عرب کا محاورہ ہے ظَهَرَ بِكَذَا یعنی اس کو پسِ پشت ڈال کر پھر التفات نہ کیا (نعمانی)

اُردو میں پیٹھ سے بہت سے محاورے آتے ہیں۔ پیٹھ پھیرنا، پیٹھ دینا/ دکھانا۔

پیٹھ پھیرنا، منہ موڑنا، رخ بدلنا۔ اظفرؔی کا شعر ہے۔

پھر پیٹھ پھیر بیٹھو، تیوری بدل، چڑھا بھوں
بیٹھے تھے روٹھ کل اے پیارے جس ادا سے

پشت پھیرنا، بھی آتا ہے میدان چھوڑنا، مونسؔ شاگرد انیسؔ کا شعر ہے۔

تیغوں سے نظر وقت زورکشت نہ پھری
ٹکڑے ہوئے سینے کے مگر پشت نہ پھری

پیٹھ دکھانا، شکست کھانا کے معنی میں ذوقؔ کا شعر ہے

سینہ سپر جو منھ پہ ہیں تیغ نگاہ کے
دکھلاتے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت

۱۰۷۔ [۲۵. الفرقان ۶۳] وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

ترجمہ: اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمیں پر دبے پاؤں۔

هَــــوْنٌ مصدر ہے، نرمی، آسانی، امام راغب کہتے ہیں اس لفظ کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے، ایک ایسے موقعہ پر جہاں نرمی قابل ستائش ہو، قابل مذمت نہیں، جیسا کہ آیۂ مذکور میں آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ هَیِّنٌ لَیِّنٌ۔مومن متواضع اورنرم مزاج ہوتا ہے۔
دوسرا یہ لفظ ذلت ورسوائی جوقابل مذمت ہے کے لیے آتا ہے
[۴۶.الأحقاف ۲۰] فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ.
ترجمہ:سوآج تم کوذلت کا عذاب ہے۔
آیۂ مذکور میں ھَـوْنـاً کے معنی نرم چال سے چلنے کے آتے ہیں جس میں اکڑ یا شیخی نہ ہو، انکساری کا شائبہ ہو۔سورہ اسراء میں بیان ہوا ہے۔
[۱۷. الاسراء ۳۷] وَلاَ تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلاً ۔
ترجمہ:اورمت چل زمین پر اتراتا ہوا،تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کواور نہ پہنچے کا پہاڑوں تک لمبا ہوکر۔
دبے پاؤں چلنا اُردو کا محاورہ بھی غالباً آیت مذکور ہی سے ماخوذ ہے۔شادؔ عظیم آبادی کا شعر ہے۔

نیند آنکھوں میں شب ہجر ذرا بھی آئی
چونک اٹھے جو دبے پاؤں ہوا بھی آئی

فانیؔ بدایونی کا شعر ہے۔

دیکھ یہ جادۂ ہستی ہے سنبھل کر فانیؔ
پیچھے پیچھے وہ دبے پاؤں قضا بھی آئی

۱۰۸۔ [۲۵. الفرقان ۶۳] وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا
اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت۔
(یعنی ہم تم سے سلامتی چاہتے ہیں)۔
فارسی کی مشہور مثل، جواب جاہلاں باش خموشی ، آیۂ مذکور ہی کی رہین منت ہے۔ اور یہی اُردو میں بھی رائج ہے۔
رشک لکھنوی،شاگرد ناسخؔ کا شعر ہے۔

ہے جواب جاہلاں باشد خموشی پندو وعظ
جنگ سے ضبطِ فساد مدعی میں لطف ہے

۱۰۹۔ [۲۶. الشعراء ۳] لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ: شاید تو گھونٹ مارے (ہلاک کردے) اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے۔

(یعنی ان بدبختوں کے غم میں اپنے آپ کو گھلانے کی ضرورت نہیں۔اے محمدؐ! کیا ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کرکے رہیں گے)۔

اس آیت میں رنج وغم کے ترک کی ترغیب دی ہے۔

بَاخِعٌ. اسم فاعل،صیغہ واحد مذکر۔بَخَعٌ کے معنی غم میں اپنے آپ کو ہلاک کرڈالنے کے ہیں۔محاورہ ہے بَخُعًا نَفْسُہٗ.غصہ اورغم سے اپنے آپ کو ہلاک کردینا،ہلکان کردینا۔

اُردو میں جان ہلاک کرنا۔کسی معاملہ میں بہت فکر کرنا،تردد کرنا،مشقت کرنا استعمال ہوتا ہے۔ ناسخؔ کا شعر ہے۔

جو علم غیب نہیں ہے سوائے عالم غیب
ہلاک جان نہ کر آج فکرِ فردا میں

جان ہلکان کرنا،عورتوں کا محاورہ ہے۔بہت کام لینا،تھکا مارنا،تعشقؔ کا شعر ہے

میرے لیے نہ جان کو ہلکان کیجیے
اب ماتم حسین کا سامان کیجیے

۱۱۰۔ [۲۶. الشعراء ۴] اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِم مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خَاضِعِیْنَ.

ترجمہ:اگر ہم چاہیں اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے نیچی۔

خَاضِعِیْنَ، اسم فاعل،جمع مذکر،عاجزی کرنے والے،جھکنے والے۔

خَضَعَ ، یَخْضَعُ خُضُوْعًا و خَضْعًا و خُضْعَانًا، عاجزی کرنا،فروتنی کرنا،سرافگندہ ہونا۔

رَجُلٌ خُضَعَۃٌ اس شخص کے لیے کہتے ہیں جو ہر ایک کے سامنے عاجزی کرتا پھرے۔

آیۂ مذکور کا مطلب ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو ایک بڑی نشانی نازل کردیتا،سب کی گردنیں جھک جاتیں،کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہوتی۔

اُردو میں گردن جھکنا رجھکانا، سرِ تسلیم خم کرنا، مان لینا، شرمندہ ہونا وغیرہ معنی کے لیے آتا ہے۔
منیرؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

جو انقلاب ہو شیب و شباب میں منظور
جھکائیں شام و سحر اپنی گردنیں تسلیم

آتشؔ کہتے ہیں۔

کون عالم میں ہے ایسا جو نہیں سربسجود
کس کی گردن کو جھکاتا نہیں احساں تیرا

علامہ اقبال حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے لیے کہتے ہیں۔

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار

۱۱۱۔ [۲۶. الشعراء ۷۱] قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ

ترجمہ: وہ بولے ہم پوجتے ہیں بتوں کو پھر سارے دن انھیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں۔
امام راغب نے لکھا ہے ''عُكُوْفٌ کے معنی تعظیماً کسی چیز پر متوجہ ہونا اوراس سے وابستہ رہنا''
[۷. الاعراف ۱۳۸] يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ.
ترجمہ: یہ اپنے بتوں کی عبادت کے لیے لگے بیٹھے رہتے ہیں۔ یعنی پوجا پر قائم ہیں۔
اعتکاف بھی اسی سے ہے۔
اُردو میں لگے بیٹھنا، وابستہ ہونا، قائم رہنا، آتا ہے۔ یہ آیۂ مذکور ہی کا فیض ہے۔
داغؔ کا شعر ہے۔

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

لگ بیٹھنا، قریب ہو کر بیٹھنا، مل کر بیٹھنے کے معنی میں آتا ہے۔ ناسخؔ کا شعر ہے۔

یہ تپِ غم ہے کہ ناسخؔ میں جو لگ بیٹھوں کبھی
مثلِ آتش خانہ ہوجائے وہیں دیوار گرم

۱۱۲۔ [۲۶. الشعراء۹۵] فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغٰوٗنَ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ

ترجمہ: پھر وہ (معبودین) اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔

كَبَّ يَكُبُّ كَبّاً، منہ کے بل گرا دینا۔ سورۃ النمل ہے

[۲۷. النمل ۹۰] فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ

ترجمہ: تو وہ لوگ اندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔

مفردات میں ہے اَلْكُبْكَبَةُ کسی چیز کو اوپر سے لڑھکا کر گڑھے میں پھینک دینا۔

اوندھے منہ گرنا، زک اٹھانا، انتہائی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا۔ کہتے ہیں "وہ اس معاملے میں ایسے اوندھے منہ گرے کہ منہ دکھانے کے قابل ہی نہ رہے"۔ اسیر لکھنوی کا شعر ہے۔

انجام کو مے خانہ میں توبہ توڑی
کیا اوندھے منہ گرا سبو کے مانند

۱۱۳۔ [۲۶. الشعراء ۲۲۵] وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ.

ترجمہ: اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں۔ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں۔

هَمٌّ. غم، هُمُوْمٌ اس کی جمع آتی ہے۔ امام راغب نے اس کے معنی بیان کیے ہیں پگھلا دینے والا غم۔ اور اس کو هَمَمْتُ الشَّحْمَ فَا نْهَمَّ کے محاورے سے ماخوذ بتلایا ہے جس کے معنی ہیں میں نے چربی کو پگھلایا اور وہ پگھل گئی۔ گویا يَهِيْمُوْنَ خیالات کی دنیا میں کھوئے رہنا، سرگرداں پھرتے رہنا کے معنی میں ہے۔

اُردو میں سر مارنا، بہت حیران پھرنا، بہت کوشش کرتے پھرنا۔ سعادت یار خان رنگینؔ کا شعر ہے۔

مارا پتھر پہ سر اور سینے پہ پتھر مارا
پر ترا دل نہ ملا ہم نے بہت سر مارا

مرزا رفیع سوداؔ کا شعر ہے۔

تو کس تلاش میں سر مارتا پھرے ہے کہ عمر
برنگ رِشتۂ سوزن ہے ہر قدم کوتاہ

ذوقؔ کا مشہور شعر ہے۔

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے پر
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

۱۱۴۔ [۲۷.النمل ۱۰] فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدۡبِرًا وَّلَمۡ يُعَقِّبۡ

ترجمہ: سو جب انھوں نے اُس (عصا) کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

اُردو میں بالکل اسی طرح مڑ کر کروٹ نہ لینا عورتوں کا محاورہ آتا ہے۔ جان صاحب کہتے ہیں۔

مڑ کے کروٹ بھی نہ لی پیٹھ دکھا کر جو گیا
نیند وہ لے گیا دل مجھ سے لگا کر جو گیا

مزید دیکھیے نمبر ۱۰۳۔

۱۱۵۔ [۲۷.النمل ۱۲] وَاَدۡخِلۡ يَدَكَ فِىۡ جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ

ترجمہ: اور ڈال دے اپنا ہاتھ گریبان میں کہ نکلے سفید ہو کر بغیر کسی عیب کے۔

جَیۡبٌ، گریبان، جیُوبٌ اس کی جمع آتی ہے۔ مجازاً سینے کے معنی۔

[۲۴ النور ۳۷] وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ

ترجمہ: اور اپنے سینے پر اوڑھنیاں اوڑھا کریں۔

گریبان میں ہاتھ ڈالنا، محاورہ ہے۔ گریبان میں ہاتھ داخل کرنا۔ امیر مینائی کا شعر ہے۔

جوشِ وحشت اسے کہتے ہیں کہ آتے ہی بہار
ہاتھ ڈالا جو گریبان میں کوئی تار نہ تھا

گریبان میں منہ ڈالنا، گردن جھکا کر غور خوض کرنا۔ سحرؔ کا شعر ہے۔

جب اپنے گریبان میں منہ ڈال کے دیکھا
دل سے نہ زیادہ کوئی دشمن نظر آیا

شرمندہ ہونے کے معنی میں۔ میرؔ سوز کا شعر ہے۔

گریبان میں ذرا منہ ڈال کے دیکھو
کہ تم نے اس وفا پر ہم سے کیا کی

ہاتھ ڈالنا، دست درازی کرنا۔ بحرؔ کا شعر ہے۔

انسان ہے پری ہے جھلا وہ ہے کیا ہے وہ
جب ہاتھ ہم نے یار پہ ڈالا نکل گیا

۱۱۶۔ [۲۷۔النمل ۴۰] اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ

ترجمہ: میں لے آؤں گا تمھارے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آوے طرف تمھاری، نظر تمھاری۔ (شاہ رفیع الدینؒ)

حضرت تھانویؒ کا ترجمہ ہے۔ میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کھڑا کر سکتا ہوں۔

اَلطَّرْفُ کے معنی کسی چیز کے کنارے اور سرے کے ہیں، یہ اجسام اور اوقات دونوں سے متعلق ہے، نجیب الطرفین اسی سے ہے۔

طَرَفَ یَطْرِفُ طَرْفاً، آنکھ، بصر، نگاہ۔ طَرَفُ الْعِیینِ، آنکھ کی پلک کو کہتے ہیں اور طَرْفٌ کے اصل معنی ہیں پلک جھپکانے کے، اور پلک جھپکانے کو لازم ہے نگاہ، اس لیے خود نگاہ اور نظر کے لیے بھی طرف استعمال ہوتا ہے (نعمانی)۔

اُردو میں بالکل اسی طرح پلک جھپکنے میں/جھپکانے میں، محاورہ آتا ہے، بہت جلدی، فوراً، لمحوں میں۔ داغؔ کا شعر ہے۔

اس نے جب آنکھ سے ملائی آنکھ
لے گیا دل پلک جھپکنے میں

چشم زدن، فارسی میں محاورہ ہے اُردو میں بھی یہ رائج ہے۔ انیسؔ کا شعر ہے۔

کیا قہر تھا شمشیر کے ابرو کا اشارہ
اک چشم زدن میں اسے مارا اُسے مارا

۱۱۷۔ [۲۸. القصص ۹] وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَکَ

ترجمہ: اور فرعون کی بی بی نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچّہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اُردو میں آنکھوں کی ٹھنڈک کا استعارہ اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے، عزیز اور پیاروں کے لیے بھی کہ ان کو دیکھ کر چین آجائے۔ مسرورؔ شاگرد مصحفیؔ کا شعر ہے۔

آنکھیں جلتی ہیں تپ فرقت سے
آ میری آنکھوں کی ٹھنڈک آجا

۱۱۸۔ [۲۸. القصص ۱۵] فَوَکَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَيْهِ

ترجمہ: پس موسیٰؑ نے اس کو ایک گھونسا مارا سو اس کا کام ہی تمام کر دیا۔

قَضٰی یَقْضٰی قَضَآءً کے معنی کسی کام کا فیصلہ کر دینا قولاً یا عملاً۔ اور قضاء قولی یا عملی میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں قضاء الٰہی اور قضاء بشری۔ کہتے ہیں فُلَانَ قَضٰی نَحْبَهٗ. یعنی اس نے اپنے دنیاوی امور جو اس کے مخصوص تھے انجام دے لیے یعنی وہ فوت ہو گیا۔

اُردو میں بھی ٹھیک انھیں معنی میں کام تمام کرنا محاورہ آتا ہے۔ رندؔ کا شعر ہے۔

کر چکے جلد میرا کام تمام
دیر کیوں ہجر یار کرتا ہے

کام تمام ہونا، راسخؔ کا شعر ہے۔

نتیجہ کششِ یار نزعِ جاں نکلا
تمام ہو ہی گیا جذب نا تما م سے کام

۱۱۹۔ [۲۸. القصص ۳۵] قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِيْکَ

ترجمہ: فرمایا ہم قوی کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے۔

شَدٌّ (نَصَرَ و ضَرَبَ) مضبوط باندھنا۔ امام راغب نے لکھا ہے کہ شَدَّةٌ کا استعمال باندھنے کے لیے بھی ہوتا ہے اور بدن کے بارے میں بھی، نفس کی قوتوں کے متعلق بھی اور عذاب کے واسطے بھی۔ اور عَضُدٌ کا استعمال استعارۃً معین و مددگار کے لیے بھی ہوتا ہے۔

اُردو میں قوت بازو کنایۃً چھوٹے بھائی کے لیے آتا ہے کہ وہ مددگار ہوتا ہے (نوراللغات)۔اور بازوقوی ہونا آیۂ مذکورہی سے اُردو میں ترجمہ ہوکر آیا ہے۔ بھائی یا مددگار مل جانا۔شمیم کے مرثیے کا شعر ہے۔

غُل ہے کہ آپ پر کرم ایزدی ہوا
دستِ خدا کے لال کا بازو قوی ہوا

بازوقوی رہنا میر انیسؔ کا شعر ہے۔

مطلب منافقوں کے جو ہیں ملتوی رہیں
یارب تیرے حسینؑ کے بازو قوی رہیں

۱۲۰۔ (۲۹. العنکبوت ۱۳) وَلَیَحمِلُنَّ اَثقَالَھُمْ وَ اَثقَالاً مَعَ اَثْقَالِھِمْ

ترجمہ: وہ البتہ آٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے (یعنی منکرین جھوٹے ہیں وہ تمھارا بوجھ کیا اٹھائیں گے،انھیں اپنا بوجھ اٹھانا پڑے گا اوراپنے گناہوں کا بھی)

ثِقْلٌ، بوجھ اور ثَقِیلٌ ہراس چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو وزن یا اندازے میں دوسری چیز پر بھاری ہو۔

اُردو میں بوجھ اٹھانا، کفالت اپنے سرلینا، ذمہ داری لینا کے معنی میں۔قلقؔ کا شعر ہے۔

آپ تم اپنا گھر سنبھالو گے
باپ کا سارا بوجھ اٹھالو گے

بوجھ اٹھنا، امیر مینائیؔ کہتے ہیں۔

کچھ ٹھکانا ہے زندگانی کا
نہ اٹھا بوجھ زندگانی کا

۱۲۱۔ [۳۱.لقمان ۱۸] وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاس

ترجمہ: اور مت موڑ گالوں اپنے کولوگوں سے (شاہ رفیع الدینؒ)

حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے۔اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر۔

صَعِرَ یَصعَرُ صَعَراً. اس کے اصل معنی گردن میں کجی کے ہیں۔ تَصْعِیْرٌ کے معنی تکبر سے موڑنے کے ہیں۔

اُردو میں گردن اکڑانا، گال پھلانا، منہ پھرالینا، منہ موڑنا سب محاورے آتے ہیں۔ غرور وتکبر، رنج وغصّہ کے اظہار کے لیے۔

گال پھلانا، انشاء اللہ خاں انشؔا کا شعر ہے۔

مشک کی طرح سے گال اپنے پُھلاتا کیوں ہے
ارے او سقّے کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا

منہ پھرالینا، بے رخی، اظہار ناراضی کے معنی میں۔ شعوؔر کہتے ہیں۔

منہ پھرا لینا ترا ہے صاف حیلہ موت کا
قالب بے جاں ہے تو وہ جان جسم آئینہ

منہ موڑنا، سرکشی کرنا، صبؔا لکھنوی کا شعر ہے۔

منہ موڑنا بتانِ حسیں سے حرام ہے
موقوف یہ نماز نہیں ہے سلام پر

دردؔ کا شعر ہے۔

موڑ تو منہ نہ ابھی سوزن مژگاں ہم سے
ٹانکے زخموں کے تو ہیں کتنے ہی درکار ہنوز

۱۲۲۔ [۳۱.لقمان ۱۹] وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ

ترجمہ: اور نیچی کر آواز اپنی، بے شک بُری سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

(یعنی اونچی آواز بہت بے ڈھنگی اور بے سُری ہوجاتی ہے جیسے گدھے کی آواز)

غَضٌّ کے معنی کمی کرنے کے ہیں خواہ نظر میں ہو یا اور کسی صورت میں مثلاً آواز وغیرہ میں۔

اُردو میں آواز نیچی کرنا، متانت، تواضع اور خاکساری کے مفہوم میں آتا ہے۔

تسلیؔم کا شعر ہے۔

کچھ تو شرم عصمت پردہ نشینی کیجیے
آنکھیں اونچی ہیں تو ہیں آواز نیچی کیجیے

۱۲۳۔ [۳۱.لقمان ۳۲] وَاِذَا غَشِیَھُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ.

ترجمہ: اور جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں کی طرح ڈھانپ لیتی ہیں تو وہ خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔

اُردو میں مصیبت کے لیے سر پر بلائیں نازل ہونا محاورہ آتا ہے۔موج جس طرح مضطرب ہوتی ہے یہی کیفیت بلاؤں اور مصیبتوں کی ہوتی ہے۔

امیرؔ مینائی کا شعر ہے۔

بولا فلک کا مہر جو زلف اس کی وا ہوئی
نازل ہمارے سر پہ یہ کالی بلا ہوئی

بلا نازل ہونا، شادؔ عظیم آبادی کا شعر ہے۔

بنا کے زلف وہ جس دم بگڑ گیا سمجھے
ہماری جان پہ نازل ہوئی بلا سمجھے

۱۲۴۔ [۳۲. السجدۃ ۱۲] وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْ رُءُوْسِھِمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ

ترجمہ: اور اگر آپ دیکھیں تو عجب حال دیکھیں جب کہ یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے (مارے شرمندگی کے)

نَکَسٌ کے معنی کسی شے کو الٹا کر دینے کے ہیں۔اسی لیے نُکِّسَ الْوَلَدُ ایسی ولادت کے لیے آتا ہے جس میں بچے کے پاؤں سر سے پہلے باہر آئیں۔

اُردو میں سر جھکانا کئی معنوں میں مستعمل ہے۔

۱۔ گردن نیچی کرنا، عاجزی وانکساری سے۔داغؔ کا شعر ہے۔

پوچھو جناب داغؔ کی ہم سے شرارتیں
کیا سر جھکائے بیٹھے ہیں حضرت غریب سے

۲۔ پرستش کرنا، ناسخؔ کا شعر ہے۔

سر جھکاتا ہی نہیں ناسخ ہمارے نام کو
ہے یہی اس کی سزا سجدہ کرے اصنام کو

۳۔ شرم و غیرت سے گردن جھکا لینا۔ وزیرؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

سر جھکائے رہا سدا گردوں
کیا کیا تھا جو شرم سار رہا

اسیرؔ لکھنو کہتے ہیں۔

جھکے کیوں کر نہ خفّت سے مرا سر اہلِ محشر میں
مرا اعمالِ بد سے پلّہٗ میزاں سلامی ہے

ناسخؔ کہتے ہیں۔

عاشق کی سعادت ہے جو سر اس کا جھکا ہے
قاتل تری تلوار نہیں بال ہما ہے

۱۲۵۔ [۳۲. السجدة۱٦] تَتَجَافٰی جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا

ترجمہ: ان کے پہلو جدا ہوتے ہیں بستروں سے اور وہ اپنے رب کو امید و خوف سے پکارتے ہیں۔

جَفیٰ یَجۡفُوۡ جَفَآءً و جَفَاءَ ہے ۃ. جگہ چھوڑی، محاورہ ہے جَفیٰ جُنبَهٗ عَنِ الفِرَاشِ بستر پر بے قرار رہا۔ جَفَاءً بھی اسی سے آتا، ظلم کا مترادف، روگردانی کرنا۔

اُردو میں پہلو بچانا، الگ ہونا، کترا کر نکل جانا۔ جلیلؔ مانکپوری کا شعر ہے۔

نکلا تو ساتھ لے نہ گیا دل کو اے جلیل
پہلو میں آکے تیر بھی پہلو بچا گیا

داغؔ کہتے ہیں۔

ہر سخن میں گر چہ سو پہلو بچاتا ہوں مگر
آرزوئیں ٹپکی پڑتی ہی مری تقریر سے

پہلو بستر سے نہ لگنا، بے چینی و اضطراب کی جگہ بولتے ہیں۔ اہل اللہ بھی میٹھی نیند میں بے چین ہو کر تہجد کے لیے بستر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ محاورہ آیۂ مذکور ہی کا رہین منت ہے۔ شیخ ابراہیم ذوقؔ کا شعر ہے۔

نہ شب ہجر میں لگتی ہے زبان سے تالو
اور نہ پہلو مرا بستر سے ذرا لگتا ہے

۱۲۶۔ [۳۳.الاحزاب ۱۰] وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَار

ترجمہ: اور جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں (حضرت تھانویؒ)

ڈپٹی نذیر احمد نے ترجمہ کیا ہے۔ اور آنکھیں پھری کی پھری رہ جائیں گے۔

اور آیۂ کریمہ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ خوف و ہراس کی وجہ سے انھیں کچھ نظر نہیں آئے گا۔

زَاغَ یَـزِیْـغُ زَیْغاً وزَیْغَاناً وزَیْغُوْغَۃً، جُھکا، پھرا، کج ہوا۔ مفرادت میں ہے زِیْغٌ کے معنی حالت استقامت سے ایک جانب مائل ہونے کے ہیں اور محاورہ آتا ہے رَاغَـتِ الشَّمْسُ سورج مائل بہ زوال ہو گیا۔

اس آیت کے مفہوم پر اُردو کے کئی محاورے مستعمل ہیں۔ آنکھیں پتھرا جانا۔ دیکھیے نمبر ۵۹، آنکھیں پھر جانا۔ دیکھیے نمبر ۹۵۔ آنکھیں کھلی رہ جانا دیکھیے نمبر ۵۹ اور یہی محاورہ آیۂ مذکور کے مفہوم سے قریب تر ہے۔ آنکھیں بند ہونا رکرنا بھی آتا ہے۔

علائق دنیا سے بے تعلق ہو جانا۔ نظیر اکبر آبادی کا یہ بند ملاخطہ ہو۔

گھر بار روپے اور پیسے میں مت دل کو تم خُرسند کرو
یا گور بناؤ جنگل میں یا جمنا پر آنند کرو
موت آن لتاڑے گی آخر کچھ مکر کرو یا فند کرو
بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھیں اپنی بند کرو
تن سوکھا کُبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زیں دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

۱۲۷۔ [۳۳.الاحزاب ۱۰] بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ

ترجمہ: دل حلق تک آگئے (ڈر وخوف، اضطراب و بے چینی کے سبب)۔

اُردو میں کلیجا منہ کو آنا، اضطراب و بے چینی اور کمال قلق کے لیے آتا ہے۔ نسیم دہلوی کا شعر ہے۔

مزے بیتابیِ فریاد کے جب زور کرتے ہیں
کلیجا منہ تک آجاتا ہے ناقوس برہمن کا

ذوقؔ کہتے ہیں۔

کس دن نہیں ہوتا قلق ہجر ہے مجھ کو
کس وقت میرا منہ کو کلیجا نہیں آتا

کلیجا منہ سے باہر ہونا بھی آتا ہے۔امداد علی بحؔر کا شعر ہے۔

اگر آج بھی دل نہ ٹھہرا ہمارا
تو باہر ہے منہ سے کلیجا ہمارا

۱۲۸۔ [۳۳.الاحزاب۱۹] **فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ**

پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تُو دیکھے کہ ان کو کہ تکتے ہیں تیری طرف، پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بے ہوشی موت کی۔

تَدُوْرُ، مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب، وہ پھرتی ہے، وہ گردش کرتی ہے۔**اَلدَّائِرَةِ، خَطِ مُحِیْط** (Circle) کو کہتے ہیں۔

اُردو میں آنکھیں پھرنا ر پھرانا، گردش دینے کے لیے آتا ہے، حیرت و استعجاب میں، خوف و دہشت میں۔آتؔش کا شعر ہے۔

غرور عشق زیادہ غرور حِسن سے ہے
اُدھر تو آنکھ پھری دم اِدھر روانہ ہوا

نواب مصطفیٰ خاں شیفتؔہ کا شعر ہے۔

اس کی جب آنکھ پھری پھر گئیں اس کی آنکھیں
شیفتہ مرنے پر تیار ہی کیا پھرتا تھا

آنکھ پھرنا، نسیؔم لکھنوی کے مرثیے کا شعر ہے۔

کھینچا جو تیر روح پہ صدمے گزر گئے
آنکھیں پھرا کے اصغرِ بے شیر مرگئے

آنکھیں پھرا کر رہ جانا۔تیورا کے مرجانا۔صبؔا لکھنوی کا شعر ہے۔

تیر نگاہِ یار نے دم کردیا فنا
آنکھیں پھرا کے آہوئے تاتار رہ گیا

ناز وغمزہ سے پتلیوں کو گھمانے کے معنی میں بھی یہ استعمال ہوتا ہے۔محشؔر لکھنوی کا شعر ہے۔

لگاوٹ سے ترا آنکھیں پھرانا
اشاروں سے اشارہ ہے پھر آنا

۱۲۹۔ [۳۳۔الاحزاب ۱۹] فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

ترجمہ: پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں۔

سَلَقٌ مصدر سے جس کے معنی ہاتھ یا زبان سے ستانے کے ہیں۔

اُردو میں تیز زبان ہونا، زبان تیز رکھنا، سخت اور دُرشت لہجے میں بات کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ظفرؔ کا شعر ہے۔

خاطر سے میں ہوں آپ کی سنتا کلام تیز
ورنہ زبان تو یہ بھی رکھتا ہے غلام تیز

اُردو میں بڑھ چڑھ کر بولنا۔ غرور و شیخی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس میں ستانے اور تنگ کرنے کا مفہوم غالب ہے۔ قدرؔ بلگرامی کا شعر ہے۔

مدد اے سخت جانی بات رہ جائے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے

مصحفیؔ کہتے ہیں۔

بات کہنا بڑھ کر کچھ اچھا نہیں
اس میں عاشق کا گھٹا جاتا ہے جی

۱۳۰۔ [۳۳۔الاحزاب ۲۶] وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

ترجمہ: اور ان کے دلوں میں تمھارا رعب بٹھا دیا۔

رَعَبَ یَرْعَبُ رَعْباً و رُعْباً. دہشت، دھاک، ڈر، خوف، امام راغب نے لکھا ہے کہ اس کے اصل معنی خوف سے بھرپور ہونے کے سبب منقطع ہونے کے ہیں۔

اس لفظ کے جتنے معنی ہم نے لکھے ہیں سب ہی سے محاورے اُردو میں رائج ہیں اور مترجمین میں سے کسی نے خوف و ڈر رہونا، کسی نے دھاک بیٹھنا، دہشت بیٹھنا اور رعب بیٹھنا وغیرہ ترجمہ کیا ہے۔ اُردو نظم و نثر میں ان سے متعلق مثالیں مل جائیں گی۔

رعب باندھنا/بیٹھنا/پڑنا۔ بحرؔ کا شعر ہے۔

تمھارے فتنۂ قامت نے ایسا رعب باندھا ہے
قدم بھر بھی قدم آگے نہیں بڑھتا قیامت کا

رعب پڑنا، ڈر بیٹھ جانا۔ ظفؔر کا شعر دیکھیے۔

سانپ رسی کو سمجھ کر ہم دہل جاتے ہیں آپ
پڑ گیا جیسے دل میں کاکلِ پُر خم کا رعب

دھاک بندھنا، رعب بیٹھ جانا۔ داغؔ کا شعر ہے۔

نیک ہوں اعمال تو پھر دیکھیے
بندھ گئی اسلام کی پھر دھاک کیا

دھاک پڑنا، ہیبت چھا جانا، ظفؔر کا شعر ہے۔

پڑی وہ حسن کی ہے تیرے دھاک گلشن میں
کہ عندلیب ہوئی جل کے خاک گلشن میں

۱۳۱۔ [۳۳۔الاحزاب ۳۷] فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا

ترجمہ: پھر جب زیدؓ اُس سے اپنی حاجت پوری کر چکے تو ہم نے اس کا تم سے نکاح کر دیا تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں۔ (یعنی طلاق دے چکے ہوں)۔

یہ واقعہ حضرت زینبؓ کا ہے جو آپ کی پھوپھی زاد بہن تھی۔ حضرت زید بن حارثہؓ کو آپ ﷺ نے متبنّٰی بنالیا تھا ان سے نکاح ہوا پھر انھوں نے طلاق دے دی تو آپ سے نکاح ہوا اور اُمہات المومنین میں شامل ہوگئیں۔ کتب احادیث میں مرقوم ہے کہ آپ فخریہ فرماتی تھیں کہ میرا نکاح تو آسمان پر ہوا ہے۔

وَطَرٌ کے معنی حاجت، ضرورت کے ہیں اَوْطَارٌ اس کی جمع آتی ہے۔ امام راغب کہتے ہیں اس کے معنی کسی شے کی انتہائی خواہش اور ضرورت کے ہیں۔ اس آیت میں یہ لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے یہاں حاجت پورا کر چکے کنایہ ہے طلاق سے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے۔ پھر زیدؓ کا اس سے جی بھر گیا۔

اُردو میں حاجت پوری ہونا، ضرورت، آرزو، مراد پوری ہونا۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام جائز حاجتیں پوری کرے۔

حاجت برآنا بھی محاورہ انھیں معنی میں آتا ہے۔ناسخ کا شعر ہے۔

عاریت جو شے ہے حاجت اس سے بر آتی نہیں
پر تو ہیں پر کب اڑا جا تا ہے از خود تیر سے

حاجت روا کرنا بھی محاورہ آتا ہے۔غالب کہتے ہیں۔

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجت روا کرے کوئی

جی بھر جانا۔طبیعت سیر ہو جانے کے معنی میں امیر مینائی کا شعر ہے۔

جی لگے آپ کا ایسا کہ کبھی جی نہ بھرے
دل لگا کر جو سنیں آپ فسانہ دل کا

۱۳۲۔ [۳۳.الاحزاب ۶۰] لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ

ترجمہ: ہم لگا دیں گے تجھ کو ان کے پیچھے (منافقین مدینہ میں اسلام کے خلاف جھوٹی خبریں پھیلاتے تھے ان کے لیے ہے کہ اگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے کہ مدینے میں رہنا ان کے لیے مشکل ہو جائے گا۔)

غَرِیَ یَغْرَیٰ غَرَاءً و غَرا ، غَرِیَ بِکَذَا کے معنی ہیں کسی کے ساتھ چمٹ جانا، غِرَاء اس مادہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے جوڑا جائے، جیسے سریش وغیرہ، اَغْرَ الرُّجلُ آدمی کے پیچھے لگایا۔اِغْرَآءٌ انگیختن سگ را بر صید، کُتے کو شکار پر برانگیختہ کرنا، لگانا۔

اُردو میں پیچھے پڑ جانا، پیچھے لگ جانا/لگنا/لگا دینا، سب محاورے، درپے ہونا، تعاقب میں رہنا، ایک ایک حرکت پر نظر رکھنے کے معنی میں آیۂ مذکورہ سے ہی ماخوذ ہیں۔

پیچھے پڑنا، درپے آزاد ہونا کے معنی میں ذوق کا شعر ہے۔

دیکھتے کیا ہو کہ اب جان کے پیچھے پڑی
دل کو اے کافر تری زلف پریشاں چھوڑ کر

سر ہو جانا۔بحر کہتے ہیں۔

کسی نے مجھ کو نہ پہنچایا میری منزل پر
ہر اک پیچھے پڑا گردِ رہ گزر کی طرح

پیچھے لگا دینا، مخالفت پر آمادہ کرنا۔ داغ کا شعر ہے۔

یوں ہو گئی نجات یہ تدبیر بن پڑی
ناسخ کو ہم نے غیر کے پیچھے لگا دیا

۱۳۳۔ [۳۴.سبا ۹] اِن نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

ترجمہ: اگر ہم چاہیں دھنسا دیں ان کو زمین میں۔

خَسَفَ، یَخْسِفُ، خُسُوفاً۔ المکان کے ساتھ آتا ہے تو دھنس جانے، گڑ جانے اور غرق ہونے کے معنی دیتا ہے جیسے خَسَفَتِ الْعَیْنُ، آنکھ اندر دھنس گئی، یا خَسَفَهُ اللّٰهُ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ خَسَفَ الْقَمَرُ چاند کے بے نور ہونے کے لیے آتا ہے، خَسُوف، چاند گرہن اور کَسُوف، سورج گرہن کے لیے آتا ہے۔

اُردو میں زمین میں گاڑنا/گڑ جانا، زمین میں دھنس جانے کے معنی میں آتا ہے۔ امیر مینائی کا شعر دیکھیے۔

ہوا ہے بے روح جب سے پیکر ہمیں ہے سیر جہاں میسر
زمیں میں گڑ کر گئے فلک پر، چڑھاوا اپنا اتار میں ہے

خجالت و شرمندگی سے زمین میں گڑ جانا آتا ہے۔ جرأت کا شعر ہے۔

بعد مرگ اعمال سے اپنے جو کھینچا انفعال
آخر اس شرمندگی سے ہم زمین میں گڑ گئے

۱۳۴۔ [۳۴.سبا ۹] اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ

ترجمہ: یا گرا دیں ان پر ٹکڑا آسمان سے۔

سُقُوْطٌ (نَصَرَ) گر پڑنا، اصل معنی ہیں کسی چیز کا اوپر سے نیچے گرنا، اور اس کے معنی مرتبے اور قدر و قیمت کے اعتبار سے بھی گرنے کے آتے ہیں۔ نادم ہونا، اسی طرح کَسُوفُ ہے سورج گرہن کے لیے آتا ہے۔ اور کِسْفَةٌ کے معنی بادل یا روئی کا ٹکڑا وغیرہ۔

آسمان سر پر ٹوٹ پڑنا، آفت، مصیبت میں ڈالنا۔ صبا لکھنوی کا شعر ہے

سر زمیں کوچۂ جاناں کی چھڑائی مجھ سے
آسماں غم کا فلک نے مرے سر پر توڑا

آسمان سر پر گرنا، سخت آفت نازل ہونے کے معنی میں۔ امداد علی بحرؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

جب گرا ہے سر پہ یہاں آسمانِ داغ
رہتا ہے مہرو ماہ پہ مجھ کو گمانِ داغ

آسمان ٹوٹنا بھی محاورہ آتا ہے۔ میر تقی میرؔ کہتے ہیں۔

خاک سے میر کیوں نہ یکساں ہوں
مجھ پہ تو آسمان ٹوٹا ہے

آسمان گرنا بھی آتا ہے۔ قلقؔ کا شعر ہے۔

ہم پہ گرتا ہے آسمان ستم
محفلِ عیش ہوتی ہے برہم

۱۳۵۔ [۳۴۔ سبا ۹] فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ

ترجمہ: پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے اُن کو مرنے کا پتا نہ بتلایا مگر گُھن کے کیڑے نے کہ وہ (سلیمان کے) عصا کو کھاتا تھا۔ مطلب موت دبے پاؤں چلی آتی ہے پتا بھی نہیں چلتا۔

اُردو میں گُھن کی طرح کھا جانا اسی آیت سے آیا ہے۔ خواجہ میر دردؔ کا شعر ہے۔

گو سلامت ہوں میں ظاہر میں پہ دل کے خطرات
رات دن گُھن کی طرح میرے تئیں کھاتے ہیں

گُھن لگنا، روگ لگنا، ایسی فکر لاحق ہو جانا کہ آہستہ آہستہ زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ شعورؔ شاگرد مصحفیؔ کا شعر ہے۔

غیرت خوش قدمِ یار سے گلزاروں میں
گُھن لگا یہ کہ ہوئے سرو صنوبر خالی

۱۳۶۔ [۳۴.سبا ۱۹] فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ

ترجمہ: پھر کر ڈالا ہم نے ان کو کہانیاں (حضرت شیخ الہندؒ)

حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے۔ سو ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا (مطلب ہے قوم سباء کا نام ونشان مٹ گیا صرف قصّے کہانیوں میں رہ گیا)

حَـدِيْثٌ کی جمع اَحَـادِيْث. ہر وہ کلام جو انسان تک پہنچ سکے خواہ بذریعہ سماعت ہو، خواہ بذریعہ وحی ہو، عالم خواب میں ہو یا بحالت بیداری اس کو حدیث کہتے ہیں (نعمانی)

اُردو میں افسانہ ہو جانا، اصل میں معدوم ہو جانا صرف قصّے کہانیوں میں رہ جانا۔ قلقؔ کا شعر ہے۔

بیش تر احباب دریا دیکھتے ہیں خواب میں
بحر اپنا حالِ گر یہ جب سے افسانہ ہوا

قصّہ کہانی ہو جانا، مصحفیؔ کا شعر ہے۔

نہ وہ راتیں نہ وہ باتیں نہ وہ قصّے کہانی ہے
سر بستہ فقط ہم یا ہماری ناتوانی ہے

کہانی بن جانا، میر کا شعر ہے۔

دفتر بنی، کہانی بنی، مثنوی ہوئی
کیا شرح سوزِ عشق کروں میں زباں نہیں

۱۳۷۔ [۳۵.سبا ۸] فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ

ترجمہ: سو ان پر افسوس کر کے آپ کی جان نہ جاتی رہے۔ (یعنی ہدایت وضلالت سب اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔ آپ کیوں اپنی جان دیے دے رہے ہیں یا گھلا رہے ہیں کہ یہ بد بخت فائدے کی بات نہیں سمجھتے۔

جان ہلاک کرنا، جان ہلکان کرنا یہ محاورے پہلے بھی آئے ہیں، انھیں معنی میں جان جانا، جان گھلانا محاورے ہیں۔

جان جانا، انتہائی غم، افسردگی میں مبتلا ہونا۔ تسلیمؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

وہ بت جو روجفا کرتا ہے مجھ پر تجھ کو کیا ناصح
تری کیوں جان جاتی ہے ترا کیوں دم نکلتا ہے

جان جلنا، بھی محاورہ ہے صبا لکھنوی کا شعر ہے۔

وعدہ حشر پہ کیا جان مری جلتی ہے
اپنا دیدار کیا اس نے مقرر کس دن

جان گُھلنا، فکر وتردد کرنا، داغ کہتے ہیں۔

اندیشۂ فردا میں عبث جاں گُھلائیں
ہے آج کسے کل کی خبر دیکھیے کیا ہو

جان گھل جانا، فکر میں قویٰ مضمحل ہو جانا۔ داغ ہی کا شعر ہے۔

گھلتی ہے جان ایک ہی دشمن کی فکر میں
یا رب شریک حال عدو آسماں نہ ہو

آیۂ مذکور کے مفہوم سے دم نکلنا بھی مترشح ہوتا ہے۔ داغ کا یہ شعر مفہوم کے کس قدر قریب ہے۔

تڑپنے سے دل بے تاب کوئی غم نکلتا ہے
ٹھہر جا صبر کر مضطر نہ ہو کیوں دم نکلتا ہے

۱۳۸۔ [۳۶. یٰس ۲۹] اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ

ترجمہ: بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اسی دم سب بجھ کے رہ گئے۔

خَمَدَتِ النَّارُ، آگ کے شعلوں کا ساکن ہو جانا۔ اسی سے محاورہ ہے خَمَدَتِ الْحُمّٰى یعنی بخار کا جوش کم ہو گیا۔ اور کبھی خُمُوْدٌ بطور کنایہ موت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اسی سے اُردو میں محاورہ ہوا۔ بجھا رہنا، افسردہ وغم زدہ ہونا۔ میر کا شعر ہے۔

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

شمع بجھانا، چراغ زندگی گل کرنا۔ باقر علی خان فہیم کے مرثیے کا شعر ہے۔

کیوں تم پہ مری وجہ سے اس جنگ میں آنچ آئے
لو شمع بجھا دی جسے جانا ہو چلا جائے

بے جان ہونے کے معنی میں مصحفیؔ کا شعر ہے۔

اتنا کوئی نہیں کہ خبر اس کی لے آئے
کب سے بجھا پڑا ہے چراغِ مزارِ دل

۱۳۹۔ [۳۶. یٰس ۶۵] اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ

ترجمہ: آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر (یعنی منہ سے نہیں بول سکیں گے بلکہ ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے)۔

اُردو میں منہ پر مہر لگا دینا، خاموش کر دینا، جرأتؔ کا شعر ہے۔

آ کے آواز اپنی جب در پر سُنا جاتے ہو تم
منہ پہ میرے مُہر خاموش لگا جاتے ہو تم

منہ پر مہر لگی ہونا، خاموش رہنے پر مجبور ہونا، ذوقؔ کا شعر ہے۔

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مئے کی طرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

۱۴۰۔ [۳۶. یٰس ۷۲] وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ

ترجمہ: اور عاجز (نرم) کر دیا ان کو ان کے آگے پھر ان میں کوئی ہے ان کی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں۔

ذَلّ يَذِلُّ ذُلاً و ذِلَّةً و ذَلا لَةً، زور اور قہر کی وجہ سے جھکنے کو ذُلٌّ کہتے ہیں۔

ذَلَّلْنٰهَا تَذْلِيْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھا ضمیر واحد مؤنث غائب کی۔ ہم نے ان کو رام کر دیا، فرمابردار بنا دیا، عاجز کر دیا (نعمانی)۔

اُردو میں عاجز کرنا ہونا، بے بس و مجبور ہو جانا، بے بس و مجبور ہو کر اطاعت گزار ہو جاتا ہے۔ سخنؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

کیا عاجز بہت وحشت نے مجھ کو
جنوں میری ذرا امداد کرنا

نرم ہونا، ڈھیلا ہونا، وحشت وسختی کا مظاہرہ نہ کرنا، گویا تابع فرمان ہو جانا، علامہ اقبال ضرب کلیم میں کہتے ہیں۔

تاثیرِ غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لے

رام کرنا، رہونا، تابع فرمان ہونے کے معنی میں جلالؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

کافر عشق بھی بنا کم بخت
پھر نہ اس کو جلال رام کیا

رام ہونا، صباؔ لکھنوی کا شعر۔

یقیں ہے دل کو ہندوے فلک بھی رام ہوجائے
جو اس زلف کا اک تارزنار برہمن ہوجائے

۱۴۱۔ [۳۷. الصافات ۵۶] قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ

ترجمہ: بولا قسم اللہ کی! تُو تو لگا تھا مجھ کو گڑھے میں ڈالے (یعنی جنتی جب اپنے ساتھی کو دوزخ میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے)

تُرْدِیُ اِرْدَاءٌ ہے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تو مجھے ہلاک کرے گا، تو مجھے گڑھے میں ڈالے گا۔

اَرْدَی الرُّجُلَ آدمی کو کنوئیں میں گرادیا۔ جہنم کا کنواں، ذلت ورسوائی کا گڑھا ہے۔
اُردو میں قعرِ مذلت میں پڑنا، عین اس آیت کے مفہوم میں ہے۔ میر تقی میرؔ کا شعر ہے۔

کس طرح آہ قعرِ مذلّت سے میں اٹھوں
افتادہ تر جو مجھ سے مرا دستگیر ہو

گڑھے میں پڑا ہونا۔ ناسخؔ کا شعر ہے۔

مردہ غریب تو ہے گڑھے میں پڑا ہوا
کیا فائدہ جو روضہ ہے اے مہرباں بلند

۱۴۲۔ [۳۷. الصافات ۱۶۲] مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ

ترجمہ: نہیں تم خلاف اس کے بہکانے والے۔
بِفَاتِنِيْنَ. اسم فاعل جمع مذکر، تم بہکا نہیں سکتے۔

اُردو میں بہک پڑنا محاورہ آتا ہے، قائمؔ چاندپوری کا شعر ہے۔

عاشق کے گھر خدا نہ کرے جاؤ تم، یو آج
کیا جانے کیا کرم تھا جو ادھر بہک پڑے

بہکانے میں آنا، جگرؔ مرادآبادی کہتے ہیں۔

ہم کہیں آتے ہیں واعظ ترے بہکانے میں
اسی مے خانے کی مٹی اسی مے خانے میں

۱۴۳۔ [۳۷. الصافات۱۷۷] فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمۡ فَسَآءَ صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ

ترجمہ: سو (وہ عذاب) جب ان کے رُو در رُو آ نازل ہوگا، تو بری ہوگی وہ صبح ڈرائے ہوؤں کی۔

سَاحَتِهِمۡ، ان کا صحن، ان کا مکان، سَاحَةٌ جائے فراغ کے لیے آتا ہے اسی لیے گھر کے صحن کو سَاحَةُ الدَّارُ کہتے ہیں۔ یہاں آیت کا مفہوم ہے جب عذاب رُو برو ہوگا، سامنے آئے گا۔

اُردو میں رُو برو آنا، سامنے آنا، مدمقابل آنا محاورہ آتا ہے۔ بحرؔ کا شعر ہے

غرور حسن صبحوں کے رُو برُو آیا
شباب خط لیے پہنچا جو نامہ بر کی طرح

رُو برو کرنا بھی محاورہ آتا ہے۔ میر تقی میرؔ کہتے ہیں۔

کاش اس کے رو برو نہ کریں مجھ کو حشر میں
کتنے مرے سوال ہیں جن کا جواب نہیں

علامہ اقبال بال جبریل میں کہتے ہیں۔

فطرت کو خرد کے رُو برو کر
تسخیر مقامِ رنگ و بُو کر

۱۴۴۔ [۳۸. ص۱۵] وَمَا يَنۡظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنۡ فَوَاقٍ

ترجمہ: اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی۔

فَوَاقٍ، اسم فعل، واحد، اَفُوقَةٌ اور آفِقَةٌ اس کی جمع آتی ہے۔ درمیانی وقفہ۔ وہ وقفہ جو دو مرتبہ دودھ دُہنے کے درمیان ہوتا ہے۔

اُردو میں دم لینا، توقف کرنے، ٹھہرنے کے معنی میں آتا ہے۔ میرؔ کہتے ہیں۔

زندگی اک ماندگی کا وقفہ ہے
آگے چلیں گے دم لے کر

غالبؔ کہتے ہیں۔

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز
پھر ترا وقت سفر یاد آیا

۱۴۵۔ [۳۸. ص ۵۲] وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ

ترجمہ: اوران کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی۔

قَاصِرَاتُ ، اسم فاعل جمع مؤنث، قَاصِرَةٌ واحد، نظر کو روکنے والیاں، وہ عورتیں جن کی نظر اپنے شوہروں سے ہٹ کر دوسروں پر نہ پڑیں۔ پاک دامن عورتیں۔ طَرْفِ ، نظر، نگاہ، طَرَفُ العَيْن کہتے ہیں آنکھ کی پلک کو۔ چناں چہ طَرْفٌ کے معنی پلک جھپکانے کے ہیں۔ اور قٰصِرٰتُ الطُّرْفِ، نیچی نگاہ والیاں، حورانِ جنت کی صفت ہے کہ غایت عفت کے سب ان کی نظریں اوپر کو نہیں اُٹھتیں۔ (نعمانی)۔

اُردو میں آنکھیں نیچی رکھنا، نگاہ نیچی کرنا، محاورے آتے ہیں، مثال کے لیے دیکھیے نمبر ۹۴۔

۱۴۶۔ [۳۹. الزمر ۲۳] اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

ترجمہ: اللہ نے اتاری بہتر بات، یکساں کتاب دہرائی جانے والی اس سے ان لوگوں کی کھال پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی لغات القرآن میں رقم طراز ہیں:

''تَقْشَعِرُّ. وہ لرزنے لگتی ہے، اس کا رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اِقْشِعْرَارٌ سے جس کے معنی کانپنے، لرزنے اور رواں کھڑا ہو جانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اس کی ترکیب حروف قَشْعٌ اور حرف ''ر'' سے مل کر ہوئی ہے۔ قَشْعٌ عربی میں خشک چمڑے کو کہتے ہیں۔ ''ر'' کا اضافہ اس لیے کیا گیا ہے کہ فعل رباعی ہو جائے، جس طرح اِقْمَطَرَّ کو

قَــمْــطٌ سے بنایا ہے جس کے معنی مضبوط باندھنے کے ہیں۔ خشک چمڑا چوں کہ سکڑا ہوا اور سمٹا ہوا ہوتا ہے اس لیے اِقْشِــعْـرَارٌ کے معنی سکڑنے اور سمٹنے کے ہوئے، لرزہ اور کپکپی میں بدن کی کھال سُکڑتی اور سمٹتی ہے اور بدن کے بال اور رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے اس لیے اِقْشِــعْـــرَارٌ کا استعمال ان معنی میں بھی ہونے لگا۔''

اُردو میں رونگٹے کھڑے ہونا، محاورہ آیۂ مذکور ہی کا رہین منت ہے اور خوف کے موقع پر ہی استعمال کیا جاتا ہے منؔیر کا شعر ہے۔

خون کی دھاریں یہ چھٹیں دل سے دل افگاروں کے
رونگٹے سن کے کھڑے ہوگئے فواروں کے

منیر شکوہ آبادی کا شعر ہے۔

سردی کا خوف دیکھو عریانی میں
کمّل کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں

۱۴۷۔ [۳۹. الزمر ۲۳] ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

ترجمہ: پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر۔

لِيْنٌ کے معنی نرم ہونے کے ہیں اور خُشُوْنَةٌ کی ضد ہے۔ اس کا استعمال اجسام کے لیے ہوتا ہے لیکن استعارۃً یہ دونوں لفظ اخلاق کی صفت کے لیے بولے جاتے ہیں۔ فُلَانٌ لَيِّــنٌ يَـا خَشِــنٌ یعنی فلان نرم مزاج ہے یا درشت مزاج ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کی گئی ہے۔

[۳. آل عمران ۱۵۹] فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ.

ترجمہ: سب کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو۔

اُردو میں دل نرم ہونا محاورہ آتا ہے۔ ناسؔخ کا شعر ہے۔

کیوں کر مرے رونے سے دل نرم ہو اس بت کا
پتھر پہ کبھی پانی تاثیر نہیں کرتا

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے سورۂ الحج کی آیت نمبر ۵۱ فَتُـخْبِتَ لَهٗ قُلُوْ بُهُمْ سے یہ محاورہ نکالا ہے۔

۱۴۸۔ [۳۹. الزمر ۶۰] وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ

ترجمہ: اور قیامت کے دن تو دیکھے ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر کہ ان کے منہ ہوں سیاہ۔(گویا قیامت کے روز جھوٹ کی سیاہی ان کے چہروں پر ظاہر ہوگی)۔

اُردو میں منہ کالا ہونا، روسیاہ ہونا، بدنامی ہونا، رسواہ ہونا کے معنی میں آتا ہے۔

حالی کا یہ بند ملاحظہ فرمائیے۔

نکالے گر ان کی بھلائی کی صورت
تو ڈالیں جہاں تک بنے اس میں گھنڈت
سُنیں کامیابی میں اگر اس کی شہرت
تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت
منہ اپنا ہوگر دین و دنیا میں کالا
نہ ہو ایک بھائی کا پر بول بالا

منہ کالا کرنا، بھی آتا ہے، رسوا کرنا۔ بحؔر کا شعر ہے۔

طاعات ربانی کا اثر داغِ جبیں ہے
اللہ نے کالا کیا منہ اہل دغل کا

کالا منہ ہونا بھی آتا ہے بحؔر کا شعر ہے۔

داغ رسوائی نمودارِ یار سے لالا ہوا
اس دہن کے سامنے گھنگچی کا منہ کالا ہوا

۱۴۹۔ [۳۹. الزمر ۶۷] وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ترجمہ: اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن۔

قَبَضَ قَبْضاً ، کسی چیز کو پانچوں انگلیوں سے مٹھی بھر کر پکڑ لینا، اسی سے قَبَضَ السَّيْفَ، تلوار کو پکڑنا ہے۔ قَبْضُ الْيَدِ عَلَى الشَّيْئِ کے معنی مٹھی میں لے لینے کے ہیں، محاورہ میں قَبَضْتُ الدَّارَ مِن فُلَانٍ آتا ہے یعنی فلاں شے کو اپنے تصرف میں لے لینا، یہی آیۂ مذکور کا مفہوم ہے۔

اُردو میں مٹھی میں ہونا کنایتہً قبضے میں ہونا، قابو میں ہونا، آتا ہے داغؔ دہلوی کا شعر ہے۔

اللہ اللہ بتوں کو ہے یہ دستِ قدرت
ان کی مٹھی میں رہی ساری خدائی کیوں کر

مٹھی میں لینا، محاورہ ہے کسی شے یعنی دل وغیرہ کو، راسخؔ عظیم آبادی کا شعر ہے۔

مٹھی میں گر لیا نہ ہو دزدِ حنا نے دل
جھوٹے کا حال ہو وہی جو حال چور کا

۱۵۰۔ [۳۹. الزمر ۶۷] وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ

ترجمہ: اور آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔

طَوٰی یَطْوِی طَیّاً ، لپٹنا، امام راغب نے آیۂ مذکور کے ذیل میں لکھا ہے۔

''مَطْوِیّٰتٌ کا لفظ یا توطَوَیْتُ الشَّئَی کے محاورہ سے ماخوذ ہوگا جس کے معنی لپیٹ دینے کے ہیں اور یاطَوَی اللّٰـهُ عُمْرَهٗ سے ماخوذ ہوگا اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جس روز آسمان کو فنا کر دیا جائے گا۔''

اکثر نے، لپیٹ لینا، طے کرنا، سمیٹ لینا ہی معنی کیے ہیں۔ حدیث میں یہ لفظ آتا ہے دعائے سفر میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ. [حصن حصین]

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمارا یہ سفر ہم پر آسان کر دے اور اس کی مسافت کو طے کر دے۔

یہی حدیث اس طرح بھی مروی ہے:

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاطْوِ لَنَا الْاَرْضَ

ترجمہ: اے اللہ! تو (اس) سفر کو ہم پر آسان کر دے اور زمین کی مسافت کو ہمارے لیے طے کر دے (لپیٹ دے)۔

اُردو میں لپیٹ لینا، حصار میں لے لینا محاورہ آتا ہے میرؔ حسن کا شعر ہے۔

رہتا ہے ان بتوں کو یہی دھیان رات دن
کس کو لپیٹ لیجیے کسے رام کیجیے

طے کرنا، منزل کو سمیٹنا کے معنی میں محاورہ بھی اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

شوق لکھنوی کا شعر ہے۔

دنیا وہ جا ہے یارو، آ جس میں ایک منزل
آرام سے نہ کوئی طے کر کے راہ نکلا

۱۵۱۔ [۴۰. المؤمن ۱۹] يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ

ترجمہ: وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہے سینے میں۔

آنکھ کی خیانت، یعنی آنکھوں کی چوری۔ اُردو میں چوری چھپے آنا، چوری چھپے دیکھنا وغیرہ محاورے آتے ہیں۔ چوری چھپے آنا، حسرت موہانی کا شعر ہے۔

غیر کی نظروں سے بچ کر، سب کی مرضی کے خلاف
وہ ترا چوری چھپے راتوں کو آنا یاد ہے

چوری کی نظر ڈالنا، محاورہ بھی آتا ہے۔ کہتے ہیں ''کوئی کسی کے مال پر چوری کی نظر نہ ڈالے''۔ مثال میں ہمیں شعر نہیں ملا۔

۱۵۲۔ [۴۱. الزخرف ۲۰] مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ

ترجمہ: کچھ خبر نہیں ان کو اس کی یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

خَرَصَ، يَخْرُصُ خَرْصًا. اَلْخَرْصُ پھلوں کا اندازہ کرنا، کہتے ہیں خَرَصَ الْاَمْرَ اٹکل اور ظن سے کام لینا۔

[۵۱ ذاریات ۱۰] قُتِلَ الْخَرّٰصُوْن

ترجمہ: اٹکل کرنے والے ہلاک ہوں۔

بعضوں نے اس کے معنی کیے ہیں جھوٹوں پر خدائی لعنت ہو۔

اُردو میں اٹکل سے، اٹکل دوڑانا، اٹکل باندھنا، اٹکل میں ہونا وغیرہ آتا ہے۔ اٹکل سے بمعنی اندازے سے۔ داغ کا شعر ہے۔

پیمانے کی حاجت نہیں مجھ تشنۂ مے کو
اے پیر مغان تو مجھے اٹکل سے پلا دے

اٹکل میں ہونا، اندازہ کے مطابق، دانست میں ہونا، رشک لکھنوی کا شعر ہے۔

کن حسینوں سے تم کو نسبت دوں
سب سے اچھے ہو میری اٹکل میں

۱۵۳۔ [۴۱. الزخرف ۳۸] حَتّٰی اِذَا جَآءَ نَا قَالَ یٰلَیۡتَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ فَبِئۡسَ الۡقَرِیۡنُ.

ترجمہ: جہاں تک کہ (کافر) جب آئے ہمارے پاس کہے (اپنے شیطان سے) کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا۔ کیا برا ساتھی ہے۔

اُردو میں انتہاہی دوری اور فاصلے کے لیے بُعد المشرقین کا محاورہ ہوگیا۔ سحؔر کا شعر ہے۔

راکب سے مدعی سے جو ہو بُعدِ مشرقین
مرکب کبھی چمک کے یہاں سے کبھی وہاں گیا

۱۵۴۔ [۴۱. الزخرف ۵۴] فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ

ترجمہ: پھر عقل کھودی اپنی قوم کی۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں

"یعنی اپنی ابلہ فریب باتوں سے قوم کو اُلّو بنالیا وہ سب احمق اُمّی کی بات ماننے لگے"

خَفَّ (ضَرَبَ) یَخِفَّ خَفًّا وَخِفَّةً، ہلکا ہونا، اَخَفَّ الرَّجُلَ آدمی کو بے وقوف سمجھنا، عیب ناک جاننا اِسۡتِخۡفَافٌ کے معنی بے وقوف جاہل بنانے اور راہ حق سے ہٹانے کے ہیں۔

اُردو میں بھی انھیں معنی میں بے وقوف بنانا، احمق بنانا/ بننا آتا ہے۔

سورج نرائن مہؔر کا شعر ہے۔

تم جو پروانہ کروگے مطلق
آپ دنیا میں بنو گے احمق
اس بے مثال شکل و شمائل کو دیکھ کر
احمق بنے کوئی مہ کامل کو دیکھ کر

۱۵۵۔ [۴۴. الدخان ۹] بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ

ترجمہ: کوئی نہیں وہ دھوکے میں کھیلتے ہیں۔

شَکَّ، شَکَّ یَشُکُّ شَکًّا، شک کرنا، شُکُوۡکٌ اس کی جمع آتی ہے۔

امام راغب لکھتے ہیں۔

''انسان کے نزدیک دونقیضوں کے برابر اور مساوی ہونے کا نام شک ہے۔ یہ یا تو اس بنا پر ہوتا ہے کہ دونوں نقیضوں کی علامتیں مساوی طور پر پائی جائیں اور یا اس بنا پر کہ دونوں میں علامت نہیں ہوتی۔۔۔شک، جہل ہی کی ایک قسم ہے لیکن جہل سے اخص ہے، کیوں کہ جہل میں کبھی سرے سے نقیضین کا علم ہوتا ہی نہیں، پس ہر شک جہل ہے لیکن ہر جہل شک نہیں'' (مفردات)

اُردو میں شک سے متعلق کئی محاورے آتے ہیں اور وہ آیۂ مذکور ہی سے مستنبط ہیں مثلاً شک آنا، شک پڑنا رڈالنا وغیرہ محاورے ہیں۔شک آنا۔آتش کا شعر ہے۔

پھر بھی چکے شمشیر گلے پر کہیں آتش
جلّاد کو شک آتا ہے تقصیر میں میری

شک پڑنا۔شبہ ہونا۔گمان ہونا۔آتش ہی کا شعر ہے۔

ہوئی حجت مجھے غنچہ کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا دہن یار میں گویائی کا

شک جانا۔سحر کا شعر دیکھیے۔

تم پر نثار ہوں گے نہ کرتے تھے عرضِ حال
اب تو تمھیں یقین ہوا اب تو شک گیا

دھوکے کی ٹٹی کا محاورہ بھی غالباً اسی آیت سے آیا ہے، شکار کھیلنے کے لیے بانس وغیرہ کا چھپر بناتے ہیں اس پر بیٹھ کر شکار کھیلتے ہیں، آڑ یا اوٹ لے کر بھی شکار کرتے ہیں، کنایتہً مغالطہ میں ڈالنا، فریب میں لانا، ظفر کا شعر ہے۔

سچ ہے دنیا کو اگر دھوکے کی ٹٹی کہیے
اے ظفر کھلتے کسی پر نہیں یاں کے دھوکے

۱۵۶۔ [۴۳. الجاثیة۲۸] وَتَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً
ترجمہ: اور تو دیکھے ہر فرقہ کو کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل (یعنی خوف وہیبت سے)۔

جثٰی، یَجْثُوْ جُثُوًا و جِثِیًّا ،گھٹنوں کے بل بیٹھنا،آیۂ مذکور میں جاثِیَةً جمع کے طور پر آیا ہے۔

[۱۹ .مریم ۷۲] وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا

ترجمہ:اور ظالموں کواس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

اُردو میں گھٹنے ٹیک دینا، جھک جانا،شکست مان لینا،سرخم کر دینا کے معنی میں محاورہ آتا ہے۔
اوجؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

تھرایا برجِ زیں پہ امامت کا آفتاب
گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے خاک پر شتاب

۱۵۷۔ [۴۷. محمد ۴] فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ

ترجمہ:سو جب تم مقابل ہو منکروں کے تو مارو گردنیں (قتل کرو)۔

اُردو میں گردن مارنا قتل کرنے کے معنی میں بعینہٖ آ گیا ہے۔میر تقی میر کا شعر ہے۔

صورت اس کی میرؔ کھینچی تھی گلے لگتے ہوئے
سو جفا کار نے نقاش کو گردن مارا

نواب الٰہی بخش خاں معروفؔ شاگرد شاہ نصیر دہلوی کہتے ہیں۔

اب یہی میری سزا ہے لے کے تیغ آب دار
ماریے واں مجھ کو گردن جس جگہ پانی نہ ہو

غالبؔ کہتے ہیں۔

شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے
ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے

۱۵۸۔ [۴۷. محمد ۲۴] اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

ترجمہ: کیا تم قرآن پر غور نہیں کرتے (دھیان نہیں دیتے)۔

دُبَرَ یَدْبُرُ دَبْرًا و دُبُوْرًا ،پُشت، پیٹھ،قبل کی ضد،دَبَّرَ الْاَمْرَ،غور کرنا،انجام سوچنا۔
اَلتَّدْبِیْرُ (بروزن تفعیل) کسی بھی معاملے کے انجام پر نظر رکھتے ہوئے غور فکر کرنا۔جیسا کہ قرآن میں وارد ہوا ہے [۷۹. النّٰزِعٰت ۵] فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا

ترجمہ: پھر (وہ دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتے ہیں (فرشتے)۔
اُردو میں محاورہ آتا ہے۔ دھیان دینا/رکھنا/لگانا، توجہ دینا، کسی کام میں فکر واندیشہ کرنا۔
دھیان رکھنا۔ رعب کہتے ہیں۔

کچھ دھیان کفرو دیں کا ہم کو نہ مہرو کیں کا
عشق اُس بُتِ حسین کا رکھتا نہیں کہیں کا

دھیان رہنا۔ آتش کا شعر ہے۔

دھیان رہنا شرط ہے اس دلبرِ مغرور کا
فکر سے نزدیک ہوتا ہے مضموں دور کا

دھیان باندھنا/بندھنا بھی آتا ہے۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ہے۔

لیتا ہے کون گرمئی دل سے خدا کا نام
اب کون دھیان باندھ کے کرتا ہے رام رام

مومن کا شعر ہے۔

یہ کس کے زرد چہرے کا اب دھیان بندھ گیا
میری نظر میں پھرتی ہے آٹھوں پہر بسنت

۱۵۹۔ [۴۷. محمد ۲۴] اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْب اَقْفَالُھَا
ترجمہ: کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں قُفل۔
اُردو میں دل میں قفل لگنا، عقل وفہم سے عاری ہونا، یہ محاورہ عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مثال میں ہمیں شعر نہیں ملا۔ البتہ دل پر قفل لگانا بمعنی دل کا راز دل ہی میں رکھنا/ پوشیدہ رکھنا بھی آتا ہے داغ کہتے ہیں۔

اس عشق نے کیا قفل لگایا ہے دلوں پر
کینہ ہے وہاں بند تو حسرت ہے یہاں بند

دل کا قفل کھلنا، رکاوٹ دور ہونا، تالا کھُلنا بھی محاورہ آتا ہے۔ ولی دکنی کا شعر ہے۔

کُنج مخفی کی نہیں کُنجی ہے بسم اللہ بن
قفلِ دل کھلتا نہیں ہے گا ہمارا آہ بن

۱۶۰۔ [۴۷. محمد ۳۰] وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰکَھُمْ فَلَعَرَفْتَھُمْ بِسِیْمٰھُمْ

ترجمہ: اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ سو تو پہچان چکا ہے ان کو ان کے چہرے سے۔

سِیْمَا، کے اصل معنی نشانی اور علامت کے ہیں۔ اس سے آگے کی سورۃ میں ہے۔

[۴۸. الفتح ۲۹] سِیْمَا ھم فِی وجوھھم مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ .

ترجمہ: (کثرت) سجدے کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔

آیۂ مذکورہ میں سِیْمٰھُمْ ان کے چہرے، چہرے سے دل کی تمام کیفیات مترشح ہوتی ہیں۔

اُردو میں چہرے اور صورت سے بہت سے محاورے رائج ہیں، ان میں چہرے پر رنگ آنا، چہرے کا رنگ بدلنا، چہرہ بحال ہونا، چہرے سے خوشی ظاہر ہونا، صحت کے آثار نمایاں ہونا۔ ناسخؔ کا شعر ہے۔

چہرہ ہوجاتا ہے میرا اس کے آتے ہی بحال
اُنس ہے رنگ پریدہ کو بھی اس صیاد سے

اُردو میں ایک فقرہ بولتے ہیں صورت نہیں چھپتی۔ یعنی شکل سے چہرے سے ساری کیفیت واضح ہوجاتی ہے۔ جان صاحبؔ کا شعر ہے۔

ہوائی منہ پر ہے مہتاب کے اڑتی اجی دیکھو
کبھی صورت نہیں چھپتی ہے جیتے اور ہارے کی

۱۶۱۔ [۴۷. محمد ۳۰] وَلَتَعْرِفَنَّھُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ

ترجمہ: اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے۔

حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے۔ اور آپ کو طرز کلام سے ضرور پہچان لیں گے۔

اُردو میں بات اور طرز و انداز کے الفاظ سے بہت سے محاورے وجود میں آئے۔ ان میں اندازہ لگانا / پانا، طرز کلام سے پا جانا، بات کے ڈھب سے سمجھ لینا وغیرہ محاورے سب رائج ہیں۔

اندازہ سے پانا، شاہ نصیرؔ کا شعر ہے۔

تیرے حلم و علم کا اندازہ کیا پائے کوئی
حلم سنگ بے ترازو، علم کبر بے کنار

انداز میں آنا، منیرؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

ملتی ہو اگر وضع کسی سے تو بتادوں
انداز میں آتا نہیں انداز تمھارا

۱۶۲۔ [۴۸. الفتح ۱۰] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہ

ترجمہ: تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔

بَاعَ، یَبِیْعُ بَیْعاً و مَبِیْعاً کے اصل معنی خریدنے بیچنے کے ہیں۔ بَایَعَہٗ مَبَایَعَۃً، باہم عقد بیع کرنا، باہم معاہدہ کرنا۔ بیعت بھی ایک طرح کی بیع ہے یعنی دوسرے کے ہاتھوں اپنے تئیں بیچ دینا، اپنے اوپر اس کی اطاعت لازم کرلینا۔

حدیث میں آتا ہے بَایَعْنَاہُ عَلیٰ الْمَوْتِ (صحابہ نے کہا) ہم نے موت پر آپ سے بیعت کی (یعنی لڑ کر مر جانے پر)۔

اُردو میں بیعت کرنا/لینا/مانگنا، کسی بزرگ سے اپنی و دنیاوی معاملات میں احکام شریعت کی پیروی کرنا کا عہد کرنا۔ بیعت مانگنا، آتش کا شعر ہے۔

حسن کا افسوں دکھاتا معجز روح اللّٰہی
نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگنا

ناسخ کا بھی شعر ہے۔

جو تری انگلی ہے فندق سے وہ شمع طور ہے
تو اگر ہوتا ید بیضا کو بیعت مانگتا

۱۶۳۔ [۴۸. الفتح ۱۰] یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

ترجمہ: اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے (یعنی جس ہاتھ پر بیعت کررہے ہیں وہ اللہ کے نمائندے ہیں)۔

علامہ اقبال نے تو اس کا ترجمہ کردیا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین، کار کُشا، کارساز

بیعت کے لیے عالم طور پر ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کرتے ہیں اگرچہ یہ ضروری نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بغیر ہاتھ کے بیعت لی۔اس لیے اُردو میں ہاتھ میں ہاتھ دینا، تعلق کا اظہار کرنا۔جرأت کا شعر ہے۔

گر ملوں میں کف افسوس تو ہنستا ہے وہ شوخ
ہاتھ میں ہاتھ کسی شخص کے دے کر اپنا

ہاتھ پر ہاتھ مارنا، قول وقرار کرنا، ذوقؔ کا شعر ہے۔

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اُس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا بھی محاورہ ہے، مایوس و ناامید ہو کر بیٹھ رہنا۔آتش کا شعر ہے۔

دو دن سے جو ہاتھ نہیں دبوائے یار نے
بیٹھے ہیں ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے

۱۶۴۔ [۴۸. الفتح ۱۱] يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ترجمہ: یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔

اُردو میں بھی کہتے ہیں۔دل میں کچھ اور ہے زبان پر ہے کچھ اور یا یہ مصرعہ۔

جو کچھ دل میں ہے وہ نہیں آتا زبان پر۔

بے دلی سے بات کرنا، یعنی دل میں کچھ ہونا زبان سے کچھ ظاہر کرنا۔نظام فتح پوری کا شعر ہے۔

وعدہ کی اور بات ہے تم خود بھی سوچ لو
اک بات دل سے ہوتی ہے اک بے دلی کی ساتھ

۱۶۵۔ [۴۸. الفتح ۲۰] وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ

ترجمہ: اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے۔

كَفٌّ کے اصلی معنی ہتھیلی سے کسی چیز کو روک دینے کے ہیں، کثرت استعمال سے عرف عام میں اس کے معنی کسی بھی طور پر دور ہٹانے اور روکنے کے ہو گئے، خواہ ہاتھ سے ہو یا کسی اور چیز سے۔چناں چہ كَفَّ بَصَرُهٗ بھی آتا ہے اس کی نگاہ روک دی گئی۔یعنی وہ اندھا ہو گیا۔آیۂ مذکور میں دست درازی سے روک دینے کے معنی ہیں۔

اُردو بعینہ یہ محاورہ ہاتھ روکنا، دست کش ہونا، باز رہنے کے معنی میں ہے۔ جلیلؔ کا شعر ہے۔

ہاتھ کیوں روک لیا اُس نے دم ذبح جلیلؔ
شکر تھا لب پہ مرے شکوۂ بیداد نہ تھا

کفایت شعاری اور خرچ کم کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ دیکھیے نمبر ۲۲۔

۱۶۶۔ [۴۹. الحجرات ۹] حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ فَاِنْ فَآءَ تْ

ترجمہ: یہاں تک کہ پھر آویں اللہ کے حکم کی طرف، پھر اگر آ ویں۔

فَاءَ یَفِیْ ءُ فَیْأً، پلٹ آنا، رجوع کرنا اچھی حالت کی طرف اسی سے ہے فَاءَ الظِّلُّ، سایے کا لوٹ آنا (زوال کے بعد)۔

اُردو میں پھر آنا، پلٹ آنا رجانا، لوٹ آنا، رجوع کرنا سب ہی محاورے اس معنی میں آتے ہیں پھر آنا، واپس آجانا، نقش فرنگ کا شعر ہے۔

کہیں کیا اس کے گھر تک کیوں گئے کیوں جا کے پھر آئے
وہاں کی ٹھوکریں کھانا بدی تھیں کھا کے پھر آئے

پلٹ جانا، واپس ہونا، مکر جانا، داغؔ کا شعر ہے۔

کوئی پہلو تو رہے کہہ کے پلٹ جانے کا
آنکھ سے وہ نہ رہے لب سے جو ارشاد ہوا

۱۶۷۔ [۵۰. ق ۳۷] اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ

ترجمہ: اس میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو۔

لَقِیَ یَلْقٰی لِقَآءً و لِقَآءَ ةً، سامنے آنا، پانا، استقبال کرنا، دیکھنا، اَلْقَی اِلَیْهِ السَّمْعَ کان لگا کر سنا۔ اور آیۂ مذکور میں یہی معنی ہیں۔

اُردو میں کان لگانا، توجہ سے سننا، کان لگا کر سننا وغیرہ محاورے آتے ہیں۔ ظفرؔ کا شعر ہے۔

ہجر کی شب میں نے جب دیکھا نہیں ہوتی سحر
کان بہتیرے لگائے پر نہ بولے جانور

داغ دہلوی کہتے ہیں۔

وہ بات کرتے ہیں محفل میں جب رقیبوں سے
یہ بندہ کان لگائے ضرور ہوتا ہے

کان لگا کر سننا، جرأت کا شعر ہے۔

گلشن میں جو وصف اس کا کروں دھیان لگا کر
ہر گل مری باتوں کو سنے کان لگا کر

۱۶۸۔ [۵۱. الذاریات ۲۹] فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ

ترجمہ: پھر اپنا منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی بڑھیا بانجھ (لڑکے کی بشارت سن کر حضرت سارہؓ نے منہ پیٹ لیا، تعجب اور افسوس سے، اور فرمایا)۔

صَکٌّ مصدر سے، جس کے معنی کوٹنے اور زور سے پیٹنے کے ہیں۔

اُردو میں منہ پیٹنا انھیں معنی میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ ناسخ کا شعر ہے۔

چاہا بُرا جہاں کا یہ تو نے برا کیا
منہ پیٹ دونوں ہاتھ سے ظالم یہ کیا کیا

رند کہتے ہیں۔

ہجر میں مُنہ پیٹتا ہوں ہائے جب آتا ہے یاد
بھولی بھولی باتیں وہ پیارا پیارا اختلاط

۱۶۹۔ [۵۲. الطور ۴۸] وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

ترجمہ: اور ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے (ہماری نگرانی میں ہے)۔

اُردو میں انھیں معنی میں آنکھوں کے سامنے ہونا، نظروں میں ہونا، نگاہ میں ہونا، بہت سے محاورے ہیں، یہیں سے آئے ہیں۔

کہتے ہیں ''بچوں کو تربیت کے لیے ضروری ہے کہ آنکھوں کے سامنے رکھو۔''

نظروں کے سامنے رکھنا، زیرِ نگرانی رکھنا۔ عیش دہلوی کا شعر ہے۔

شیخ کو رندوں سے کہہ دو کہ نظروں میں رکھیں
کیوں کہ اب ڈھونڈے ہے قابو وہ کھسکنے کے لیے

۱۷۰۔ [۵۳. النجم ۲] مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی

ترجمہ: بہکا نہیں تمھارا رفیق نہ راہ چلا۔

ضَلَّ، یَضِلُّ ضَلَالاً وضَلَالَۃً، گمراہ ہونا، راہ حق سے ہٹ جانا، بہک جانا، هِدَایَۃٌ کے مقابلے میں آتا ہے۔

اسی طرح غَوَی یَغْوِی غَیًّا و غَوِی یَغْوَی غَوَایَۃً، گم راہ ہونا، محروم ہونا، ہلاک ہونا، غیٌّ اصل میں اس جہالت کو کہتے ہیں جو غلط اعتقاد پر مبنی ہو جیسا کہ آیۂ مذکور میں آیا ہے۔

اُردو میں راہ بھٹکنا، راہ غلط ہونا، بے راہ ہونا یہ سب محاورے اسی آیت کے مرہون منت ہیں۔

راہ بھٹکنا، راہ بھول کر دوسری راہ چل پڑنا۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

راہ بھولے ہوئے حاجی ہے بھٹکتا ناحق
کعبۃ اللہ جو جاتا تو سوئے دل جاتا

راہ بھولنا، راستہ سے بھٹک جانا بھی آتا ہے۔ شاہ نصیرؔ کا شعر دیکھیے۔

دل سوادِ زلف میں ڈھونڈے ہے رستہ مانگ کا
راہ جو بھولا مسافر سو بھٹک کر رہ گیا

راہ غلط ہونا، گمراہ ہونا۔ قائمؔ چاند پوری کا شعر ہے۔

کاش اُس وادی میں اے ناقۂ لیلیٰ تیرا
اس طرف راہ غلط ہو کہ جدھر مجنوں ہے

۱۷۱۔ [۵۳. النجم ۱۷] مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

ترجمہ: بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔

یعنی آنکھ نے جو دیکھا پورے تمکّن و ایقان سے دیکھا، زبردست تجلیات کے سامنے بھی آپ کی نگاہ نہیں بہکی اور یوں بھی یہ ادب کے خلاف ہے کہ آپ تماشائی کی طرح نظریں ادھر اُدھر دوڑائیں۔

زَیْغٌ کے معنی حالت استقامت سے ایک جانب مائل ہوجانا۔ زَاغَةٌ وَزَائِغُوْن اس کی جمع آتی ہے زَاغَتِ الشَّمْسُ، سورج مائل بزوال ہوگیا۔ زَاغَ الْبَصَرُ نگاہ ایک طرف ہٹ گئی (بہکی نہیں)۔

اُردو میں نظر بھٹکنا، ادھر اُدھر دیکھنا، تلاش کرنا، آتا ہے۔ صباؔ اکبرآبادی کا شعر ہے۔

نظر بھٹکتی ہے ذروں سے چاند تاروں تک
نظر کے سامنے تم آؤ تو نظر ٹھہرے

انھیں معنی میں نگاہ پھرنا بھی محاورہ آتا ہے۔ گردوپیش دیکھنا۔ آتش کا شعر ہے۔

بلائے بزم جہاں ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پڑتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے

رندؔ کا شعر ہے۔

طبیعت اس کی عبث مجھ سے بے نیاز پھری
نیاز مند سے ناحق نگاہِ ناز پھری

۱۷۲۔ [۵۳. النجم ۳۲] فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ

ترجمہ: سومت بیان کرو اپنی خوبیاں۔

تَزْکِیَۃٌ سے، اس کے معنی مال کی زکوۃ لینے اور دینے، خودستائی کرنے اور پاک کرنے کے ہیں۔

آیت کا مفہوم ہے اپنے آپ کو پاکیزہ مت سمجھو۔ نفی تادیبی ہے۔ کوئی بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ خود اپنی تعریف کرے۔ ایک حکیم سے پوچھا گیا کہ کون سی بات ہے جو باوجود حق ہونے کے پسند نہیں۔ اس نے جواب میں کہا مَدْحُ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ یعنی انسان خود اپنی تعریف کرے۔

اُردو میں منہ میاں مٹھو بننا محاورہ آتا ہے۔ مرزا نیاز علی بیگ نکہتؔ دہلوی کا شعر ہے۔

شیخ جی کر کے آپ اپنا وصف
اپنے منہ سے بنے میاں مٹھو

اپنے آگے کسی کی گنتی نہیں، غرور اور خود پسندی کی نسبت بولتے ہیں۔ ظفرؔ کا شعر ہے۔

عشق کے باعث گنے جاتے ہیں نادانوں میں ہم
ورنہ گنتے اپنے آگے کس کو نادانی میں ہم

۱۷۳۔ [۵۴. القمر۷] خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ.
ترجمہ: آنکھیں جھکائے نکل پڑیں قبروں سے جیسے ٹڈی پھیلی ہوئی۔ (یعنی ذلت و ندامت کے ساتھ)۔
سورہ القلم میں ہے خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ ترجمہ:۔جھکی پڑی ہوگی ان کی نگاہیں۔
سورۃ النزٰعات میں ہے اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ترجمہ:۔ان کی آنکھیں جھک رہی ہیں۔
خُشُوۡعٌ کا لفظ قلب کی عاجزی پر بولا جاتا ہے (مفردات)۔
اُردو میں آنکھیں جھکی پڑنا رجانا، ٹھیک انھیں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
آتشؔ کا شعر ہے۔

شرم سے وہ سُرمگیں آنکھیں جھکی جاتی نہیں
رات بھاری ہوگئی ہے مردم بیمار پر

امانتؔ لکھنوی کا شعر ہے۔

گلزار جہاں میں یہ دُعا ہے کہ عدو سے
آنکھیں نہ جھکیں نرگس بیمار کی صورت

آنکھیں جھکی ہونا۔ظفرؔ کا شعر ہے۔

جھکی ہوئی ہے گلستاں میں آنکھ نرگس کی
ظفرؔ وہ کون ہے جس سے اسے حجاب آیا

۱۷۴۔ اس آیت میں ''جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ'' بھی آیا ہے۔
اُردو میں ٹڈی دل کی طرح گرنا آتا ہے۔جانؔ صاحب کا شعر ہے۔

میلا سترک کا سارا لوٹ لیا
ٹڈی دل کی طرح گنوار گرے

۱۷۵۔ [۵۵. الرحمن ۶۰] هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ
ترجمہ: اور کیا بدلا ہے نیکی کا مگر نیکی۔
اُردو میں نیکی کرنا، محاورہ ہے، ناسخؔ نے اس آیت کے مفہوم کو باندھا ہے نیکی کر بھلا ہوگا۔

رات دن غافل بدوں سے بھی کیا کرنیکیاں
کیا بُرا ہے اس میں کیا، تیرا بھلا ہوجائے گا

غالبؔ نے بھی یہی کہا ہے۔

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا
اور درویش کی صدا کیا ہے

۱۷۶۔ [۵۶. الواقعة ۶۔۵] وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا

ترجمہ: اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر، پھر ہوجائیں غبار اڑتا ہوا۔

بَـسٌّ اصل میں کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں اور اسی لیے ہوا سے خاک اڑنے، غم سے بے قرار ہوجانے اور راز کے افشا کرنے کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے (نعمانی)۔

اُردو میں خاک اڑانا، تباہ و برباد کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ برقؔ کا شعر ہے۔

وہ بلا ہیں جو ہوا پر کبھی آجاتے ہیں
کوچۂ زلف کی بھی خاک اُڑاجاتے ہیں

داغؔ کہتے ہیں۔

اس قدر خانہ خرابی اے دل خانہ خراب
خاک اڑانے کے لیے اپنا یہ کاشانہ نہ تھا

۱۷۷۔ [۵۶.سورة الواقعة ۸۳] فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْم

ترجمہ: پھر کیوں نہیں جب جان حلق تک پہنچے۔

حلق میں اٹکنا رپھنسنا وغیرہ اُردو میں محاورہ آتا ہے۔ آتشؔ کا شعر دیکھیے بالکل اس آیت کا ترجمہ کردیا ہے۔

یقین ہے اٹکے گی جاں اپنی آکے گردن میں
سنا ہے جاہے قریبِ رگِ گُلو تیری

عورتوں کا بھی محاورہ ہے عام طور اس موقع پر بولتی ہیں جب اچھی چیز کھاتے ہوئے کسی کی یاد آجائے، آتشؔ ہی کا شعر ہے۔

شراب پینے کا کیا ذکر یار بے تیرے
پیا جو پانی بھی ہم نے تو حلق میں اٹکا

۱۷۸۔ [۵۷. الحدید۲۳] لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ

ترجمہ: تا کہ تم غم نہ کھایا کرو اُس پر ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا۔
اَسِیَ یَاْسیٰ اَسًی، غمگین ہونا، آسٍ و اَسْیَان اس کی صفت، اور جمع اِسْیَانُوْنُ آتی ہے۔
فارسی میں ''غم خوردن'' محاورہ آتا ہے فکر کرنے کے معنی میں، اُردو میں بھی انھیں معنی میں غم کھانا آتا ہے۔ رشک کا شعر ہے۔

ارباب فنا ڈوبنے کا غم نہیں کھاتے
دریا میں پھرا کرتی ہے بے خوف و خطر موج

جرأت کہتے ہیں۔

کچھ نہیں مجھ کو بہار اور خزاں سے مطلب
خرّمی ہو نہ مرے دل کو غم کھاؤں میں

اس آیت میں اترانا، محاورہ بھی آتا ہے۔ اس لیے دیکھیے نمبر ۴۷۔

۱۷۹۔ [۵۸ سورۃ المجادلۃ ۱۶] اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

ترجمہ: بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے تو ان کو ذلت کا عذاب ہے۔
جُنَّۃً۔ سپر۔ ڈھال۔ آڑ، پردہ، جُنَنٌ جمع۔ جَنٌّ سے مشتق ہے چوں کہ ڈھال سے بدن کو چھپایا جاتا ہے اس لیے اس کو جُنَّۃٌ کہتے ہیں (نعمانی)۔
حدیث شریف میں بھی آتا ہے اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ یعنی روزہ ڈھال ہے۔ (گناہوں کے مقابلے میں ڈھال بن جاتا ہے)۔
اُردو میں بھی ڈھال ہونا، حفاظت کے لیے مستعمل ہے۔ صبا لکھنوی کا شعر ہے۔

آسماں نے مجھے محروم شہادت رکھا
تیغ قاتل کے لیے بختِ سیاہ ڈھال ہوا

۱۸۰۔ [۶۱ . الصف ۲] یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔

فارسی میں کہتے ہیں خودرا فضیحت دیگر را نصیحت۔ اُردو میں بھی یہ مثل آ گئی ہے اس کا پہلا حصہ بولتے ہیں دوسرا کبھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ سحرؔ کا شعر ہے۔

مرتے پر یوں پہ ہم، حورِ جناں پر واعظ
خود فضیحت ہیں وہ اوروں کو نصیحت نہ کریں

۱۸۱۔ [۶۱ . الصف ۴] اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔

بُنْیَانٌ عمارت، واحد ہے جمع نہیں۔ اس آیت میں بُنْیَانٌ کی صفت بھی مذکر ہے مَرْصُوْصٌ اسم مفعول واحد مذکر۔ رَصٌّ سے جس کے معنی ہیں دو چیزوں کو ملا کر جوڑ دینا، مضبوط، سیسہ پلائی ہوئی۔ سیسہ پلانا، محاورہ ہے مضبوط و مستحکم بنانے کے معنی میں۔ ابراہم ذوقؔ کا شعر ہے۔

لگے سیسہ پلانے مجھ کو آنسو
کہ ہو بنیادِ غم محکم ابھی سے

سیسا پلائی ہوئی دیوار بھی آتا ہے، انتہائی مضبوط، پائیدار کے معنی میں مولانا ظفرؔ علی خاں کا شعر ہے۔

اگر اک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوئے
تو وہ اس عہد میں پنجاب کے احرار ہوئے

۱۸۲۔ [۶۲ . الجمعة ۵] مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جن پر لادی توریت پھر نہ اٹھائی انھوں نے جیسی مثال گدھے کی کہ پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں۔ (یعنی یہود نے توریت پر عمل نہیں کیا)۔

اُردو میں بعینہ یہ محاورہ آ گیا ہے، گدھے پر کتابیں لادنا اس موقع پر بولتے ہیں جب پڑھا لکھا اس پر عمل نہ کرے، بے وقوف کو علم سکھانا۔ مرزا نیاز علی بیک نکہت دہلوی کا شعر ہے۔

نہ کر علم تحصیل تو بے عمل
گدھے پر کتابیں نہ لاد اے دغل

۱۸۳۔ [۶۶۔ التحریم ۴] اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا

ترجمہ: اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمھارے۔

یہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے خطاب ہے کہ اگر تم توبہ کرتی ہو تو بے شک یہ توبہ کا موقع ہے، کیوں کہ تمھارے دل جادۂ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف جھک گئے ہیں۔

اُردو میں دل جھکنا، دل کا ایک طرف مائل ہونا، آتا ہے۔ رشک کا شعر ہے۔

معدوم اگر ہوا اثرِ جذب اے عزیز
کیوں سوئے مُلکِ مصر دلِ کارواں جھکا

۱۸۴۔ [۶۶۔ التحریم ۴] وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ.

ترجمہ: اور اگر تم دونوں چڑھائی کرو گی تو اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق، اور جبریل اور نیک بخت ایمان والے۔

ظَهْرٌ کے معنی پیٹھ یا پُشت کے ہیں۔ ظُهُوْرٌ اس کی جمع آتی ہے۔ رَجُلٌ مُظَهَّرٌ، قوی پشت، مضبوط آدمی۔ تَظٰهَرَا، مضارع کا صیغہ، تثنیہ مونث حاضر۔ تم آپس میں دوسرے کی مدد کرو گی۔ تم چڑھائی کرو گی۔

اُردو میں چڑھائی کرنا رہونا، گھیراؤ ڈالنا، ہجوم کرنا کے معنی میں۔ بحر کا شعر ہے۔

جان دینے کو گرے پڑتے ہیں تیغ یار پر
آج کل ہے مرنے والوں کی چڑھائی دھار پر

امانت لکھنوی کا شعر ہے، حملہ کرنے اور لشکر کشی کے معنی میں۔

ہوئی کیا کیا چڑھائی فرقۂ باطل کی مولا پر
ولیکن پانْو حضرت کا نہ راہ راست سے سرکا

۱۸۵۔ [٦٧. الملک۴] ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ.

ترجمہ: پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ (آخرکار) نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی۔

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ کا ترجمہ حضرت شیخ الہند نے کیا ہے "پھر لوٹا کر نگاہ کر دو دو بار۔ یعنی ممکن ہے ایک آدھ بار دیکھنے میں نگاہ خطا کر جائے اس لیے پوری کوشش سے بار بار دیکھ کہ کوئی رخنہ تو نہیں۔

اُردو میں نگاہ ڈالنا، دیکھنے کے معنی میں۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

زلف حائل ہے نظر رخسار جاناں پر نہ ڈال
ہے شگوں بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

نگاہ پھرانا بھی آتا ہے، نگاہ کا گردش کرنا، ادھر اُدھر دیکھنا۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

یہ مستغرق تصور میں ہوئے اس طاق ابرو کے
پھریں اپنی نگاہیں جس طرف کعبہ اُدھر دیکھا

۱۸۶۔ [٦٧. الملک٢٦] فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ترجمہ: پھر جب دیکھیں گے کہ وہ پاس آ لگا تو بگڑ جائیں گے منہ منکروں کے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے حواشی میں لکھا ہے۔

"یعنی اب تو جلدی مچا رہے ہیں لیکن جس وقت وہ وعدہ قریب آ لگے گا، بڑے بڑے سرکشوں کے منہ بگڑ جائیں گے، اور چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں گی"۔

اَلسُّوْءُ، ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کو غم میں مبتلا کر دے۔ آیۂ مذکور میں سِيْٓئَتْ کی نسبت وُجُوْهُ کی طرف کی گئی ہے، اس لیے کہ خوشی و غم اور حزن و سرور کا اثر ہمیشہ چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔

اُردو میں منہ بگڑ جانا، کنایۃً کسی کی صورت میں تغیر واقع ہونا اور چہرے کی ہیئت بدل جانا۔ منیرؔ کا شعر ہے۔

ناک بھوں آئینہ کے آگے چڑھایا نہ کرو
منہ بگڑ جائے نہ اک روز خود آرائی کا

حواس باختہ ہوجانے، ذلیل ہوجانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ رنؔد کا شعر ہے۔

روبرو تیرے اگر گرمی کرے پروانے سے
منہ بگڑ جائے ہوا کا وہ تھپیڑا کھائے شمع

اس آیت سے منہ پر ہوائیاں اڑنا بھی مترشح ہے، چہرے کا رنگ فق ہوجانا، ہوش جاتے رہنا۔ شاد عظیم آبادی کا شعر ہے۔

جو شب کو بام پہ آیا وہ طفل آتش باز
چھٹی ہیں ماہ کے منہ پر ہوائیاں کیا کیا

نکہتؔ دہلوی کہتے ہیں۔

غازہ جو ملا اس گل شاداب کے منہ پر
تو اڑنے ہوائی لگی مہتاب کے منہ پر

۱۸۷۔ (۶۸ . القلم. ۹) وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ.

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں۔

کفّارِ مکّہ حضرت سے کہتے تھے آپ بت پرستی کی نسبت اپنا سخت رویہ ترک کردیں، ہمارے معبودوں کی تردید نہ کریں، ہم بھی آپ کے خدا کی تعظیم کریں گے۔

تُدْهِنُ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تو نرمی کرے، تو ملائمت کرے، تو ڈھیلا ہو، اِدْهَانٌ سے جس کے معنی اصل میں تو تَدْهِین یعنی چکنا کرنے اور تیل ڈالنے کے ہیں مگر تصنع، نرمی برتنے اور حقیقت کا دامن ترک کردینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مدارات، ملائمت اور سستی کے معنی لیے جاتے ہیں۔ (امام راغب و نعمانی)۔

اُردو میں مُداہَنت کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جو دل میں ہو اس کے برخلاف ظاہر کرنا، سستی، کاہلی برتنا۔ مداہنت کرنا، محاورہ بھی آتا ہے مگر مثال میں شعر نہیں ملا۔

مترجمین نے ڈھیلا ہونا، نرم ہونا ترجمہ کیا ہے۔ اُردو میں یہ دونوں ہی محاورے رائج ہوئے۔ ڈھیلا ہونا، کم زور ہونا، نرم پڑ جانا۔ امیرؔ مینائی کا شعر ہے۔

شکر صد شکر امیرؔ اب تو گیا غم کا اثر
عاجزی سے مری ڈھیلا ہوا وہ رشک قمر

نرم ہونا، ڈھیلا، سست یا کاہل ہونا۔ علامہ اقبال کہتے ہیں۔

تاثیر غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لے

۱۸۸۔ [۶۹. الحاقة ۱۲] لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ

ترجمہ: تاکہ رکھیں اس کو تمھاری یادگاری کے واسطے اور یاد رکھے اس کو کان یاد رکھنے والا۔

آیۂ قرآنی میں یہ ہے کہ طوفان نوح میں کوئی نہیں بچ سکتا تھا مگر ہم نے اپنی قدرت سے نوح اور ان کے ساتھیوں کو بچالیا اور منکروں کو غرق کر دیا، یہ کرشمہ ایسا ہے کہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

وَعیٰ یَعِیُ وَ عُیاً، جمع کرنا، یاد کرنا، وَعَی الْحَدِیْثُ، بات میں تدبیر کی، قبول کیا، یاد رکھا، اَوْعَی الْکَلَامُ، بات کو دل میں جگہ دی اور یاد رکھا۔ وَعِیْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ، میں نے اسے یاد کرلیا وَعَی الْاُذُنُ، سُنا۔

اُردو میں یادگار بنانا۔ محاورہ آتا ہے یعنی کوئی عمارت یا نشانی بطور یادگار بنانا۔

اور یہ آیۂ قرآنی کے مفہوم کے مطابق ہے۔ داغؔ دہلوی کا شعر ہے۔

جنت کے بدلے دل میں تیرے گھر بنائیں گے
یہ یادگار ہم سرِ محشر بنائیں گے

یادگار زمانہ ہونا بھی آتا ہے۔ مشہور زمانہ شعر ہے، یہ شعر نور الاسلام منتظرؔ شاگرد مصحفیؔ کا ہے۔

یاد گار زمانہ ہیں ہم لوگ
سن رکھو فسانہ ہیں ہم لوگ

۱۸۹۔ [۷۰. المعارج ۱۹] اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا

ترجمہ: بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچّا (جلد گھبرا جانا، بے صبرا)۔

هَلِعَ (سَمِعَ) هَلْعاً، بے صبری سے شور (صفت)، هَلِعٌ بے صبری سے شور کرنا، هَلُوْعٌ، بہت بے صبرا، ڈرپوک، عاجز، مصیبت میں صبر نہ کرنے والا، تھڑدلا، هَلُوْعَۃٌ ڈر کر بھاگنا۔

اُردو میں انھیں معنی میں کچّا ہونا محاورہ آتا ہے۔نظیرؔ اکبرآبادی کا شعر ہے۔

حیوان پکھیرو نرناری کیا بوڑھا بالک بچّا ہے
کیا دانا بینا ہوش بھرا کیا بھولا ناداں کچّا ہے

۱۹۰۔ [۷۲. الجن ۶] فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا

ترجمہ: پھر تو اور زیادہ سر چڑھنے لگے۔(سرکشی وتکبّر کرنے لگے)۔

رَهِقَ يَرْهَقُ رَهْقاً، اس کے اصلی معنی ایک شے کے دوسری شے پر زبردستی چھا جانے کے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ تباہی ہے اس لیے کبھی تباہ ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ نمبر۱۰۰ پر بھی یہی محاورہ آیا ہے۔

اُردو میں انھیں معنی میں سر چڑھنا محاورہ آتا ہے۔امیرؔ مینائی کا شعر ہے۔

منہ لگایا تمھیں ہم نے یہ اسی کی سزا ہے
سر چڑھایا تمھیں ہم نے یہ ہماری ہی خطا ہے

امیرؔ کا ایک اور شعر ہے۔

گرد اُڑی عاشق کی تربت سے تو جھنجھلا کر کہا
وہ سر چڑھنے لگی پانْو کی ٹھکرائی ہوئی

سر پر چڑھنا،سوار ہونا،مسلط ہونا،امانتؔ لکھنو کا شعر ہے۔

شیشے میں اس پری کو اتارا ہے پڑ کے پانْو
سر پر چڑھا رقیب کے شیطان لیجیے

اترانا گھمنڈ کرنا کے معنی میں۔غالبؔ کہتے ہیں۔

سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے پر اے طرفِ کلاہ
مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا

۱۹۱۔ [۷۳. المزمل ۵] اِنَّا سَنُلْقِىْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا

ترجمہ: ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بھاری بات۔

اَلثِّقَلُ یہ خِفَّةٌ کی ضد ہے،اس کے معنی بھاری اور انبار ہونے کے آتے ہیں۔ہر وہ چیز جو وزن یا اندازہ میں دوسری پر بھاری ہو اسے ثقیل کہا جاتا ہے۔

آیۂ مذکور میں قرآن کے نزول کی بات ہورہی ہے۔ اور بے شک یہ قدر و منزلت کے اعتبار سے بہت قیمتی اور بھاری ہے۔ اُردو میں بات بھاری ہونا، ناگوار ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ راسخؔ کا شعر ہے۔

ناز بے جا سے تیرے غیر کی بات
مجھ پہ بھاری زیادہ ہوتی ہے

نوراللغات میں ہے باوقعت ہونے یا قدر و منزلت میں زیادہ ہونے کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ مثال میں یہ جملہ لکھا ہے۔

''آج شہر میں ان کی بات ایسی بھاری ہے کہ دوسرے کو اختلاف کی مجال نہیں''۔

البتہ آیۂ مذکور کے معنی میں بات بڑی ہونا، محاورہ آتا ہے۔ شعورؔ کا شعر ہے۔

میری چھوٹی سی کہانی سنیے
آپ کی بات بڑی ہوتی ہے

۱۹۲۔ [۷۴. المدثر ۵۰] **كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ**

ترجمہ: گویا وہ گدھے ہیں بدکنے والے۔

امام راغب نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

''**مُسْتَنْفِرَةٌ** اگر کسرہ فا کے ساتھ پڑھا جائے گا تو اس کے معنی **نَافِرَةٌ** یعنی ڈر کر بھاگنے والے کے ہوں گے اور فتح فا کے ساتھ پڑھا جائے گا تو **مُنْفَرَةٌ** کے ہم معنی ہوگا یعنی بھگایا ہوا۔ **اَلنَّفْرُ وَالنَّفِيْرُ وَ النَّفْرَةُ** بھاگنے والے آدمیوں کا گروہ''۔

اس لیے مترجمین نے اس کا ترجمہ بدکنے کا کیا ہے۔

اُردو میں، بدک جانا، جانور کا ڈر کر بھاگ کھڑا ہونا، بھڑک جانا، جیسے گھوڑے گدھے وغیرہ کا بدکنا۔ رنگینؔ کا شعر ہے۔

وہ بھی تو دن تھے کہ تم رہتے تھے ہم سایے میں
اب تو بدک جاتے ہو دیکھ کر پرچھائیاں

داغؔ دہلوی کہتے ہیں۔

اشعار کچھ سنا ہے جو فریاد داغ کے
سنتے ہی یہ فسانہ وہ مجھ سے بدک گئے

۱۹۳۔ [۷۵. القیامة ۷] فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ

ترجمہ: پھر جب چندھیانے لگے آنکھ۔

بَرَقٌ مصدر ہے جس کے معنی نظر کے متحیر اور خیرہ ہو جانے کے ہیں۔ اصل میں بَرَقٌ کے معنی بجلی کے ہیں اور اسی اعتبار سے اس کے معنی چمکنے کے آنے لگے جیسے سَیفٌ بَارِقٌ چمک دار تلوار، لیکن جب آنکھ کے ساتھ اس کا استعمال ہو تو اس کے معنی خوف سے پتلیوں کے پھرنے اور نظر کے خیرہ ہو جانے کے آتے ہیں۔

اُردو میں بھی اسی طرح آنکھیں جھپکنا رجھپکانا آتا ہے۔ امانت لکھنوی کا شعر ہے۔

جھپکتی ہیں نظر بازوں کی اے خورشید رو آنکھیں
شعاع مہر ہے پتلیاں ہیں تیرے چلمن کی

جرأت کا شعر ہے۔

خدا جانے کہ ہے کس برق وش کا سامنا مجھ کو
کہ میں کچھ بیٹھے بیٹھے خود بخود آنکھیں جھپکتا ہوں

آتش کہتے ہیں۔

آنکھ بجلی کے چمکنے سے جھپک جاتی ہے
دیکھیں ہم بھی تو تیرے طالب دیدار کی شکل

قرآن مجید میں خوف کی وجہ سے پتلیوں کے پھر جانے کے معنوں میں آیا ہے۔

نسیم کا شعر ہے۔

دھوم کردی تیرے مذبوحوں نے
آنکھ جھپکی نہ ذرا دل دھڑکے

۱۹۴۔ [۷۵. القیامة ۲۴] وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ

ترجمہ: اور کتنے اس دن منہ بگاڑے ہوں گے۔

بَاسِرَةٌ، اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث۔ اداس، بے رونق، پریشان۔ اصل میں بَسَرٌ کے معنی وقت سے پہلے کسی چیز سے متعلق جلدی کرنے کے ہیں، یہاں وقت سے پہلے اداس ہونا اور تیور بگڑ جانا مراد ہیں۔ مجازاً اس کے معنی ترش رو ہونے اور منہ بگاڑنے کے بھی آتے ہیں (نعمانی)۔

امام راغب نے لکھا ہے کہ اس آیت میں سِـــرَـۃٌ کہہ کر اشارہ کیا گیا ہے کہ گویا آگ میں پہنچنے سے قبل ان کا منہ بگاڑنا قبل از وقت ہوگا، آگے کی آیت میں اس کی وضاحت ہے۔

اُردو میں منہ بگاڑنا ربگڑنا، تیوری چڑھانا، غصّہ کی صورت بنانا، قہر وغضب کا اظہار کرنا، حواس بگڑ جانا سب ہی معنی میں آتا ہے۔ منؔیر کا شعر ہے۔

تا کہ کوئی رعب سے تصویر کو بھی چھو نہ سکے
منہ بگاڑا جو کبھی سامنے بہزاد آیا

منؔیر ہی کا شعر ہے چہرے کی ہیئت بدل جانے کے معنی میں۔

ناک بھوں آئینے کے آگے چڑھایا نہ کرو
منہ بگڑ جائے نہ اک روز خود آرائی کا

اسیؔر لکھنوی کا شعر ہے۔

غنچہ کا رُو بروئے دہن منہ بگڑ گیا
دیکھا وہ قد تو خاک میں شمشاد گڑ گیا

۱۹۵۔ [۷۵. القیامة ۲۵] تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِھَا فَاقِرَۃٌ

ترجمہ: خیال کرتے ہیں کہ ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر (ایسا عذاب جو بالکل ہی کمر توڑ دے)۔

فَقْرٌ، مصدر، مفلسی، غم، ناداری۔ امام راغب کہتے ہیں:

اَلْفِقْرُ دراصل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو،

چناں چہ محاورہ ہے فَقَرَ تْہُ فَا قِرَۃٌ یعنی مصیبت نے اس کی کمر توڑ دی۔

اَفْقَرَکَ الصَّیْدُ فَارْمِہٖ یعنی شکار نے تجھے اپنی کمر پر قدرت دی ہے لہٰذا تیر مار۔

فَاقِرَۃٌ کے معنی ہوئے ایسی سخت مصیبت جو گویا ریڑھ کی ہڈی توڑ دے۔ فَوَاقِرُ اس کی جمع آتی ہے۔

اُردو میں کمر توڑنا رٹوٹنا، انھیں معنی میں آتا ہے۔ ذوؔق کا شعر ہے۔

توڑا کمرِ شاخ کو کثرت نے عمر کی
دنیا میں گراں باری اولاد غضب ہے

امیرؔ مینائی کہتے ہیں۔

ٹوٹ جاتی ہے کمر صبر و شکیبائی کی
راہ لیتے ہیں قدم کوچۂ رسوائی کی

مایوس ہو جانا، ہمت ٹوٹ جانا، بے دم ہو جانا۔ عارفؔ کا شعر ہے۔

بے اثر آہ کو پایا تو کمر ٹوٹ گئی
راہ لیتے ہیں قدم کوچۂ رسوائی کی

۱۹۶۔ [۷۹. النازعات ۸] قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ .

ترجمہ: بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہوں گے (مضطرب و بے چین ہوں گے)۔

روز قیامت جب تمام مردے زندہ ہوکر زمین سے نکل پڑیں گے اس وقت کفّار اور منافقین کی جو کیفیت ہوگی وہ بیان کی جا رہی ہے۔

وَجَفٌ کے معنی اونٹ یا گھوڑے کا قدم قدم چلنا۔ محاورہ میں وَجَفَ الشّـیءُ آتا ہے، کسی چیز کا مضطرب ہونا۔

چناں چہ مضطرب دل کے لیے قَلْبٌ وَاجِفٌ آتا ہے۔

اُردو میں دل دھڑکنا، خوف و اضطراب کی حالت میں دل کی دھڑکن کا تجاوز کر جانا۔

مومنؔ کا شعر ہے۔

کیا خجل ہوں اب علاج بے قراری کیا کروں
دھر دیا ہاتھ اس نے دل پر تو بھی دل دھڑکا کیا

اضطراب کے سبب طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اسیرؔ لکھنوی کہتے ہیں۔

دل دھڑکتا ہے بہت، جان بچے گی کیوں کر
غرق ہوگا جو سفینہ تہہ و بالا ہوکر

۱۹۷۔ [۸۰. سورۃ عبس ۲] عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی

ترجمہ: تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ آیا اس کے پاس اندھا۔ (حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ تشریف لائے تھے)۔

عَبَسَ یَعْبِسُ عَبْساً وَعُبُوْساً سے بمعنی ترش رو ہونے اور تیوری چڑھانے کے، عُبُوْسٌ کے معنی سینے کی تنگی سے ماتھے پر بل آجانے، چہرے پر شکن پڑ جانے کے ہیں۔
اُردو میں تیوری چڑھانا انھیں معنی میں مستعمل ہے۔ داغ کا شعر ہے۔

چڑھاؤ پھول میری قبر پر جو آئے ہو
کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا

منہ موڑنا، دیکھیے نمبر ۱۱۸۔

۱۹۸۔ [۸۰. عبس ۳۸] وُجُوْہٌ یَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ
ترجمہ: کتنے چہرے اس دن روشن ہیں، ہنستے خوشیاں مناتے۔
سَفْرٌ کے اصل معنی کَشْفِ غِطَاءٍ یعنی پردہ اٹھانے اور کھولنے کے ہیں۔ محاورہ ہے سَفَرَتِ الْمِرأتُ عَنْ وَجْھِھَا، عورت نے اپنا چہرہ کھولا، اَسْفَرَ الصُّبْحُ، صبح روشن ہوگئی، حدیث شریف میں ہے اسْفِروا بِالصُّبْحِ فإنَّہٗ أعْظَمُ لأجُرِکُمْ [مسند الامام الشافعی۔ عن رافع بن خُدَیْجؓ] یعنی صبح خوب روشن ہونے کے بعد نماز کا بہت زیادہ ثواب ہوگا۔
سَفْرٌ. آفتاب غروب ہونے کے بعد والی سفیدی کو بھی کہتے ہیں۔
اُردو میں چہرہ چمکنا، خوشی کی علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ناسخ کا شعر ہے۔

چہرہ ساقی چمکتا ہے برنگ آفتاب
بادۂ گلگوں شفق ہے ساغرِ بلور صبح

چہرے پر رنگ آنا بھی تروتازگی اور خوشی کے لیے آتا ہے۔ میر کا شعر ہے۔

بشرے کی اپنی رونق اے میر عارضی ہے
جب دل کو خوں کیا تو چہرے پہ رنگ آیا

۱۹۹۔ [۸۰. عبس ۴۰] وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ
ترجمہ: اور کتنے چہرے ہوں گے اس دن کہ ان پر گرد پڑی ہے، چڑھی آتی ہے سیاہی (کافروں کے چہروں پر کفر کی کدورت چھائی ہوگی)۔
غَابِرٌ کے معنی ہیں ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہ جانا۔ اسی طرح مٹی اڑنے

کے بعد فضا میں جو گرد رہ جاتی ہے اسے غُبَـــارٌ کہتے ہیں۔ آیۂ مذکور میں بطور کنایہ حسرت آ گیں چہرے سے مراد ہے جو غم کے باعث افسردہ نظر آئیں گے۔

چہرے پر غبار چھا جانا۔

چہرے پر غبار چھا گیا کیوں
آئینے پہ زنگ آ گیا کیوں

۲۰۰۔ [۸۱. التکویر ٦] وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ

ترجمہ: اور جس وقت کہ دریا جھونکے جائیں گے۔ (شاہ رفیع الدینؒ)۔

حضرت تھانویؒ نے ترجمہ کیا ہے۔ اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے۔

مطلب آگ بھڑکانا ہے۔ محاورہ ہے سَـجَـرْتُ التَّـنُّـوْرُ یعنی میں نے تنور جلا دیا، اسے ایندھن سے بھر دیا۔

دریا کا آگ سے بھڑکانے کا مطلب ہے دریاؤں کا پانی خشک کر دیا جائے گا اور آگ بھڑکا دی جائے گی۔

اُردو میں بھاڑ جھونکنا، بھاڑ کو ایندھن سے بھر کر گرم کرنا، طنزاً حقیر و ذلیل کام کرنے لیے آتا ہے۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ہے۔

مذہب مرا صحیح ہے میری پیٹھ ٹھونکیے
لیکن مجھے حکم یہ ہے بھاڑ جھونکیے

بھاڑ میں جھونکنا، ناکارہ سمجھ کر پھینک دینا۔ عاشق لکھنوی کا شعر ہے۔

نخلِ الفت دلِ سوزاں میں ہوا عاشق سبز
لیکن مجھے حکم یہ ہے بھاڑ جھونکیے

۲۰۱۔ [۸۳. المطففین ١۴] كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

ترجمہ: کوئی نہیں پر زنگ پکڑ گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے ہیں۔

عربی کا محاورہ ہے۔ رِیْنَ عَلٰی قَلْبِهٖ اس کے دل پہ زنگ بیٹھ گیا۔

دل پر زنگ آنا/بیٹھنا/لگنا وغیرہ محاورے دل میں برائی اور کدورت آنے کے معنی میں آتے ہیں۔ یہ اسی سے مستنبط ہیں۔

ابراہیم ذوقؔ کا شعر ہے۔

صفائیِ دل کی یہی ہے صورت کہ آنے نہ دے کدورت
کہ بیٹھ جائے گی بالضرور اس آئینہ میں یہ زنگ ہو کر

اے جلا ساز کبھی پھر نہ صفائی ہوگی
زنگ آئینہ دل میں جو ذری بیٹھ گیا

آتش کہتے ہیں۔

دلِ خوں خوار سے ہوتی ہے کدورت کوئی دور
زنگِ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہنچے

دل پر میل آنا بھی آتا ہے، ناگواری کا احساس ہونا۔ حالیؔ کہتے ہیں۔

بھائیوں کے دل پہ اس سے میل تک آتا نہیں
جو مصیبت دیکھ غیروں کا جی آتا ہے بھر

۲۰۲۔ [۸۴. الانشقاق ۱] **إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ**

ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے۔

[۸۰. سورۃ عبس ۲۶] **ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا**

ترجمہ: پھر ہم نے زمین کو چیرا پھاڑا۔

تَشقَّ یَشَقُّ شَقّاً، مصدر، چیرنا، پھاڑنا، شگاف دینا۔

اُردو میں آسمان پھٹ پڑنا۔ ناگہانی مصیبت کے لیے آتا ہے۔ کسی کا شعر ہے۔

اے آسمان پھٹ نہیں پڑتا تو کس لیے
دنیائے دوں دین پہ ہے چیرہ دست آج

تباہ ہو جانے کے معنی میں نوازشؔ کا شعر ہے۔

میں کہاں اور قفس کہاں صیاد
پھٹ پڑے تجھ پر آسماں صیاد

وہ اپنے ساتھ ساتھ انھیں لے کے گھر چلا
اے آسمان پھٹ نہ پڑا تو رقیب پر

بددُعا کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔داغؔ کا شعر ہے۔

وہ ہوئے مہربان دشمن پر
پھٹ پڑے آسمان دشمن پر

۲۰۳۔ [۹۴۔ النشرح ۱] اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ.

ترجمہ: کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) دو بار سینہ شق کیا گیا تھا۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فوائد میں لکھا ہے:

''اس میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا کہ بے شمار دشمنوں کی عداوت اور مخالفوں کی مزاحمت سے گھبرانے نہ پائیں''۔

اُردو میں سینہ کھولنا رکھلنا، دل کے حجابات دور ہونا، معرفت حاصل ہونا کے معنی میں آتا ہے۔ کنزالآخرت میں یہ شعر ہے۔

ہو الم نشرح سے جو سینہ کھلا
شرح ان کے علم کی کب ہو بھلا

الم نشرح ہونا، ظاہر ہونا، پھیل جانے کے معنی میں۔مراثی نسیم کا شعر ہے۔

امین رب نے جو کھل کر پڑھا الم نشرح
چھپا تھا راز امامت، ہو الم نشرح

منیر لکھنوی کا شعر ہے۔

کیا وصف گات کے ہوں الم نشرح اے بتو
غامض بہت مسائلِ شرحِ صدور ہیں

۲۰۴۔ [۹۹ . الزلزلة ۲] وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا

ترجمہ: اور نکال باہر کرے زمین اپنے اندر کا بوجھ۔ (روز قیامت زمین اپنے اندر کی قیمتی چیزیں نکال باہر کرے گی، کوئی لینے والا نہیں ہوگا۔ جن کے لیے لڑتے تھے وہ آج کیسی بے کار شے بن کر سامنے آئے گی)۔

اُردو میں بوجھ اتارنا، ہلکا ہونا، کسی بار سے سبکدوش ہونا۔ رشکؔ کا شعر ہے۔

سر کاٹ کے قاتل نے بڑا بوجھ اتارا
جیسے تھے گراں بار سبک سار ہوئے ہم

بوجھ سر سے اتارنا بھی آتا ہے۔ احسان سے سبکدوش ہونا۔ داغؔ کا شعر ہے۔

احسان زمانے کے بہت تھے مرے سر پر
قاتل نے بڑا بوجھ اتارا مرے سر سے

قمرؔ جلالوی کا مشہور شعر ہے۔

اب نزع کا عالم ہے مجھ پر تم اپنی محبت واپس لو
جب کشتی ڈوبنے لگتی ہے تو بوجھ اتارا کرتے ہیں

۲۰۵۔ [۱۱۱ . اللهب ۱] تَبَّتۡ يَدَآ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ

ترجمہ: ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ۔

ابولہب یعنی عبدالعزّٰی بن عبدالمطلب، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی چچا تھا، مگر آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مجمع میں پیغام حق سناتے تو یہ آپ پر پتھر پھینکتا طرح طرح سے اذیتیں دیتا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے ایک مرتبہ آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو اسلام کی دعوت دی تو یہ بد بخت ہاتھ جھٹک کر کہنے لگا۔ تَبًّا لَکَ سَائِرَ الۡيَوۡمُ اَلِهٰذا جَمَعۡتَنَا تو برباد ہو جائے کیا ہم کو اسی بات کے لیے جمع کیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل کی۔

تَبَّ يَتُبُّ تَبًّا (ضَرَب)، تَبٌّ کے معنی مسلسل تباہی اور خسارے میں رہنے کے ہیں، تَبَّالَهٗ یعنی اللہ اس کے لیے خسران و ہلاکت لازم کرے۔ تَبَّتۡ يَدَاهُ اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

اُردو میں ہاتھ ٹوٹ جانا، ہاتھ کا شکستہ ہو جانا۔ طنزاً ہاتھوں کے معطل رہنے پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

اور یہ ٹھیک آیۂ مذکور کے مفہوم کے مطابق ہے۔ غالبؔ کہتے ہیں۔

بیکاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل
جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

بدُعا کے لیے بھی آتا ہے۔ امیرؔ مینائی کا شعر ہے۔

نہ ہوں وہ لب جو کھلیں شکوۂ جفا کے لیے
وہ ہاتھ ٹوٹیں جو نہ اُٹھیں کبھی دُعا کے لیے

۲۰۶۔ [۱۱۴. الناس ۴] مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ

ترجمہ: (آپ کہیے پناہ مانگتا ہوں میں) وسوسہ ڈالنے، پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے۔

شیطان نظروں سے غائب رہ کر آدمی کو بھلاتا پھسلاتا ہے، جب آدمی غفلت میں رہتا ہے اس کا تسلط بڑھتا ہے، جہاں وہ بیدار ہوا یہ پیچھے ہٹا۔

خَنَسَ یَخْنِسُ خَنْساً و خُنُوْساً و خِنَاساً، پیچھے ہونا، علاحدہ ہونا، سُکڑنا۔ کہتے ہیں خَنَسَ الطَّرِیْقُ عَنَّا یعنی ہم راستے سے گزر گئے اور اس کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا (مصباح)۔ اسی سے شیطان کو خنّاس کہا جاتا ہے۔

اُردو میں محاورہ ہے دماغ میں خنّاس بھرا ہونا، مالیخولیا ہونا، دماغ میں بے کار باتوں کا ہجوم ہونا۔ بے نظیرؔ شاہ کا شعر ہے۔

جب تلک اسلاف پر ان کو ہے اپنے فخر و ناز
جب تلک ان کے دماغوں میں بھرا خنّاس ہے

شیطان، بدروح، شر پھیلانے کے معنی میں ذوقؔ کا شعر ہے۔

کہتے اس آبِ شر انگیز کو ہیں آج بشر
کہ یہ روغن ہے سرِ آتشِ شرِّ خنّاس

o < ------ > o

(۴)

حدیث کے محاورے

۱۔ آرام پانا:

(حدیث) اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ یَسْتَرِیْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْیَا وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ یَسْتَرِیْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ [متفق علیه. عن ابو قتادہؓ]

ترجمہ: مومن (مرکر) دنیا کے رنج و مصیبت سے آرام پاتا ہے اور فاسق و فاجر سے لوگ، بستیاں، درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

مُسْتَرِیْحٌ وَّمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ

ترجمہ: جو آدمی مرتا ہے (مومن صالح) تو وہ راحت پاتا ہے اور (اگر کافر ہے تو) لوگ اس سے راحت پاتے ہیں۔

اُردو میں سکون و اطمینان کے معنی میں آتا ہے۔

سوائے رنج کچھ حاصل نہیں ہے اس زمانے میں
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا — آتشؔ

آرام ملنا بھی آتا ہے، چین نصیب ہونے کے معنی میں۔

تم جو کہتے ہو یہ باور نہیں ہوتا مجھ کو
اس تسلی سے تو ملتا نہیں آرام مجھے — نقوشِ مانیؔ

۲۔ آسمان سر پر اُٹھانا:

(حدیث) اِذَا تَجَشَّأْتُمْ فَلا تَرْفَعُوْا جُشَاءَ کُمْ اِلٰی السَّمَاءِ [کنز العمال علی متقی]

ترجمہ: جب تم ڈکار لو تو ڈکار کی آواز آسمان تک نہ اُٹھاؤ۔

جُشَاءٌ وہ آواز جو بہت پیٹ بھر جانے پر نکلتی ہے یعنی ڈکار۔ حدیث شریف میں شور و غل کے لیے منع کیا گیا ہے۔ اُردو میں آسمان سر پر اُٹھانا، انھیں معنوں میں آتا ہے۔

شور و شر کرتے یہ ہیں ہستی دو روزہ پر
آسماں اہلِ زمیں سر پہ اُٹھا لیتے ہیں — رندؔ

۳۔ آگ بجھانا:

(حدیث) قُوْمُوْا اِلٰی نِیْرَا نِکُمْ الَّتِیْ اَوْقَدْتُمُوْهَا ظُهُوْرِکُمْ فَاطْفَئُوْهَا بِالصَّلٰوةِ [طبرانی. عن انسؓ]

ترجمہ: جو آگ تم نے اپنی پیٹوں پر سلگائی ہے، اُٹھو اس کو نماز سے بجھاؤ (یعنی اعمالِ قبیحہ جو جہنم کی آگ کا باعث ہیں)۔

ایک دنیا میں نہ ایسا کوئی صحرا پایا
آگ دل کی جو بجھاتے کہیں دم بھر رو کے — کیفؔ

اس شعر میں آگ بجھانا، سوزش و جلن کو ختم کرنے کے لیے، دل کی لگی کو مٹانے کے لیے استعمال ہوا ہے۔

جگر کی آگ بجھے جلد وہ شے لا
لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا — انشاؔ

حدیث مذکور میں برے اعمال کو ترک کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔

مومن خاں مومنؔ کا قطعہ ہے:

آتش دلِ زار میں لگائی اس نے
برسوں جانِ حزیں جلائی اس نے
پھینکا مجھ پر کل اختلاطاً پان
بھڑکی ہوئی کیا آگ بجھائی اس نے

۴۔ آگ پھیلنا:

(حدیث) کَانَتْ بَیْنَهُمْ نَائِرَةٌ [طبرانی. عن بشیر الحارثیؓ]

ترجمہ: ان میں (دشمنی کی) آگ پھیل گئی۔

حدیث مذکور میں آگ پھیلنا فساد برپا ہونے کے مفہوم میں ہے۔ یہی معنی قریب قریب اُردو میں بھی ہیں۔

خوف کی جا ہے نہ چھیڑو دلِ سوزاں کو مرے
آگ پھیلی جو کسی نے کہیں اخگر توڑا — صباؔ

۵۔ آگ میں ڈالنا/جھونکنا:

(حدیث) کَمَایَکْرَہُ اَنْ یَّقْذَفَ فِیْ النَّارِ [بخاری.عن انسؓ]

ترجمہ: جیسے اُس کو آگ میں ڈالا جانا برا لگتا ہو۔

حدیث شریف میں ہے، ایمان کی حلاوتیں اس شخص میں ہوں گی جس میں یہ تین خصلتیں پائی جائیں گی۔(۱) جس کے نزدیک اللہ اور رسول تمام عالم سے محبوب تر ہو۔(۲) محض اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرے۔(۳) کفر کی طرف پلٹ جانے کو برا جانے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

قَذْفٌ۔ دور کرنا، پھینک دینا۔

اُردو میں مٹانا، ختم کرنا یا مصیبت میں ڈالنے کے معنی میں آتا ہے۔

آپ نے اچھے گھر دیا مجھ کو
خوب بر ڈھونڈ کر دیا مجھ کو
پہلے دریافت خوب کر نہ لیا
آگ میں مجھ کو لے کے جھونک دیا
قلق لکھنوی

۶۔ آنکھ اُٹھا کر دیکھنا:

(حدیث) کَانَ اَبُوْطَلْحَۃَ حَسَنَ الرَّمِیُ فَکَانَ اِذَا رَیٰ اَسْتَشْرَفَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَنْظُرَ اِلٰی مَوَاقِعِ نَبْلِہٖ [بخاری. عن انسؓ]

ترجمہ: حضرت ابوطلحہؓ اچھے تیر انداز تھے۔ وہ جب (جنگ میں) تیر مارتے تو آں حضرتﷺ آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ان کا تیر کہاں پڑا ہے۔

اِسْتِشْرَافٌ: آنکھ اُٹھا کر دیکھنا، غور سے دیکھنا۔ یہ شَرَفٌ سے نکلا ہے جس کے معنی اوپر سے دیکھنے کے ہیں اس لیے کہ اوپر والے کو نیچے کی چیز خوب دکھائی دیتی ہے۔

اُردو میں یہ محاورہ کئی معنوں میں مستعمل ہے۔

ا۔ اوپر دیکھنا:

وہ عندلیب ہوں سمجھو کہ ہائے برق گری
اُٹھا کے آنکھ جو صیاد آشیاں دیکھے
کیفؔ

۲۔ غور سے دیکھنا، توجہ سے دیکھنا:

بھر گیا دامنِ نظارہ گلِ نرگس سے
آنکھ اُٹھا کر جو کبھی تو نے اِدھر دیکھ لیا — آتشؔ

۳۔ سرسری طور پر دیکھنا:

آنکھ اُٹھا کر بھی جو دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں
تہمتیں ہم پہ غزالانِ حرم لیتے ہیں — مہرؔ

(حدیث) لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَّفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَالدُّعَاءِ فِیْ الصَّلٰوةِ اِلٰی السَّمَآءِ [نسائی. عن ابی هریرهؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ باز رہیں لوگ اپنی آنکھ اُٹھانے سے نماز میں دُعا کے وقت آسمان کی طرف۔ (اس لیے کہ اللہ مکان سے پاک ہے)۔

ایک حدیث میں ہے۔

کَانَ یُکْثِرُ اَنْ یَّرْفَعَ طَرْفُهٗ اِلٰی السَّمَآءِ [ابوداؤد. عن یوسف بن عبداللّٰہ بن سلام عن ابیه]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے (وحی کے انتظار اور شوق میں)۔

اُردو میں انھیں معنوں میں یہ محاورہ ہے۔

ادھر بھی آنکھ اُٹھا کر ہے دیکھنا لازم
نگاہِ لطف کا اُمیدوار باقی ہے — آتشؔ

یہ کہے جو کعبہ میں ہے فقط یہ غلط ہے محض اسی نمط
جدھر آنکھ اُٹھا کے نظر کروں نظر آئے مجھ کو وہ برملا — انشاؔ

رغبت سے دیکھنے کے لیے بھی آتا ہے۔

میں تو اس شوخ کو کب آنکھ اُٹھا دیکھ سکوں
ہاں مگر کوئی طرح تو دل بیمار نکال — جرأتؔ

۷۔ آنکھ بھر کر دیکھنا:

(حدیث) مَنْ مَلاعَیْنِهٖ مِنْ قَاحَ بیْتٍ قَبْلَ اَنْ یُّؤْذَنَ لَهٗ فَقَدْ فَسَق [بخاری. عن عمرؓ]

ترجمہ: جو شخص آنکھیں بھر کر کسی گھر کے صحن میں اِذن ہونے سے پہلے دیکھے اس نے برا کام کیا۔

مَلْأٌ یا مَلْأَةٌ یا مِلَاَةٌ۔ بھر دینا یا موافقت کرنا۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

اِمْلَأُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ: اپنے منہ قرآن سے بھر لو (رات دن قرآن پڑھتے رہو)۔

اُردو میں نظریں جما کر دیکھنے کے مفہوم میں آتا ہے۔

رُخِ جاناں کے آگے ہر تماشائی کو سکتا ہے
کوئی خورشید کو بھی آنکھ بھر کر دیکھ سکتا ہے — اسیرؔ

جی بھر کر دیکھنے کے معنی میں۔

آنکھ بھر کر ایک دن دیکھا نہ روئے یار صاف
میں وہ مفلس ہوں نہیں جس کو میسر آئینہ — آتشؔ

کبھی ہم نے نہ پایا مہرباں اے تند خو تجھ کو
نہ دیکھا آنکھ بھر اک دم خورشید رو تجھ کو — دردؔ

حدیث مذکور میں بھی نظر جما کر دیکھنا اور جی بھر کر دیکھنے کے معنوں میں ہے۔

۸۔ آنکھ پر پردہ پڑنا:

(حدیث) لِتَعْلَمَ اَیُّنَا الْمَرِیْنُ عَلٰی قَلْبِهٖ وَالْمُغَطّٰی عَلٰی بَصَرِهٖ [حدیث علیؓ. النہایة لابن اثیر]

ترجمہ: تاکہ تو جان لے ہم میں سے کس کے دل پر زنگ چھایا ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ پڑ گیا ہے۔

غَطُیٌ: چھپالینا۔عربوں کی عادت تھی منہ پر کپڑا لپیٹ لیتے تھے۔اسی لیے آپ ﷺ نے نماز میں منہ چھپانے سے منع فرمایا۔نَھٰی اَنْ یُغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ فِیْ الصَّلٰوۃِ [فیض القدیر شرح الجامع الصغیر]

غِطَایَۃٌ: چھپانے کے کپڑے کو کہتے ہیں۔اَلْمُغَطّٰی عَلٰی بَصَرِہٖ کے معنی آنکھوں پر پردہ پڑنے یا ڈالنے کے ہیں۔اُردو میں یہ محاورہ غافل ہو جانے یا کچھ نہ سوجھنے کے معنی میں آتا ہے۔

جوں نقاب اُٹھی مری آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا
کچھ نہ سوجھا عالم اس پردہ نشیں کو دیکھ کر — مومنؔ

کرتا ہے داغؔ کوچۂ قاتل میں تاک جھانک
پردے پڑے ہیں آنکھوں پہ غفلت تو دیکھیے — داغؔ

۹۔ آنکھ جھپکانا/ جھپکنا:

(حدیث) اَللّٰھُمَّ لَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ [حصن حصین . عن ابن عمرؓ]

ترجمہ:اے اللہ مجھے میرے نفس کے سہارے آنکھ جھپکنے تک بھی نہ چھوڑ۔

حدیث میں لمحہ بھر کے لیے،تھوڑی دیر کے لیے کا مفہوم ہے۔

طَرَفٌ: پلکیں ملا لینا یا پلک ہلانے کے لیے آتا ہے۔

محاورہ ہے طَرَفَتِ الْعَیْنُ۔آنکھ نے دیکھا یا جنبش کی۔اُردو میں انھیں معنی میں آتا ہے۔

شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح
شادیِ دولتِ دیدار نے سونے نہ دیا — آتشؔ

چین مجھ کو نہ ملا آنکھ کے جھپکانے میں
غل مچایا کیے وہ محو ہوا گانے میں — امانتؔ

پلک جھپکنا یا جھپکانا بھی آتا ہے۔

دنیا کی سیر تھی کہ تماشا عدم کا تھا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا — امیرؔ مینائی

۱۰۔ آنکھ پھر جانا:

(حدیث) مُلَأتُ مُحَاجِرِی [لغات الحدیث. مادّہ مُحَجَّۃٌ]

ترجمہ: میری آنکھ کے حلقے پھر گئے۔

مَـحْـجَـرٌ آنکھ کے حلقے کو کہتے ہیں۔ موت کے وقت آنکھ کے حلقے پھر جاتے ہیں۔ آں حضرت ﷺ کے وصال سے متعلق جو حدیث مذکورہ ہے اس میں آنکھ پھٹ کر چھت سے لگنا استعمال ہوا ہے۔ اُردو میں آنکھ پھر جانا، تعجب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

بات رکھ لی مرگ نے تیرے مریضِ ہجر کی
پھر گئیں آنکھیں یہاں روئے مسیحا دیکھ کر

۱۱۔ آنکھ سے آنکھ ملانا / آنکھیں چار کرنا

(حدیث) اِذَا سِرْتُمْ اِلٰی العَدُوِّ فَمَهْلاً مَهْلاً وَاِذَا وَقَعَتِ الْعَيْنُ عَلٰی الْعَيْنِ فَمَهْلاً مَهْلاً [حدیث علیؓ النھایۃ]

ترجمہ: حضرت علیؓ نے فرمایا: جب دشمن کی طرف چلو تو آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے، جب ان سے آنکھیں چار ہو جائیں تو آگے بڑھ کر حملہ کرو۔

اُردو میں بھی بعینہٖ یہ محاورے استعمال ہوتے ہیں۔

ملا کر آنکھ سے آنکھ اس کو گریاں کر دیا کس نے
کہ اپنی آنکھ نم کی قطرۂ شبنم سے، نرگس نے — داغؔ

ایک دن تو مسکرا کے چار آنکھیں کیجیے
کچھ تو آنسو پونچھتے اس عاشق ناشاد کے — نامعلوم

۱۲۔ آنکھ کی ٹھنڈک:

(حدیث) وَجُعِلتُ قُرَّۃُ عَيْنِی فِیُ الصَّلٰوۃ [نسائی. عن انسؓ]

ترجمہ: میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اُردو میں بھی عزیز ترین چیز کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک کا محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

آنکھیں جلتی ہیں تپ فرقت سے
آ مری آنکھ کی ٹھنڈک آجا — مسرورؔ

۱۳۔ آنکھ لگنا:

(حدیث) مَا اکۡتَحَلۡتُ غِمَاضًا [النهاية]

ترجمہ: ذرا بھی میری آنکھ نہیں لگی۔

بخاری باب الاحکام میں ایک حدیث یوں ہے۔

فَوَاللّٰهِ مَا اکۡتَحَلۡتُ هٰذِهِ اللَّیۡلَةِ بِکَبِیۡرِ نَوۡمٍ [فتح الباری، کتاب الاحکام]

ترجمہ: خدا گواہ ہے رات ذرا بھی میری آنکھ نہیں لگی۔

ایک حدیث میں ہے:

فَلَانَامَتۡ عَیۡنَهُ [کنزالعمال. عن عمرو بن دینار مرسلاً]

ترجمہ: خدا کرے اس کی آنکھ نہ لگے۔

ایک حدیث میں ہے:

مُلَکَتَنِی عَیۡنِیۡ وَاَنَا جَالِسٌ

ترجمہ: بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔

اُردو میں یہ محاورہ اسی طرح آیا ہے۔

آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ نیند آئی ہے
آنکھ اپنی جو لگی چین نہیں خواب نہیں — داغ

۱۴۔ آنکھ مارنا:

(حدیث) اِنَّهُ لَایَنۡبَغِیۡ لِنَبِیٍّ اَنۡ تَکُوۡنَ لَهُ خَائِنَةُ الۡاَعۡیُنِ [ابوداؤد، نسائی. عن ابی سعیدؓ]

ترجمہ: پیغمبر کی یہ شان نہیں کہ وہ چوری کی آنکھ مارے۔

خَائِنَةُ الۡاَعۡیُن آنکھ سے خیانت کرنا۔ زبان کو روک کر آنکھ کے اشارے سے منع کرنا، یہ بھی خیانت ہے اور نبی کی شان کے منافی ہے۔

اُردو میں آنکھ مارنا، منع کرنا، سازش کا اظہار کرنا، طعن کرنا یا مذاق اُڑانے کے لیے بولتے ہیں۔

جان قربان ان اشاروں کے ہلا ابرو کو تو
صدقے اس چشمک زنی کے بے تکلف مار آنکھ — رندؔ

انداز کچھ نرالے ہیں ان کے شکار کے
آہو پہ پھیرتے ہیں چھری آنکھ مار کے — مصحفیؔ

۱۵۔ آنکھ میں پانی نہ ہونا:

(حدیث) **جَمَدَتْ عَیْنُہٗ** [لغات الحدیث]

ترجمہ: اس کی آنکھ میں پانی نہیں رہا۔

جَمَدَ یَا جُمُوْدٌ: جم جانا یا خشک ہو جانا۔

حدیث شریف میں سخت دل اور بے مروت کے معنی میں آیا ہے۔ اُردو میں آنکھ میں پانی نہ ہونا، آنکھ کا پانی ڈھلنا، آنکھ کا پانی مرنا، وغیرہ محاورے، بے شرم و بے حیا اور بے مروت کے معنی میں مستعمل ہیں۔

کرتے ہیں رندوں کو یہ منع شراب
زاہدوں کی آنکھ میں پانی نہیں — آغا حجوؔ

شبنم کو نگاہوں سے جگہ دیتی ہے نرگس
کیا آنکھ کا پانی چمنستاں میں ڈھلا ہے — امانتؔ

ڈھل گیا آنکھوں کا نرگس کے کچھ ایسا پانی
ہوگیا کوفت سے شبنم کا کلیجا پانی — شعورؔ

۱۶۔ آنکھیں اندر دھنس جانا:

(حدیث) **اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ ھَجَمَتْ عَیْنَاکَ وَنُفِھَتْ نَفْسُکَ**

[متفق علیہ. عن عبداللہ بن عمروؓ]

ترجمہ: البتہ اگر جو تو یوں نہیں کرے گا تو دونوں تیری آنکھیں ناتوانی سے اندر گھس جائیں گی اور ضعیف ہو جائے گی تیری جان (یعنی حد سے زیادہ عبادت و ریاضت نہیں چاہیے)

حضرت عمرو بن العاص نے اپنے بیٹے عبداللہ کی آپ ﷺ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا۔

هَجَمٌ یا هُجُوْمٌ اندر گھس جانا۔

اُردو میں آنکھیں اندر دھنس جانا، کم زوری و ناتوانی کے معنی ہیں۔

فرقتِ نور نظر کاہش فضا ہے دیکھیے
روتے روتے آنکھیں اندر دھنس گئیں یعقوب کی — مسرورؔ

انھیں معنی میں آنکھیں ڈگر ڈگر کرنا بھی آتا ہے۔

ضعف سے کچھ نظر نہیں آیا
کر رہی ہیں ڈگر ڈگر آنکھیں — داغؔ

۱۷۔ آنکھیں بہہ نکلنا:

(حدیث) **ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عیناهُ** [بخاری، موطا. عن ابی ہریرہؓ]

ترجمہ: اللہ کو تنہائی میں یاد کیا پھر اس کی آنکھیں بہہ نکلیں (اپنے گناہوں کو یاد کرکے رودیا)

فَضٌّ: بہانا، تقسیم کرنا۔ **فَضَّ الْمَاءَ یا اِفْتَضَّهُ** آتا ہے۔ اس نے پانی بہایا۔

اُردو میں آنکھیں پانی ہو کر بہہ نکلیں، آتا ہے۔ رونے کے مبالغہ کے لیے۔

اک نظر دیکھنے کی حسرت میں
آنکھیں تو پانی ہو بہیں پیارے — میرؔ

آنکھیں بہانا بھی آتا ہے۔ مسلسل گریہ کرنا۔

بہنا کچھ اپنی آنکھ کا دستور ہوگیا
دی تھی خدا نے آنکھ پہ ناسور ہوگیا — سوداؔ

۱۸۔ آنکھیں سفید کر لینا/ ہونا:

(حدیث) **اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ مُرْهُ الْعُیُوْنِ مِنَ الْبُکَاءِ** [النہایة]

ترجمہ: اللہ کے ولی روتے روتے آنکھیں سفید کر لیتے ہیں۔ (خوف وخشیت الٰہی سے اپنے گناہ یاد کرکے)

مَرَہُ آنکھ میں سرمہ نہ ہونے کے سبب ڈھیلے سفید پڑ جانا۔
اُردو میں انھیں معنی میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

ہے یہی گریہ تو پھر کیسی بصارت اے اسیرؔ
ایک دن کر دیں گے آنکھوں کو مری آنسو سفید — اسیرؔ

روتے روتے شام فرقت میں ہوئیں آنکھیں سفید
اب سوادِ دیدۂ اہلِ وطن درکار ہے — بلالؔ

رو رو کے ان کی یاد میں آنکھیں کروں سفید
بس یوں ہی صبح ہوگی شب انتظار میں — مہرؔ

۱۹۔ آنکھیں کھلی رکھنا:

(حدیث) اِذَا شَخَصَ الْبَصَرُ [مسلم. عن ابی ھریرۃؓ]
ترجمہ: جب آنکھ کی ٹکٹکی بندھ جائے (آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں میت کے لیے)
صحیح مسلم باب الجنائز میں حدیث مذکور ان الفاظ میں مروی ہے۔
(حدیث) اَلَمْ تَرَوَا الْاِنْسَانَ اِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصُرُہٗ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَذَالِکَ حِیْنَ یَتْبَعُ بَصُرُہٗ نَفْسَہٗ [عن ابی ھریرہؓ]
ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے ہو آدمی کو جب مر جاتا ہے تو اس کی آنکھیں اوپر کی طرف کھلی رہ جاتی ہیں۔ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سو وہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس کی بینائی جان کی پیروی کرتی ہے۔
اُردو میں حسرت اور حیرت کے موقع پر یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

دیکھ کر صورت سحر اُس مہر پر تنویر کی
رہ گئیں آنکھیں کھلی آئینۂ تصویر کی — نکہتؔ

شوقِ نظارۂ قاتل جو پس از ذبح نہ تھا
کیوں کھلی رہ گئیں میری تہِ خنجر آنکھیں — غافلؔ

آنکھیں کھلنا، حقیقت کا ادراک ہونے کے معنی میں۔

نہیں کھلتیں آنکھیں تمھاری ٹک کہ مآل پر بھی نظر کرو
یہ جو وہم کی سی نمود ہے اسے خوب دیکھو تو خواب ہے — میرؔ

آنکھیں کھلی رہنا، زندہ سلامت ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

جب تلک آنکھیں کھلی ہیں دکھ پہ دکھ دیکھے گا یار
مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں — سوزؔ

ٹکٹکی باندھنا، ٹکٹکی جمانا، ٹکٹکی لگانا بھی آتا ہے۔ مسلسل دیکھتے رہنا بغیر پلکیں جھپکائے۔

یاد میں شب کو بیاض صبح کی
چشم اختر سے لگی ہے ٹکٹکی — سوداؔ

۲۰۔ آنکھیں نیچی رکھنا:

(حدیث) عَضُّوْا الْاَبْصَارَ فَاِنَّہٗ اَرْبَطُ لِلْجَاشِ [البدایة والنهایة. ابن کثیر]

ترجمہ: آنکھیں نیچی رکھو اس سے دل مضبوط ہوتا ہے۔

غَضٌّ: جھکانا، نیچے رکھنا۔

ایک حدیث میں ہے۔

اِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفُہٗ [طبرانی فی الکبیر. عن الحسن بن علیؓ]

ترجمہ: آں حضرت ﷺ جب خوش ہوتے تو نگاہیں نیچے رکھتے (از راہِ عجز)۔

ایک روایت میں اس طرح آتا ہے۔ اِذَا فَرِحَ غَضَّ بَصَرَہٗ معنی وہی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے۔ حُمَادِیَاتُ النِسَاءِ غَضُّ الْاَطْرَافِ ۔اچھی عورتیں وہ ہیں جو نگاہیں نیچی رکھتی ہیں۔ (شرم وحیا سے)

اُردو میں آنکھیں نیچی رکھنا/کرنا، انھیں معنوں میں مستعمل ہے۔

نیچی کر لیتے ہیں شرما کر دم گفتار آنکھ
بات بھی کرتے نہیں مجھ سے وہ کر کے چار آنکھ — رندؔ

نگاہیں نیچی رکھنا/کرنا بھی ہے۔

شکوہ کہاں کا میرا تو بس جی نکل گیا
نیچی نگاہ ہوگئی جس وقت یار کی — سخنؔ

۲۱۔ اپنی اپنی گوراپنی اپنی منزل (مثل):

(حدیث) فَتَرَ دَّای قَبُرِہٖ اَوُفِیُ النَّارِ [النھایة]

ترجمہ: وہ اپنی قبر یا دوزخ میں گر گیا۔

اِرُدَاءٌ ۔ ہلاک کرنا، گرانا۔

ایک حدیث میں ہے۔

مَنُ نَصَرَ قَوُمَهٗ علیٰ غَیُرِ الُحَقِّ فَھُوَ کَالُبَعِیُرِ الَّذِیُ رَدٰی فَھُوَ یُنُزَعُ بِذَنبِہٖ [ابو داؤد. عن عبدالله بن مسعودؓ]

ترجمہ: جو شخص اپنے اہلِ قوم کی ناحق پر مدد کرے اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو کنویں یا گڑھے میں گر گیا ہو۔ اب اس کو دم پکڑ کر نکالیں (ایسا شخص جو گمراہی کے گڑھے میں گر گیا اب اس کا نکلنا دشوار ہے)

یعنی ہر شخص خود اپنے عمل کا ذمے دار ہے۔ اُردو میں انھیں معنی میں یہ محاورہ آتا ہے۔

آسماں پر روح، تن زیرِ زمیں کیوں کر نہ جائے
اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل چاہیے — آتش

منزل ہے اپنی اپنی قلق اپنی اپنی گور
کوئی نہیں شریک کسی کے گناہ میں — قلق

۲۲۔ اپنے ہاتھوں گرنا/ برباد ہونا:

(حدیث) خَرَرُتَ مِنُ یَّدَیُکَ [کنزالعمال. عن حارث بن عبدالله بن اوسؓ]

ترجمہ: تو اپنے ہاتھوں آپ گرا (اپنے ہی کیے کی سزا پائی)

خَرَّ وَخَرِیُرًا کے معنی ہیں کسی چیز کا آواز کے ساتھ گرنا۔

قرآن مجید میں ہے:

کَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاء [۲۲۔الحج۳۱]

وہ گویا ایسا ہے جیسے آسماں سے گر پڑے۔

حدیث مذکور میں از خود اپنے عمل سے نقصان اُٹھانے کا مفہوم ہے۔ اُردو میں انھیں معنی میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

ہم تو برباد ہوئے عشق میں اپنے ہاتھوں
کوئی بدخواہ نہیں اپنے سے بڑھ کر اپنا — داغ

اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنا بھی آتا ہے۔

اپنے ہاتھوں قبر اپنی کھودتا ہے کوہ کن
فائدہ کیا بے ستوں پر ہوگا جوئے شیر کا

۲۲۳۔ اُف نہ کرنا/کہنا:

(حدیث) مَاقَالَ لِیُ قُطُّ اُفٍّ [مسلم، ابی داؤد. عن انسؓ]

ترجمہ: (حضرت انسؓ نو سال کی عمر سے آپ ﷺ کی خدمت میں رہے ہیں فرماتے ہیں)۔ آں حضرت ﷺ نے کبھی مجھ کو اُف تک نہیں کہا۔

قَطْ بمعنی بس بس۔ جیسا کہ دوزخ کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

حَتّٰی یَضَعَ الْجَبَّارُ فِیْھَا قَدَمَہٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ [ترمذی. عن قتادہؓ]

ترجمہ: (دوزخ برابر کہتی رہے گی اور کچھ ہے اور کچھ ہے) یہاں تک اللہ رب العزت اپنا مبارک قدم اس میں رکھ دیں گے تب وہ کہے گی، بس بس۔

یہی لفظ جب تشدید طا سے آتا ہے یعنی قُطُّ تو اس کے معنی ہوتے ہیں کبھی۔ یعنی آپ نے کبھی اُف تک نہیں کہا۔

حدیث مذکور میں ناراض ہونا، برا بھلا کہنا، ڈانٹنا ڈپٹنا کے معنی میں ہے۔ اُردو میں اُف نہ کرنا۔ انتہائی ضبط و تحمل کا مظاہرہ کرنا، حرف شکایت زبان پر نہ لانے کے معنی میں آتا ہے۔ اور یہ حدیث کا ہی رہینِ منت ہے:

تم قسم لو کہ سوزشِ دل سے
اُف بھی کی ہو اگر زبان جلے — قلق

سوزش دل سے زبان کو نہ ہوئی آگاہی
اُف کیا منہ سے نہ ہم نے نہ کھلا راز اپنا — آتش

دل رکھ تو دیا ہے نگہِ یار کے آگے
اُف کر نہیں سکتا ہوں خبردار کے آگے — داغ

۲۴۔ اُلٹے پاؤں پھرنا:

(حدیث) **فَرَجَعَ صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلّم یُقَھقِرُ**

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اُلٹے پاؤں پھرے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

یَرِدُ عَلَیَّ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ رَھۡطٌ مِّنۡ اَصۡحَابِیۡ، فَیُعَلَّؤُنَ عَنِ الۡحَوۡضِ فَاَقُوۡلُ یَارَبِّ اَصۡحَابِیۡ، فَیَقُوۡلُ اِنَّکَ لَاعِلۡمَ لَکَ بِمَا اَحۡدَثُوۡا بَعۡدَکَ، اِنَّھُمۡ ارۡتَدَّوۡا عَلٰی اَدۡبَارِھِمۡ الۡقَھۡقَرٰی۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میرے صحابہ میں سے ایک جماعت پیش کی جائے گی، پھر وہ حوضِ کوثر سے دور کر دیے جائیں گے، میں عرض کروں گا، اے میرے رب یہ تو میرے صحابہ ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمھیں معلوم نہیں کہ انھوں نے تمھارے ساتھ کیا کیا۔ یہ لوگ اُلٹے پاؤں واپس لوٹ گئے تھے۔

قَھۡقَرۃٌ : اُلٹے پاؤں پھرنا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں آتا ہے **رَجَعَ الۡقَھۡقَرٰی** یعنی اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے (تاکہ قبلہ کی طرف پیٹھ نہ ہو)۔

ایک اور حدیث میں ہے: **لَاتُرُدُّوۡھُمۡ عَلٰی اَعۡقَابِکُمۡ** ۔ان کو ایڑیوں کے بل مت لوٹاؤ (یعنی ہجرت کر کے)

ایک اور حدیث میں ہے:

لَمۡ یَزَالُوۡا مُرۡتَدِّیۡنَ عَلٰی اَعۡقَابِھِمۡ [متفق علیه. ابن عباسؓ].

ترجمہ: یعنی برابر ایڑیوں کے بل برگشتہ ہے (اسلام سے پھر کر کفر پر قائم رہے)۔

غرض دونوں طرح کی حدیثوں میں برگشتہ ہو جانا، واپس لوٹ جانا کے معنی میں ہے۔

اُردو میں بھی انھیں معنی میں یہ محاورہ مستعمل ہے۔

جلوہ دکھا کے رنگِ جوانی ہَوا ہوا
آتے ہی اُلٹے پاؤں پھرے دن بہار کے — امیرؔ

آتے آتے کیوں نہ اُلٹے پاؤں بھاگے دور سے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے — ناسخؔ

اُلٹے پیروں پھرنا بھی آتا ہے۔

سنا ہم کو آتے جو اندر سے باہر
پھرے اُلٹے پیروں وہ باہر سے باہر — شاد

۲۵۔ انگاروں پر لوٹنا/انگارے پھانکنا:

(حدیث) سَاَلْتُکُمْ تَلْتَمِسُوْ اِلیٰ خَمْرَۃً فَاَلْقَیْتُمُوْنِیْ عَلٰی جَمْرَۃٍ
[لغات الحدیث. مادہ جَمْرُ]

ترجمہ: میں نے تم سے یہ خواہش کی کہ شراب ڈھونڈ و تم نے مجھ کو انگارے پر ڈال دیا۔

جَمْرُ: آگ کی چنگاری یعنی انگارے جَمْرَۃٌ کی جمع جَمْرَۃٌ کنکری اس کی جمع جَمَرَاتٌ اور جَمَارٌ آتی ہے۔ اَجْمَرَ الثَّوْبَ محاورہ ہے۔ کپڑے کو دھونی دینا۔

ایک جگہ آتا ہے۔

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْئَالُ جَمْرًا [مسلم. عن ابی ھریرہؓ]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو شخص مال کو بڑھانے کی خاطر لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے لیے انگارے مانگتا ہے۔ (یعنی وہ چیز جو قیامت میں اس کے لیے انگارہ بن جائے گی)

فَاَلْقَیْتُمُوْنِیْ عَلٰی جَمْرَۃٍ کے معنی ہوئے مجھ کو انگارے میں ڈال دیا۔

اُردو میں انگارے پر لوٹنا، بے تاب و بے قرار ہونے کے لیے آتا ہے۔ تڑپنے کے معنی میں۔

لوٹا کرتا ہوں شبِ ہجر میں انگاروں پر
جلنے لگتا ہے، جدھر رکھتا ہوں پہلو اپنا — رندؔ

رشک وحسد سے جلنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

لوٹتا ہے کیا ہی انگاروں پہ شعلہ رشک سے
جب سے دیکھا ہے ترے تفتیدہ دل کا اضطراب — بحرؔ

انگارے پھانکنا۔ ایسا کام کرنا جس کی پاداش بہت سخت ہو۔ یہ محاورہ ٹھیک حدیث مذکور ہی کا رہینِ منت ہے۔

انگارے پھانکنا ہے یہ پینا شراب کا
کٹتی ہے کس عذاب میں فصلِ خزاں تمام — کیفؔ

۲۶۔ انگلیاں توڑنا/چٹخانا:

(حدیث) لَایَنُقِضُ الرَّجُلُ اَصَابَعَهٗ فِیُ الصَّلٰوۃِ [لغات الحدیث مادہ نقض]

ترجمہ: نماز میں انگلیاں نہ توڑے (چٹخائے نہیں)

اِنُتِقَاضٌ: انگلیاں چٹخانا۔ زبان تالوں سے لگا کر پکارنا، ٹوٹنا وغیرہ۔

اُردو میں بعینہٖ یہی محاورہ ہے۔

ہے سراپا راگ کی تصویر وہ مُطرب پسر
توڑے انگلی بھی اگر نے کی صدا پیدا کرے — اسیرؔ

انگلیاں چٹکنا۔

شانے سے کبھی ایک چٹکتی نہیں انگلی
زُلفوں کی ہمیں لیتے بلائیں ہیں چٹاچٹ — ظفرؔ

۲۷۔ انگلیاں کانوں میں دینا:

(حدیث) مَنُ اَدُخَلَ اِصُبَعَیُهِ فِیُ اُذُنَیُهِ سَمُعَ خَرِیُرَ الْکَوُثَرِ [ابویُعلی. عن عائشہؓ]

ترجمہ: جو شخص اپنی انگلیاں کانوں میں دے وہ کوثر کی آواز سنے گا۔ (یعنی باہر کے شور سے محفوظ رہے اور توجہ ایک طرف مرکوز ہو جائے)۔

اُردو میں کسی کی بات کو نہ سننے کے لیے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

اے مؤذن چپ بھی رہ تو پھر چکا اسلام سے
انگلیاں کانوں میں دیتا ہے خدا کے نام سے — شوقؔ قدوائی

۲۸۔ بات کاٹنا:

(حدیث) فَنَا قَضَنِیُ وَنَاقَضُتُهٗ [تحفۃ الاحوذی. للمبارک بوری]

ترجمہ: وہ میری بات کاٹتا تھا میں اس کی بات کاٹتا تھا۔

نَــــــقْــــــضٌ: ابرام کی ضد ہے۔ اس کے معنی کسی چیز کا شیرازہ بکھرنے کے ہیں۔ اسی سے مُنَاقَضَۃٌ مخالف ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ اس اعتبار سے حدیث مذکور میں قطع کرنے یا کاٹنے کے معنی میں ہے۔ اُردو میں یہی محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

ہماری بات کاٹی غیر کی تائید کی اس نے
گھٹانا اس کو کہتے ہیں بڑھانا اس کو کہتے ہیں　　　　جرأتؔ

۲۹۔ باز کی طرح جھپٹنا:

(حدیث) یَھْوِیْ ھُوِیَّ الْاَجَادِلِ [النھایۃ حدیث مُطَرِّف]

ترجمہ: اس طرح گرتا ہے جیسے باز شکار پر۔

ھَوَیٰ یَھْوِیْ ھَوِیًا۔ اوپر سے نیچے گرنا اور **ھُوِیٌّ** جلدی چلنے کے معنی میں آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی کیفیت اس طرح بیان ہوئی ہے۔

کَاَنَّمَا یَھْوِیْ مِنْ صَبَبٍ

ترجمہ: گویا اوپر سے نیچے اُتر رہے ہیں [یعنی آگے زور دے کر چلنا جیسے قوی لوگ چلتے ہیں]

باز بھی شکار پر اسی طرح گرتا ہے۔ تیز اور جلدی۔ اُردو میں بولتے ہیں، اس طرح گرتے ہو جیسے باز شکار پر۔

بالِ جبریل میں علّامہ اقبال کی ایک نظم ''شاہین'' ہے اس کے شعر ہیں۔

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ
جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

اُردو میں کسی شے پر گرنا۔ کنایتہً انتہائی طلب اور خواستگاری سے کسی چیز کی طرف مائل ہونے کے معنی میں آتا ہے۔

اس کی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھ دوں
دیکھیے گرتے ہیں پھر اہلِ تماشا کس پر　　　　ناسخؔ

۳۰۔ باگ ڈھیلی چھوڑنا:

(حدیث) لاَ تَثْنِیْ عِنَانکَ اِلیٰ اسْتِرْسَالِ فَیُسَلِّمُکَ اِلیٰ عِقَالٍ [لغات الحدیث مَادہ رَسُلٌ]

ترجمہ: اپنی باگ بالکل ڈھیلی مت چھوڑ، نہیں تو یہ ڈھیلا چھوڑ دینا تیرے پانْو میں رسّی بندھوادے گا۔

ثَنْیٌ: موڑنا، روکنا

اُردو میں باگ ڈھیلی چھوڑنا، مجازاً کسی کو آزاد چھوڑنے کے لیے آتا ہے۔ اسی طرح باگ چھوڑ دینا آتا ہے، گھوڑے کو اس کی مرضی پر چھوڑ دینا۔ ہمیں اس کی مثال میں شعر نہیں مل سکا۔ البتہ باگ روکنا آتا ہے:

دی یہ آواز کہ اے فارس میدانِ الم
روک لے باگ تجھے صاحب دلدل کی قسم — شمیمؔ

باگ کھینچنا، روکنے کے لیے۔

وادیِ مجنوں کی دیتے خاک اُڑا پر اب تلک
توسنِ وحشت کی کھینچے باگ آئے ہم تو ہیں — ظفرؔ

۳۱۔ پانْو تلے مَلنا / پانْو کے نیچے ملنا:

(حدیث) مَاَثَرَ الْجَاھِلِیَّۃَ تَحْتَ قَدَمَیَّ اِلاَّ سِقَایَۃِ الْحَاجِّ وَسَدَانَتِ الْبَیْتِ [ابو داؤد. عن عبداللّٰہ بن عمروؓ]

ترجمہ: جاہلیت کے قابلِ ذکر کارناموں میں سے ہر کارنامہ میرے قدموں تلے ہے بجز حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام اور خانۂ کعبہ کی خدمت گزاری کے۔

(حدیث) اَلاَ اِنَّ کُلَّ دَمٍ وَّمَاْثُرَۃٍ تَحْتَ قَدَمَیَّ ھَاتَیْنِ

ترجمہ: دیکھو (جاہلیت کے زمانہ کا) ہر خون اور فخر و افتخار میرے ان دونوں پانْو تلے ہے (یہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا)۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔

اَلاَ کُلُّ شِیُیءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَحْتَ قَدَمِیَّ [عن جابرؓ]

ترجمہ: جان رکھو کہ زمانۂ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

اُردو میں پاؤں تلے ملنا، روندنا، تکلیف دینے کے معنی میں ہے۔

مور آسا اُسے اے چرخ نہ مل پاؤں تلے
دل میں جو تخت سلیماں کی ہوا رکھتا ہوں — شاہ نصیرؔ

پاؤں کے نیچے ملنا بھی آتا ہے۔ مجازاً حقیر و ذلیل کرنا۔

دل کو میرے پاؤں کے نیچے ملا
سر پہ میرے یار کا احساں ہوا — بحرؔ

۳۲۔ پاؤں زمین سے چمٹ جانا:

(حدیث) فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ [بخاری. عن سعید بن جبیرؓ]

ترجمہ: آپ کے پاؤں زمین سے چمٹ گئے۔

لَزَقٌ کے معنی ہیں پیاس سے چپک جانا۔

ایک جگہ آتا ہے:

خَطَبَ اِلٰی لِزْقِ جِذْعٍ [ترمذی. عن انس بن مالکؓ]

ترجمہ: آں حضرت ﷺ نے ایک ستون سے لگ کر خطبہ دیا۔

اُردو میں اس کے برعکس پاؤں میں زمین نہ لگنا آتا ہے، مسلسل چلتے رہنا۔

لگتا نہیں ہے پاؤں زمیں میں جو اے جنوں
صحرا نوردِ عشق مگر گردباد ہے — شعورؔ

۳۳۔ پاؤں کی آہٹ ہونا:

(حدیث) فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشَفَ قَدَمِیْ [مسلم. عن ابی ھریرۃؓ]

ترجمہ: میری ماں نے میرے پاؤں کی آہٹ سنی۔

خَشَفَ وَخَشَفَةٌ آواز کرنا، حرکت کرنا، آہٹ ہونا۔ اور خُشُوفٌ رات کے وقت چلنے کے لیے آتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

قَالَ لِبِلَالٍ مَاعَمَلُکَ فَاِنِّیْ لَا اَرَانِیْ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَاَسْمَعُ الْخَشَفَةَ فَاَنْظُرُ اِلَّا رَاَیْتُکَ. [النھایة]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا تم کیا عمل کرتے ہو کہ میں جنت میں گیا ایک آہٹ سنی دیکھا تو وہ تم ہو۔

اُردو میں یہ محاورہ بھی حدیث مذکور ہی سے ماخوذ ہے۔

سحر تک ہجر کی شب در کو کھولا لاکھ بار اُٹھ کر
گماں ہر مرتبہ گزرا ترے پانْو کی آہٹ کا — رندؔ

۳۴۔ پانْو میں زنجیر پڑنا:

(حدیث) لَاتَثْنِیْ عِنَانِکَ اِلیٰ اسْتِرْسَالٍ فَیُسَلِّمَکَ اِلیٰ عَقَالٍ [لغات الحدیث]

ترجمہ: اپنی باگ بالکل ڈھیلی مت چھوڑ، نہیں تو یہ ڈھیلا چھوڑ دینا تیرے پانْو میں رسی بندھوا دے گا۔

اِرْسَالٌ، رَسُلٌ سے بمعنی چھوڑ دینا۔

اَلْسَلَمُ: سلامتی، تابع داری، قید، قیدی وغیرہ۔

عِقَالٌ: رسی جس سے اُونٹ کے پانْو باندھے جاتے ہیں۔

اُردو میں پانْو میں زنجیر پڑنا، پانْو میں بیڑی پڑنا، پابند ہونے کے معنی میں آتا ہے۔

کیوں نہ چلنے سے رہے رفتارِ جاناں دیکھ کر
پڑ گئی آبِ رواں کے پانْو میں زنجیرِ موج — ناسخؔ

۳۵۔ پانی سر سے اُونچا ہونا/گزرنا:

(حدیث) قَدْبَلَغَ السَّیْلُ الزُّبیٰ وَجَاوَزَالْحِزَامُ [النہایہ من حدیث عثمانؓ]

ترجمہ: سیلاب ٹیلے سے اونچا ہو گیا اور کمر بند چھاتیوں سے پار ہو گیا۔

یہ ایک مثل ہے جو شر اور برائی کے حد سے بڑھ جانے پر کہی جاتی ہے۔ انھیں معنی میں اُردو میں پانی سر سے اونچا ہونا آتا ہے۔ یعنی کسی امر کا انتہا کو پہنچ جانا۔

جب گداز دل سے تن کا حال پتلا ہو گیا
میں بھی یہ رویا کہ پانی سر سے اونچا ہو گیا — فیض لکھنوی

طرفہ رونا ہے میں اس دیدۂ تر سے گزرا
چار ہی اشکوں میں پانی مرے سر سے گزرا — مصحفی

۳۶۔ پتھر سے نصیب پھوٹنا:

(حدیث) اِنْ قَرَبْتَھَا فَضَخَتْ رَأسَکَ بِالْحِجَارَۃِ [النھایۃ فی حدیث علیؓ]

ترجمہ: اگر تو اُس کے نزدیک جائے تو پتھر سے تیرا سر پھوڑ ڈالے گی۔

فَضَخٌ: جوف دار چیز (اندر سے خالی جیسے کھوپڑی، خربوزہ وغیرہ) کو توڑنا۔ سر توڑنے کے لیے فَضَخَ رَأسَہٗ کہتے ہیں۔ یا فَضَخَ عَیْنَہٗ اسکی آنکھ پھوڑ دی۔

اُردو میں پتھر سے سر پھوڑنا آتا ہے کوڑھ مغز کے لیے۔ جب کسی کے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی ہو تو کہتے ہیں جاؤ پتھر سے سر پھوڑو۔

پتھر سے نصیب پھوٹنا، انھیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اک بت سے معاملہ ہے درپیش
پتھر سے نصیب پھوٹتے ہیں — بحرؔ

۳۷۔ پردہ رکھنا/ رہ جانا:

(حدیث) اِنَّ اللّٰہَ لَایَھْتِکُ سَتَرَ عَبْدَ فِیْہِ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَیْرٍ [مسند فردوس. عن انسؓ مرفوعاً]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کا پردہ چاک نہیں کرتا جس میں ایک ذرہ بھی نیکی ہو۔

ھَتَکٌ: پھاڑنا، رسوا کرنا، فضیحت کرنا۔

اُردو میں پرکھنا۔ عزت وآبرو بچانے کے لیے آتا ہے۔

بس بہت رسوا ہوئے اب خاک کا پیوند کر
ہم گنہگاروں کا پردہ رکھ لے تو اے پردہ پوش — رندؔ

پردہ رہ جانا۔ عزت بچ جانا۔

نام عالم میں رہے، بات خدا یا رہ جائے
پردۂ خاک میں چھپ جاؤں تو پردہ رہ جائے — برقؔ

پردہ رہتا نظر آتا نہیں اُس کا
ہے دست جنوں میری طرح جامہ در گل — رندؔ

۳۸۔ پردہ فاش کرنا:

(حدیث) وَجَّهْتِ سَجَافَتَهُ [النهاية]

ترجمہ: تم نے اپنا پردہ کھول دیا۔

یہ حضرت ام سلمیٰؓ نے حضرت عائشہؓ سے اس وقت کہا تھا جب وہ بصرہ جانے لگیں (یعنی پردہ کو سامنے سے ہٹا دیا جس کی آڑ میں رہنے کا حکم تھا)۔

سَجَافٌ: پردہ، اس کی جمع **سَجُوفٌ و اِسْجَافٌ** آتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

حَتّٰی کَشَفَ سِجُفَ حُجْرَتِهِ [مسلم باب استحباب الوضع من الدين]

ترجمہ: یہاں تک کہ آپ نے اپنے حجرے کا پردہ اُٹھایا۔

اُردو میں اسی ترکیب سے یہ محاورہ آیا ہے۔ راز فاش کرنے کے لیے۔

جی میں آتا ہے کہ اب صاف پہن کر زُنّار
کیجیے فاش اس بتِ غارت گردیں کا پردہ — جرأتؔ

رونے کے بدلے حال پہ اپنے ہنسا کیے
پردہ ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا — آتشؔ

پردہ کھلنا یا کھولنا بھی آتا ہے۔

رنؔد کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھرے کا پردہ
لکھنؤ اہلِ ہنر کے لیے ٹکسال ہے آج — رندؔ

۳۹۔ پسینا آنا

(حدیث) اَلْمُؤْمِنُ یَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِیْنِ (ابی داؤد، ترمذی، نسائی، عن بریدہؓ، مرفوعاً)

ترجمہ: مومن کی پیشانی پر موت کے وقت پسینا آجاتا ہے۔ (موت کی سختی کے سبب)

اُردو میں پسینا آنا، پسینوں پر پسینے آنا، انتہائی شدت کے موقع پر بولتے ہیں۔

تپ غم شمع ساں ہوتی نہ تھی کم
اور آتے تھے پسینوں پر پسینے — ذوقؔ

پسینے پسینے ہونا

یہ حالت ہوئی داغ کا نام سن کر
پسینے پسینے وہ نازک بدن ہے — داغؔ

۴۰۔ پلک جھپکنا:

(حدیث) فَلا تَكِلْنِيْ اِلىٰ نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ [ابو داؤد. عن ابی بکرہؓ]

ترجمہ: (اے اللہ) ایک پلک جھپکنے کے موافق بھی مجھ کو میرے نفس کے حوالے نہ کر۔

طَرْفٌ : پلکیں ملانا، پلک ہلانا، طماچہ مارنا۔ لیکن جب طَرْف بَصَرَہٗ اَوْبِعَيْنِهٖ آتا ہے تو پلک جھپکنے کے معنی دیتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ [بخاری. عن ابی سعیدؓ]

ترجمہ: مومن پل صراط پر سے ایسے گزر جائے گا جیسے نگاہ دوڑ جاتی ہے۔ یعنی پلک جھپکنے میں۔

اُردو میں نہایت قلیل زمانے کے معنی میں پلک جھپکنا آتا ہے۔

پلک ذرا نہ جھپکتی تھی دل دھڑکتا تھا
کسی کے وعدے پہ حالت تھی یہ ہماری رات — جرأت

اس نے جب آنکھ سے ملائی آنکھ
لے گیا دل پلک جھپکنے میں — داغؔ

دنیا کی سیر تھی کہ تماشا عدم کا تھا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا — امیرؔ

۴۱۔ پھونک دینا/کان میں پھونک مارنا:

(حدیث) نَفَحَتْ نَفْخَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ [لغات الحدیث مادہ نفخٌ]

ترجمہ: شیطان نے یہ پھونک دیا (خبر پھیلا دی کہ آں حضرت ﷺ کو مکّہ کے کافروں نے پکڑ لیا۔ حضرت زبیرؓ یہ سن کر تلوار لیے ہوئے آئے اور کہنے لگے مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ کو کافروں نے پکڑ لیا)

نَفَعٌ ۔ پھیلنا، نَفُحَةُ الرِّیُحُ ہوا کا جھونکا۔ نَفُحَةُ الطَّیِّبُ ،خوشبو کی بھڑک۔
اور نَفُحَةٌ بطور استعارہ کبھی شر کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَئِنُ مَسَّتُهُمُ نَفُحَةٌ مِّنُ عَذَابِ رَبِّکَ [۲۱.الانبیاء. ۴۶]

ترجمہ: اوران کو اگر تمھارے پروردگار کا تھوڑا سا بھی عذاب پہنچے۔

نَفَخٌ منہ سے پھونک مارنا۔ نَفَخَ الشَّیُطَانُ فِیُ اَنُفِهٖ ۔ شیطان نے اس کی ناک میں پھونک دیا (یعنی حقیقت کے برخلاف بڑھ چڑھ کر باتیں کیں) مسند احمد میں نَفُخَ الشَّیُطَان فِیُ مَنُخَرِیُهَا [عن السائب بن یزیدؓ] آیا ہے، مطلب ایک ہی ہے۔
ایک حدیث میں آتا ہے۔

اَعُوُذُ بِاللّٰهِ مِنُ نَفُخِهٖ وَنَفُثِهٖ [ابی داؤد، ابن ماجه، عن جبیر بن مطعمؓ]

ترجمہ: اللہ کی پناہ شیطان کی پھونک سے (یعنی کبر وغرور سے) اور اس کے جادو سے۔

جامع اللغات میں ہے ''شیطان نے کان میں پھونک ماردی''۔ یعنی مغرور بنا دیا۔

اُردو شاعری میں کان میں پھونک دینا، چپکے چپکے کچھ کہہ دینے کے لیے آتا ہے۔

الٰہی کان میں کیا اس صنم نے پھونک دیا
کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پہ سب اذاں کے لیے — ذوقؔ

بدگوئی کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

کیا جانیے کیا پھونک گئے کان میں واں غیر
کچھ ایسی لگائی کہ بجھائی نہیں جاتی

مطلق پھونک دینا، جلا کر خاکستر کر دینے کے لیے آتا ہے۔

غضب کی لاگ تھی کم بخت برق کو مجھ سے
چمن کو پھونک دیا ایک آشیاں کے لیے — امیرؔ

۴۲۔ پیٹ پر پتھر باندھنا:

(حدیث) عَنُ اَبِیُ طَلُحَةَ قَالَ شَکُوُنَا اِلٰی رَسُوُلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ مِنَ الُجُوُعِ وَرَفَعُنَا عَنُ بُطُوُنِنَا عَنُ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ عَنُ حَجَرَیُنِ. [ترمذی]

حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آں حضرت ﷺ کے سامنے اپنی بھوک کی شدت بیان کی اور پیٹ سے کپڑا اُٹھا کر دکھایا کہ ہم نے ایک ایک پتھر باندھ رکھا ہے چناں چہ آپ نے اپنا کپڑا اُٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

یہ محاورہ حدیث مذکور ہی سے اُردو میں آیا ہے۔ بے انتہا بھوک کی حالت کو ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں۔

کافیؔ مرادآبادی کا شعر ہے:

کہ مارے بھوک کے ہم نے شکم پر
رکھا ہے باندھ کر ایک ایک پتھر

۴۳۔ پیٹ کی مار پڑنا/ مار مارنا:

(حدیث) اِنْ کُنَّ اِذَا جَعُتُنَّ دَقَعْتُنَّ [کنز العمال]

ترجمہ: تم عورتوں کی خصلت ہے جب پیٹ کی مار پڑتی ہے تو عاجزی کرتی ہو۔

یہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔

دَقُعٌ: مطلب براری کے لیے عاجزی کرنا، گڑگڑانا۔ اُردو میں اسی مفہوم میں یہ محاورہ وجود میں آ گیا۔

روندنی پھرتی ہے باندھی پانْو کے نیچے اناج
تو نہیں ڈرتی نگوڑی پیٹ کی بھی مار سے — جانؔ صاحب

۴۴۔ پیٹھ پھیرنا/ کرنا:

(حدیث) اِیَّاکُمْ وَالتَّدَابُرَ [مجمع الزاوائد للھیشمی]

ترجمہ: ایک دوسرے سے پیٹھ کرنے سے بچو (باہم رنج و عداوت سے بچو)

ایک حدیث میں ہے۔

لَاتَقَاطَعُوْا وَلا تَدَابَرُوْ [مجمع الزاوئد]

ترجمہ: رشتے ناطے مت کاٹو، ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرو (کسی سے رنج پہنچے تو اس کے اظہار کے لیے کرتے ہیں)

اِدْبَارٌ پیٹھ موڑنا، اِقْبَالٌ کی ضد ہے۔ اُردو میں پیٹھ پھیرنا، بوجہ نفرت منہ دوسری طرف کرلینا، منہ موڑنا، بے رخی کرنا۔

بیٹھے ہو پیٹھ پھیر کے تم کس قصور پر　　　عاشق

۴۵۔ پیشانی پر لکھا ہونا:

(حدیث) وَالنَّوَاصِیُ کُلُّهَا بِیَدِکَ [لغات الحدیث]

ترجمہ: ساری پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

وَاَخَذْتَ بِالنَّوَاصِیُ [مجمع الزوائد عن ابی امامه الباهلیؓ]

ترجمہ: تیرے قبضے میں ساری پیشانیاں ہیں۔ یعنی نوشتۂ تقدیر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

پیشانی مجازاً تقدیر یا قسمت کے معنی میں آتا ہے۔

نہ مٹے گا نہ مٹے گا یہ ہے پتھر کی لکیر
وہی پیش آئے گا لکھا ہے جو پیشانی کا　　　واسطی

پیشانی پر لکھا ہونا۔

خلق کی پیشانیوں پر ہے یہی مضمون رقم
سجدہ واجب ہے ترے دروازے کی محراب کا　　　ناسخ

۴۶۔ تلوار حمائل رکھنا:

(حدیث) تَرَدَّوْابِالصَّمَاصِمِ [النهایة]

ترجمہ: تلواروں کو اپنی چادر بناؤ۔

چادر ہمہ وقت ساتھ رہتی ہے اور موسم کے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ گلے میں بھی حمائل رہتی ہے۔

رِدَاءٌ: تلوار کو بھی کہتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے۔

اِنَّ اَرْدِیَةَ الْغُزَاةَ لِسُیُوْفُهُمْ [مُسند عبدالرزاق. عن الحسنؓ مرسلاً]

ترجمہ: مجاہدین کی چادریں تلواریں ہیں۔

اُردو میں تلوار حمائل رکھنا، گردن میں لٹکائے رکھنے کے معنی میں آتا ہے۔

گردن میں میرے ہاتھ نہ پڑ جائیں وصل میں
رکھتے ہو ڈر سے تیغ حمائل تمام رات — عاشقؔ

٤٧۔ تلوار کے سایے میں ہونا:

(حدیث) **اَلْجَنَّةُ تَحۡتَ ظِلَالِ السُّیُوۡفِ** [بخاری باب الجهاد]

ترجمہ: بہشت تلواروں کے سایے تلے ہے۔

اُردو میں تلواروں کی چھاؤں میں یا تلواروں کے سایے میں مستعمل ہے۔ اور یہ حدیث مذکور ہی سے آیا ہے۔

اُنھیں تلواروں کے سایے میں پلے ہیں یہ تُرک
دستِ شفقت ہیں پئے مردم بیمار آنکھیں — قدرؔ بلگرامی

٤٨۔ تھوڑا ہونا کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے (مثل):

(حدیث) **اَلْمَاشُ خَیۡرُ مِّنَ لَّاشِ** [النهاية]

ترجمہ: سامان ہو گو کم سہی مگر کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔

یہ مثل حدیث مذکور ہی سے ماخوذ ہے۔ انگریزی میں بھی یہ مثل ہے۔

(Some things is better than nothing)

ہونا بہتر ہے کچھ نہ ہونے سے — شاکرؔ

٤٩۔ ٹکٹکی بندھنا/ باندھنا:

(حدیث) **اِذَا شَخَصَ الۡبَصَرُ وَحَشۡرَجَ الصَّدۡرُ فَعِنۡدَ ذٰلِکَ اَحَبَّ لِقَاءِ اللّٰه اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ** [مسلم عن ابی ھریرہؓ]

ترجمہ: جب ٹکٹکی بندھ جائے (آنکھیں پتھرا جائیں) اور سینے میں دم اٹک کر خرخر شروع کر دے اس وقت جو کوئی اللہ سے ملنا پسند کرے گا اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرے گا۔

سنن نسائی باب الجنائز میں یہ الفاظ ہیں۔اِذَا طَمَعَ الْبَصَرَ وَحَشَرَجُ الصَدَرُ
اُردو میں ٹکٹکی باندھنا، ٹکٹکی جمانا، ٹکٹکی لگانا، مسلسل دیکھتے رہنا، بغیر پلکیں جھپکائے، آتا ہے۔ جب کہ حدیث مذکور میں نزع کی کیفیت کے لیے آیا ہے۔

ٹکٹکی باندھ کے دیکھے جو تجھے اے نرگس
دونوں دیدے ہوں پٹم ٹکٹی سے وہ یار بندھے — جان صاحب

یاد میں شب کو بیاض صبح کی
چشم اختر سے لگی ہے ٹکٹکی — سوؔدا

۵۰۔ جان لبوں پر آنا/ جان اٹکنا:

(حدیث) لاَ تُمهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحَلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلانٍ وَقَدْ کَانَ لِفُلانٍ
[بخاری. کتاب الزکوٰۃ]

ترجمہ: خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ جب جان حلق تک آ لگے اس وقت تو کہے یہ مال اس کو دینا، یہ مال اس کو دینا، اب تو ان لوگوں کا ہی ہو گیا۔

اُردو میں جان ہونٹوں پر آنا محاورہ ہے۔

شوق میں آ گئی ہے جان مری ہونٹوں پر
آج اے جان کرو وعدہ وفا بوسہ کا — ناسؔخ

لبوں پر دم ہونا بھی آتا ہے۔

دم لبوں پر بھی اگر ہو تو دم اس کا بھریے
جان آنکھوں میں بھی آئے تو نظارہ کیجیے — بحؔر

جان اٹکنا: نزع کی کیفیت کے لیے آتا ہے۔

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آ کے گردن میں
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری — آتؔش

اٹکی تھی ہماری جان اسی میں
رُخصت ہوئے یار کو پا کر — بحؔر

۵۱۔ جلدی کام شیطان کا (مثل):

(حدیث) اَلْعَجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَان [ترمذی. عن سهل بن سعدؓ]

ترجمہ: جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

اَلْــعَــجْــلَةُ ۔کسی چیز کو اس کے وقت مقررہ سے پہلے ہی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔
اس کا تعلق نفسانی خواہشات سے ہے اس لیے اس کو مضموم سمجھا گیا ہے۔قرآن مجید میں ہے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاُرِيْكُمْ اٰيَاتِیْ فَلاَ تَسْتَعْجِلُوْنَ[۲۱. الانبیاء.۳۷]

ترجمہ: انسان جلد باز مخلوق ہے، میں تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا، اس لیے جلدی نہ کرو۔

حکیم ترمذی نے نوادر اصول میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

مَنْ اِسْتَعْجَلَ اَخْطَأَ اَوْ كَادَ: جس نے جلدی کی اس نے خطا کی یا خطا کے قریب ہوا۔

اُردو میں یہ مثل حدیث شریف ہی کی رہین منت ہے۔

ہو تو عاشق سوچ کر اس دشمن ایمان کا
دل نہ کر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا ذوقؔ

۵۲۔ جھائیں آ جانا:

(حدیث) اِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ حَتّٰی اَسْتَغْفِرَ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً [احمد بن حنبل]

آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: میرے دل پر جھائیں آ جاتی ہے (یعنی انسانی خیالات و دنیاوی تفکرات کا غبار چھا جاتا ہے) یہاں تک کہ میں ہر روز ستّر بار استغفار کرتا ہوں۔

اِغْيَانٌ : دل پر خواہش غالب ہونا یا کسی خیال کا دل کو گھیر لینا۔ اَغَانَ الْغَيْنُ یعنی ابر نے گھیر لیا، چھپا لیا۔

غَيْنَ عَلٰی قَلْبِهٖ اس کے دل پر میل آ گیا۔

اُردو میں دل پر میل آنا آتا ہے، ناگواری کا احساس ہونا، طبیعت کا مکدّر رہنا۔

بھائیوں کے دل پہ اس سے میل تک آتا نہیں
جو مصیبت دیکھ کر غیروں کا جی آتا ہے بھر حاؔلی

اُردو میں جھائیں آجانا، جھائیاں پڑنا، شیشہ، دل، چہرے وغیرہ پر تکدّر رونا گواری کے احساس کے اظہار کے لیے آتا ہے۔

روکشی کو اس کے منہ بھی چاہیے
ماہ کے چہرے پہ ہیں سب جھائیاں میرؔ

مٹا دے جھائیاں شیشے کی انفاسِ حقیقت کے
اسی کو دل میں دیکھے گا کہ جس کو ڈھونڈتا ہے تو عزیزؔ لکھنوی

۵۳۔ جھک کر ملنا/ جھک جانا/ جھکنا:

(حدیث) **طَأَطَأَ کُلُّ شَرِیْفٍ لِشَرَ فِکُمْ** [لغات الحدیث]

ترجمہ:ہر شریف تمھاری شرافت کے سامنے جھک گیا(گویا تمھاری شرافت سب سے بڑھ کر ہے)۔

طَأَطَأَۃٌ: جھکنا، خمیدہ ہونا نیچے کی طرف۔تواضع وانکساری کے لیے آتا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے قاتلوں سے کہا جب وہ آپ کو شہید کر رہے تھے کہ:

تَطَأْتُ لَکُمْ تَطَاطُوْءَ الدُّلاۃِ [النہایۃ فی حدیث عثمانؓ]

ترجمہ: میں تو تمھارے سامنے اس طرح جھکا رہا جیسے ڈول نکالنے والے جھکے رہتے ہیں۔

اُردو میں جھک کر ملنا، انکساری کے معنی میں آتا ہے۔

خاکساروں سے ملا کرتے ہیں جھک کر سربلند
آسماں پیشِ زمیں بہر تواضع خم ہوا ناسؔخ

جھک جھک کے ملنا بھی آتا ہے۔

شریکِ حال امیر احسان ہر حالت میں ہے اس کا
صنم جھک جھک کے ملتے ہیں خدا کا فضل شامل ہے امیؔر

جھکنا۔

لیتے ہیں ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر
جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ ذوؔق

جھکنا بمعنی کسی کام پر متوجہ ہونا، مائل ہونا۔

یہ جھکے ان پر تو ان پر بھی جھکے وہ خون خوار
دو طرف دونوں کے بس چلنے لگے تیروں کے وار — انیسؔ

۵۴۔ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا:

(حدیث) مَنْ اَرَادَ الْبَقَاءَ وَلَا بَقَاءَ فَلْیُخَفِّفِ الرِّدَاءَ مِیلَ وَمَا خِفَّةُ الرِّدَاءِ؟ قَالَ قِلَّةُ الدَّیْنِ. [النهایة. حدیث علیؓ]

ترجمہ: جو شخص قائم رہنا چاہے (عزت و آبرو بچانا چاہے) حال آں کہ دنیا میں کسی بھی چیز کو بقا نہیں (ہر چیز فنا ہونے والی ہے صرف اللہ باقی رہے گا) وہ اپنی چادر ہلکی رکھے۔ لوگوں نے پوچھا (یارسول اللہ ﷺ) چادر ہلکی رکھنے سے کیا مراد ہے۔ ارشاد فرمایا قرض کا کم ہونا۔

قرض دار پر بڑا بھاری بوجھ ہوتا ہے اس لیے مجازاً چادر کو ہلکا رکھنے کے لیے کہا کہ یہ ڈھا نپ بھی لیتی ہے۔

اُردو میں چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا یعنی بساط کے مطابق گزر اوقات کرنا آتا ہے۔ کسی نہ کسی طور پر یہ محاورہ بھی حدیث ہی کا رہینِ منت ہے۔

تنگ ہے دل وسعتِ دامانِ محشر دیکھ کر
اے جنوں ہم پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھ کر — داغؔ

۵۵۔ چسکا لگنا:

(حدیث) اِنَّ لِلْاِسْلَامِ ضَرَاوَةً [احمد. عن عبدالله بن عمرؓ]

ترجمہ: اسلام کا چسکا لگ جاتا ہے (قبول کرنے کے بعد نہیں چھوڑا جا سکتا)۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے۔

اِنَّ لِلَّحْمِ ضَرَاوَةً كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ [مسلم]

ترجمہ: گوشت کا چسکا بھی شراب کی طرح لگ جاتا ہے۔

ضَرَاوَةٌ یا ضَرُوٌّ یا ضَرَاءَةٌ، عادت پڑ جانا، لت پڑ جانا، چسکا لگ جانا۔

اُردو میں چسکا لگنا، ہونا، پڑنا آتا ہے۔

لب شیریں کا ہمیں پڑ گیا چسکا ایسا
کہ زبان تارکِ لذّت نہیں ہونے پائی — بحرؔ

چسکا ہونا:

بیٹھے بیٹھے آپ سے کر بیٹھتا ہوں کچھ گناہ
پانْو پڑنے کا جو اس کے مجھ کو چسکا ہوگیا — جرأت

زبان کا چسکا لگنا:

بوسہ طلب کیا تو دیا ہنس کے یہ جواب
منہ کی کھلائے گا تجھے چسکا زبان کا — برقؔ

۵۶۔ چوٹی سے ایڑی تک پسینا بہنا

(حـدیـث) یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِی الاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعاً وَّیُلْجِمُهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ (متفق علیه. عن ابی هریرهؓ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے قیامت کے دن لوگوں کا پسینا نکلے گا یہاں تک کہ ان کا پسینا زمین میں ستر گز گھس جائے گا اور لوگوں کے منہ میں داخل ہوگا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔ (آفتاب روز قیامت قریب آ جائے گا، گرمی کی شدت سے بقدر اعمال بعضوں کے ٹخنوں تک، بعضوں کے گھٹنوں تک اور بعضوں کے منہ لگ پسینا آ جائے گا)۔

اُردو میں بھی یہ محاورہ آ گیا۔

مئی کا آن پہنچا ہے مہینا
بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینا — اسمٰعیل میرٹھی

۵۷۔ چہرے کا رنگ بدلنا:

(حدیث) فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ [مسلم. عن عائشهؓ]

ترجمہ: آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا (غصّہ آ گیا)

ایک حدیث میں ہے۔

فَتَعَمَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ترمذی. عن انسؓ]

ترجمہ: آں حضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ (بوجہ غصّہ)

النہایہ میں ہے تَمَعَّرُ غصّہ سے رنگ بدل جانا۔ مُعَّرَ وَجْهَهٗ، غصّے کے سبب چہرے کا رنگ بدل گیا۔

اُردو میں بھی یہی محاورہ مستعمل ہے۔

رنگ چہرے کا یاں بدلنے لگا
آنکھ تیری جہاں ذرا بدلی ناسخ

۵۸۔ چھریاں چلنا:

(حدیث) فَرَأَيْتُ السَّكَاكِيْنَ تَدُوْرُ بَيْنَ رَهَابَتِهٖ وَمِعَدَتِهٖ [النهاية]

ترجمہ: میں نے دیکھا کہ اس کے سینے اور معدے کے درمیان چھریاں چل رہی ہیں۔

سِکِّيْنٌ: چھری جمع سَكَاكِيْنُ آتی ہے۔

اُردو میں چھریاں چلنا رنج و تکلیف کے موقع پر مستعمل ہے اور یہی معنی حدیث میں مذکور ہیں۔

چلتی رہے چھری تری اے ترک صید پر
فوارہ چھوٹتا رہے خوں کا شکار پر آتش

۵۹۔ حلق سے اُترنا:

(حدیث) يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا يَجَاوَزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ [متفق عليه. عن علیؓ]

ترجمہ: قرآن پڑھیں گے مگر ایمان نہیں اُترنے کا حلق کے نیچے۔

مُسلم میں حضرت جابرؓ سے یہی روایت ان الفاظ میں ہے۔

يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

ترجمہ: قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلقوم سے نہیں اُترتا۔

حَنْجَرَةٌ حلق، اس کی جمع حَنَاجِرُ آتی ہے۔

اُردو میں حلق سے اُترنا انھیں معنی میں مستعمل ہے۔

خُم کے خُم صحبت ساقی میں چڑھا جاتے تھے
ہجر میں حلق سے یاں ایک نہ قطرہ اُترا — ناسخؔ

۶۰۔ خاک پتھر:

(حدیث) **اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ** [النسائی. عن ابی ہریرہؓ]

ترجمہ: بچہ اسی کو ملے گا جس کی زوجہ یا لونڈی ہے اور حرام کار کو پتھر (یعنی کچھ نہیں)

لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ سے مراد ہے حرام کار کو رجم کریں گے، مگر صاحب نہایہ نے کہا کہ ہر حرام کار کو رجم نہیں کرتے۔ اس لیے معنی ہوئے کچھ نہیں ملے گا۔

اُردو میں خاک پتھر ٹھیک انھیں معنوں میں آیا ہے۔

ہم دکھائیں یار کا جلوہ ادھر آئیں کلیم
طور پر سے وہ پھرے کیا خاک پتھر دیکھ کر — جلالؔ

۶۱۔ خوشی سے پھولا نہ سمانا:

(حدیث) **صِفَةُ الْمُؤْمِنِ اَنْ لَّایَطِیْش بِهٖ مَرَحٌ** [لغات الحدیث، م]

ترجمہ: مومن کی صفت یہ ہے کہ خوشی میں پھول نہ جائے (اِترانا شروع نہ کرے، حد سے نہ بڑھے بلکہ متانت وسنجیدگی اختیار کرلے)

مَرَحٌ : اِترانا، پھولنا۔

اُردو میں خوشی سے پھولا نہ سمانا، خوشی سے کھلے جانا آتا ہے۔

میکال شگفتہ ہوئے جاتے تھے خوشی سے
جبریل تو پھولا نہ سماتے تھے خوشی سے — انیسؔ

کھلے ہی جاتے ہیں سب غنچے زہے جوش نشاط
لوٹے ہی جاتے ہیں گُل بل بے ہنسی کی شدت — ذوقؔ

۶۲۔ خون جوش کھانا/ جوش میں آنا:

(حدیث) عَلَیْکُمْ بِاالْحَجَامَةِ لا یَتَبَیَّغُ بِاحَدِکُمْ الدَّمُ فَیَقْتُلُهُ [المؤطا]

ترجمہ: پچھنے لگانا لازم کرلو ایسا نہ ہو تم میں سے خون غلبہ کرے اور اس کو مار ڈالے۔

بَیْغٌ: جوش مارنا

ایک جگہ ہے:

اِبْغِنِیْ خَادِمًا وَّلا یَکُوْنُ قَحْمًا فَانِیًا وَلا صَغِیْرًا ضَرَعًا فَقَدْ تَبَیَّغَ بِیَ الدَّمُ

[النهایة .حدیث ابن عمرؓ]

ترجمہ: مرے لیے ایک لونڈی ڈھونڈ دو جو نہ بالکل بوڑھی پھونس ہو نہ بالکل چھوٹی، کم سن اس لیے کہ میرا خون جوش مار رہا ہے۔

اُردو میں خون جوش کھانا، طبیعت میں اشتعال پیدا ہونے کے معنی میں آتا ہے۔

کھاتا ہے جوش خونِ جگر اس کے رشک سیں
دیکھا ہے جب سیں ہات تمھارے حنا کے ہات
(سراج اورنگ آبادی)

سر پر خون سوار ہونا بھی آتا ہے۔

دستار سرخ کیوں سرِ صیاد پر نہ ہو
بلبل کا خون سر پہ ہے اس کے سوار آج — اسیرؔ

۶۳۔ دامن پھیلانا:

(حدیث) هَاتِیْ حَذْلَکَ [النهایة]

ترجمہ: اپنا دامن پھیلا (یہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کہا پھر اس میں روپیہ ڈال دیا)۔

اصل میں حُــــذْلٌ کُرتے کے کنارے کو کہتے ہیں۔ عربوں کے یہاں کہا جاتا ہے هُوَفِیْ حُذْلِ اُمِّهٖ وہ اپنی ماں کی گود میں ہے۔

حدیث شریف میں دامن پھیلانا کنایۃً سوال کرنے، طلب کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اُردو میں بھی بعینہٖ یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

طمع خام سے پھیلے جو کسی کے آگے

یارب ایسا تو مجھے ہو نہ میسر دامن — ناسخ

دامن اس کے آگے پھیلایا کیا ہے ہر برس

دیدۂ تر سے ہمارے سائل ابرِ تر رہا — راسخ عظیم آبادی

دامن تھام لینا، روکنا لینا، سہارا لینا، توسل اختیار کرنے کے معنی میں ہے۔

جلیل اب تو نکلنا وادی وحشت سے مشکل ہے

جہاں اُٹھ کر چلے ہم خار دامن تھام لیتے ہیں — جلیل

۶۴۔ دانت پیسنا:

(حدیث) يَحْرُقُوْنَ اَنْيَابَهُمْ غَيْظًا وَّحَنَقًا [النهاية]

ترجمہ: اپنے دانتوں کو غصّے اور کینے سے پیستے ہیں۔

حَرَقٌ، رگڑنا، گھسنا، جلانا۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

اِنَّهٗ نَهٰى عَنْ حَرْقِ النَّوَاةِ

ترجمہ: آپ ﷺ نے کھجور کی گٹھلی کو گھسنے یا جلانے سے منع فرمایا (کہ یہ جانوروں یعنی اُونٹ وغیرہ کی خوراک ہے)۔

حدیث شریف میں دانت پیسنا کنایۃً غصّہ ہونے کے معنی میں آیا ہے۔انھیں معنی میں یہ محاورہ اُردو میں بھی مستعمل ہے۔

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیتا

ڈوبوں گا میں ڈبائے گا آبِ گہر مجھے — آتش

کسی کو اذیت دینے کا ارادہ کرنا، غصّہ دکھانا۔

وہ دانت پیستے ہیں باغ میں صنوبر پر

دباؤ ڈالتے ہیں سروقد برابر پر — عاشق

۶۵۔ دانت کھولنا:

(حدیث) حَتّٰی مَااَوْضَحُوْا بِضَاحِکَۃٍ [متفق علیه من حدیث ابی سعیدؓ]

ترجمہ: انھوں نے ہنسی کا کوئی دانت نہیں کھولا۔

وَضَحٌ کے معنی، صبح کی روشنی اور سفیدی کے ہیں اور تَوْضِیْحٌ کھولنا، تَوَضُّحٌ کھل جانا۔

ایک حدیث میں ہے۔

وَلا تُبْدِیَنَّ بِوَاضِحَۃٍ وَقَدْعَمِلْتِ الْاَعْمَالَ الْفَاضِحَۃَ [لغات الحدیث]

ترجمہ: تو اپنا ہنسی کا دانت مت کھول جب تو نے وہ کام کیے ہیں جو تجھ کو ذلیل کرنے والے ہیں (یعنی گناہ پر نہ اِترا)

اُردو میں دانت کھولنا ہنسی کے لیے آتا ہے۔

دانت کھولے تم نے ہنس کر جو بھرے بازار میں
اب کسی کو بھی نہ آئے گا کوئی گوہر پسند — ناسخ

۶۶۔ دل بھرنا/ بھر جانا

(حدیث) عَزَفَتْ نَفْسِیْ عَنِ الدُّنْیَا [اَخْرَجَهُ البزار مِنْ حَدِیْثِ اَنَسْ، وَالطبرانی مِنْ حَدِیْثِ، اَلْحارِثْ بن مَالِکؓ]

ترجمہ: میرا دل دنیا سے بھر گیا (یعنی نفرت ہوگئی، اُکتا گیا)

دل بھرنا، سیر ہونا، نفرت کرنا، بیزار ہونا کے معنی میں۔

غمِ اُلفت کو کتنا ہی نکالے دل نہیں بھرتا
یہ وہ نعمت ہے، بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہماں کو — آتش

دل بھر جانا

کس کی نبھتی ہے ہمیشہ رسم و راہ
چار دن میں داغ بھر جاتا ہے دل — داغ

دنیا سے دل اُٹھ جانا بھی آتا ہے۔

ہوئی مدت کہ دنیا سے مرا دل اُٹھ گیا لیکن
ہنوز اک شعلہ یادِ رفتگاں میں دل سے اُٹھتا ہے — اکبر

دنیا سے دل سرد ہو جانا بھی آتا ہے۔

دل یہ دنیا سے سرد ہے کہ امیرؔ
ہوئی ٹھنڈی غزل بھی مشکل سے — امیرؔ

۶۷۔ دل پر زنگ آنا:

(حدیث) لِتعْلَمَ اَيُّنَا الْمَرِيْنُ عَلٰى قَلْبِهٖ [النهاية حديث عليؓ]

ترجمہ: تاکہ تو جان لے ہم میں سے کس کے دل پر زنگ چھایا ہے۔

رَیْنٌ، اس زنگ کو کہتے ہیں جو کسی صاف چیز پر لگ جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ [۸۳. المطففين. ۱۴]

ترجمہ: نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔

عربی کا محاورہ ہے رَیْنَ عَلٰى قَلْبِهٖ اس کے دل پر زنگ آ گیا ہے۔

اُردو میں دل پر زنگ آنا، دل پر زنگ چھانا، دل پر غُبار بیٹھنا/ لانا، وغیرہ بہت سے محاورے، کدورت غبار اور برائی کے لیے آتے ہیں۔

دل پر زنگ لانا:

اے مرے آئینہ رُو زنگ نہ لا دل پہ تو
پھول سا دل پُر غبار دیکھیے کب تک رہے — اخترؔ

دل پر غبار لانا:

گر لاکھ کوہِ غم ہوں کرے شکر کبریا
زاہد وہ ہے نہ لائے جو دل پر غبار کو — اخترؔ

دل سے غبار جانا، بھڑاس نکالنا۔

برباد کرکے خاک میں مجھ کو ملا دیا
اب تو غُبار دل سے ترے اے فلک گیا — رندؔ

دل سے غبار نکلنا:

ہر ہر نفس میں دل سے نکلنے لگا غبار
کیا جانے گردِ راہ یہ کس کارواں کی ہے — داغ

دل کا غبار نکلنا:

نکلا غبار دل کا صفائی تو ہوگئی
اچھا ہوا جو خاک میں تم نے ملا دیا — برق

۶۸۔ دل پھڑکنا:

(حدیث) سَمِعْتُ لَهَا وَجْبَةَ قَلْبِهٖ [النهاية فی حديث علیؓ]

ترجمہ: میں نے اس کے دل کا پھڑکنا سنا۔

وَجْبٌ، وَجِيْبٌ وَ جَبَانٌ کے معنی ہیں لرزنا، خفقان ہونا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اِنَّا نُحَذِّرُکَ يَوْمًا تَجِبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ [النهاية. حديث ابو عبيدة و معاذؓ]

ترجمہ: ہم تجھ کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن دل بے قرار ہوں گے۔

حدیث مذکور میں دل بے چیں ومضطرب ہونے، بے تاب ہونے کے معنی ہیں جب کہ اُردو میں خوشی سے بے تاب و بے قرار ہونے کے موقع پر بولتے ہیں۔

دل کی بے تابی سے رہتا ہے مرا اب یہ حال
مچھلی بازو کی ادھر پھڑکی اُدھر دل پھڑکا — جان صاحب

طلب میں بے قرار ہونا۔

ہوجاؤ آ کے سینہ بہ سینہ کہاں تلک
پھڑکا کرے مرا دلِ مضطر تمام رات — رندؔ

۶۹۔ دل پھیر دینا/ دل کو پھیر دینا:

(حدیث) يَامُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِيْنِکَ [بخاری باب التوحيد]

ترجمہ: اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر قائم رکھ۔

اُردو میں دل پھیرنا، پھیر دینا، مائل کرنا، کسی کی طرف راغب کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

اس سے سب نزدیک ہے چنداں نہیں کچھ اس سے دور
پھیر دے گر اس صنم کا اس طرف اللہ دل — معروفؔ

اپنا ہی دل نہ پھیر سکے رخ سے یار کے
سر اپنا خوب حضرتِ ناصح پھرا چکے — ذوقؔ

دل پھرنا/ پھر جانا، بے زاری کے معنی میں۔

قتل سے میرے عبث قاتل پھرا
اس نے منہ پھیرا ہمارا دل پھرا — سوداؔ

۷۰۔ دل دھڑکنا

(حدیث) کَانَّ نَفْسِیْ جَاشَتْ [النهايه. حديث البراء بن مالکؓ]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا میرا دل دھڑکنے لگا (بے قرار ہو گیا)

ابوداؤد میں یہی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے۔

لَایَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ جَاشَتْ نَفْسِیْ [عن عائشهؓ]

آپ ﷺ نے فرمایا میرا دل جوش جذبات میں آ گیا بلکہ یوں کہو میرا دل بے قرار ہو گیا۔

جَیْشٌ یَاجُیُوْشٌ یَاجِیْشَانٌ۔ بے قرار و مضطرب ہونا۔ جوش مارنا۔

ایک جگہ ہے:

اِیَّاکَ اَنْ تَقْذِفَ بِمَا جَاشَ فِیْ صَدْرِکَ [لغات الحديث]

ترجمہ: جو بات تیرے سینے میں جوش مارے اس کو باہر مت نکال (بغیر سوچے سمجھے)

علاّمہ وحید الزماںؒ نے نَفْسِیْ جَاشَتْ کا ترجمہ دل دھڑکنے کا کیا۔ جب خیالات جوش مارتے ہیں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں تو اس کے لیے دل دھڑکنا ہی کہا جائے گا۔

دل دھڑکتا ہے بہت جان بچے گی کیوں کر
غرق ہوگا جو سفینہ تہہ و بالا ہوکر — اسیرؔ

لطافت مانع نظارۂ صورت ہی سہی لیکن
دھڑکنا دل کا کہتا ہے وہ گزرے ہیں ادھر ہوکر

دل دہلنا، خوف کے معنی میں آتا ہے۔

جوں جوں وہ دن نگوڑا ڈھلتا ہے
میری چھاتی میں دل دہلتا ہے — جانؔ صاحب

۷۱۔ دل روشن کرنا/ ہونا:

(حدیث) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا [متفق علیه. عن ابن عباسؓ]

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل کو روشن کردے۔

یعنی دل کو کدورتوں سے پاک کردے۔ حسد، بغض، عداوت وغیرہ ہر قسم کی کدرتوں سے پاک کرکے اپنا نور اس میں بھردے۔

اُردو میں یہ محاورہ نورِ معرفت سے قلب کا منور ہونے کے لیے آتا ہے۔

سمجھے کیا عشق کو بت کافر
حال روشن ہو دل ہو جب روشن — جلیلؔ

۷۲۔ دل سے لگنا/ لگانا:

(حدیث) هُوَ الْوَطُ بِقَلْبِیْ [لغات الحدیث]

ترجمہ: وہ تو میرے دل سے لگا ہوا ہے (بہت محبت ہے)۔

لَوْطٌ: حوض کو مٹی سے لیپنا۔ کہا جاتا ہے اِلْتَاطَ بِقَلْبِیْ یعنی وہ میرے دل میں جم گیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا:

اِنَّ عُمَرَ لَاَحَبَّ النَّاسُ اِلَیَّ ثُمَّ قَالَ اَعَزُّ الْوَلَدِ الْوَطُ [النهایه]

ترجمہ: عمرؓ سب لوگوں میں مجھ کو زیادہ عزیز ہیں پھر فرمایا اولاد دل سے بہت لگی ہوئی ہے (یعنی اولاد کی محبت زیادہ ہے)

اُردو میں انتہائی قربت و محبت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

منہ سے لگا ہوا ہے اگر جامِ مے تو کیا
ہے دل سے یادِ ساقیٔ کوثر لگی ہوئی — ذوقؔ

چوم لوں سر پہ رکھوں دل سے لگاؤں ان کو
ہاتھ آتے ہیں بھلا کب ترے دلدار قدم — ظہیرؔ

۷۳۔ دل کی بات زبان پر آنا:

(حدیث) فَاِنَّمَا کَانَ یُعْرِبُ عَمَّا فِیْ قَلْبِہٖ لِسَانُہٗ [النھایة]

ترجمہ: اس کے دل میں جو تھا اُس کی زبان اُس کو ظاہر کر رہی ہے۔

اِعْرَابٌ ۔کھول دینا، ظاہر کر دینا۔

یہ محاورہ اُردو میں حدیث مذکور ہی سے آیا ہے۔

بات دل کی زباں پر آتی ہے
بے کہے بھی سنائی جاتی ہے — نظاؔم فتح پوری

۷۴۔ دل میں ڈالنا:

(حدیث) اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَرًّا [متفق علیہ. عن اُم المومنین صفیة بنت حیؓ]

ترجمہ: میں ڈرا کہیں شیطان تمھارے دلوں میں برا خیال نہ ڈالے۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ اعتکاف میں تھے میں ایک رات زیارت کے لیے حاضر ہوئی جب واپس ہوئی تو آپ ﷺ کچھ دور مجھے چھوڑنے آئے، تو دو انصاریوں نے دیکھ لیا، اس وقت آپ نے فرمایا شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے ڈر ہوا کہ وہ تمھارے دل میں کوئی برا خیال نہ ڈال دے۔

قَذْفٌ پھینک مارنا، تہمت لگانا، بے سوچے سمجھے بدکاری کی بات کہہ دینا۔

اُردو میں ٹھیک یہی محاورہ مستعمل ہے۔

ہمیں خدا نے بہت رنج و غم دیا اے داغؔ
بتوں کے دل میں نہ تھوڑا سا رحم ڈال دیا — داغؔ

۷۵۔ دل میں سمانا:

(حدیث) لَقَدْ سَمِعْتُمُوْہُ وَاَشْرَبْتَہٗ قُلُوْبُکُمْ [النھایه. حدیث الافک]

ترجمہ: تم لوگوں نے تو یہ بات سن لی اور تمھارے دل میں رچ بس گئی۔

صحیح بخاری میں حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔

لَقَدْ تَكَلَّمُ بِهٖ اُشْرِبْتُهُ قُلُوْبُكُمْ [عن عائشہؓ]

یہ حضرت عائشہؓ نے اس وقت فرمایا جب ان پر تہمت لگی تھی۔

ایک جگہ آتا ہے۔

وَاَشْرِبَ قَلْبَهُ الْاِشْفَاق. [النهایه حدیث ابی بکرؓ]

ترجمہ: اس کے دل میں ڈر رچ گیا۔

شُرْبٌ کے معنی تو پینے کے ہیں۔ لیکن عرب بولتے ہیں **اُشْرِبَ فُلَانٌ حُبُّ فُلَانٍ** ۔
فلاں شخص کے دل میں فلاں کی محبت رچ گئی۔

اُردو میں دل میں رچ جانا، دل میں بس جانا، دل میں سمانا، دل میں جم جانا، کسی کی محبت کا ہردم خیال رہنے کے معنی میں۔

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں — داغؔ

دل میں راہ ہونا بھی انھی معنی میں آتا ہے۔

نہیں چاہ میری اگر اُسے، نہیں راہ دل میں تو کس لیے
مجھے روتا دیکھا وہ رو دیا، مرا حال سن کے ہوا قلق — مومنؔ

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے دوست
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی — آتشؔ

۷۶۔ دل میں کھٹکنا:

(حدیث) اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ مَّاحَاکَ فِیْ نُفُسِکَ وَکَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ [مسلم. عن النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانؓ]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

ترجمہ: بھلائی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس بات کو برا محسوس کرے کہ لوگوں کو اس چیز پر اطلاع ہو جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

اِنْ تَخَلَّجَ فِیْ نَفْسِکَ شِیْءٌ فَدَعْهُ [النهایه]

ترجمہ: اگر تیرے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو تُو اس کو چھوڑ دے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اِیَّاکُمْ وَالْحَکَّاکَاتِ فَاِنَّهَا الْمَاثِمُ

ترجمہ: تم ان باتوں سے بچے رہو جو دل میں کھٹکتی ہیں (دل پر اثر کرتی ہیں) وہی گناہ ہیں۔

اُردو میں یہ محاورہ کئی معنی میں مستعمل ہے۔ ناگوار معلوم ہونے کے معنی میں۔

کھٹک جاتی ہے ان کے دل میں ایسی بات کہتے ہیں
ظفرؔ کیوں کر نہ ہووے آپ کی تقریر کا کھٹکا — ظفرؔ

اہلِ سخن ہر ایک کے دل میں کھٹکتے ہیں
سو آفتیں ہیں مُرغِ نوا زن کے سامنے — رشکؔ

۷۷۔ دل ہلنا/ ہل جانا:

(حدیث) **سَلَّطَ عَلَیْهِمْ طَاغُوْتٌ. یُحَوِّفُ الْقُلُوْبَ** [لغات الحدیث مادہ حوّف]

ترجمہ: ان پر ایک شیطان مسلط کیا جائے گا جو دلوں کو ہلا دے گا۔

ایک جگہ یوں آتا ہے۔

حَوَّفَ الْقُلُوْبَ وَخَوَّفَهَا

ترجمہ: یعنی دلوں کو ہلا دیا اور ڈرا دیا۔

صدمہ اور خوف کی ملی جلی کیفیت کے موقع پر اُردو میں بھی یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

گردش تو چشم کی تھی گردش فلک کی ساری
دل ہل گئے ہزاروں جس دم ملے وہ مژگاں — مصحفیؔ

ذرا بھی دل ہلا تیرا نہ کافر میرے نالے سے
فرشتے کانپ اُٹھے، عرشِ بریں کا ہل گیا پایا — ظفرؔ

۷۸۔ دَم اٹکنا:

(حدیث) وَلٰکِنَّ اِذَا شَخَصَ الْبَصَرُ وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ، فَعِنْدَ ذٰالِکَ مَنْ اَحَبُّ لِقَاءِ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هٗ [مسلم. عن ابی هریرةؓ]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: جب ٹکٹکی بندھ جائے اور سینے میں دم اٹک کر خرخر کرنے لگے اس وقت جو کوئی اللہ سے ملنا پسند کرے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرے گا۔

اُردو میں دم اٹکنا، دم اٹکا ہونا، نزع کی کیفیت کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔

نزع میں آئے نہ وہ میں سر پٹک کر رہ گیا
راہ کھوٹی کی انھوں نے دم اٹک کر رہ گیا — جلاؔل

جو سانس ہے اس میں جھٹکا ہے، سینے میں اب دم اٹکا ہے
بس ایک نگہ، بس ایک نظر مرے احمد پیارے میں صدقے — امیرؔ

تعلق خاطر ہونے کے معنی بھی دیتا ہے۔

کہیں اُلجھا ہوا ہے دل تمھارا
کہیں اٹکا ہوا ہے دم ہمارا — (داغؔ)

۷۹۔ دم چڑھنا:

(حدیث) اِنَّهَا تَبِعَتْهُ وَقَدْ خَرَجَ حُجْرَتِهَا لَيْلاً فَوَجَدَلَهَا نَفْسًا عَالِيًا [النهاية حديثِ عائشهؓ]

ترجمہ: ایک بار ایسا ہوا آں حضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے سے رات نکل کر بقیع کو تشریف لے گئے (وہ سمجھیں کہ آپ کسی اور بی بی کے پاس تشریف لے جا رہے ہیں) تو (چُپکے سے) آپ کے پیچھے روانہ ہوئیں (اور جب حضور لوٹے تو جلدی سے بھاگ کر حجرے میں آ گئیں کہ آپ کو خبر نہ ہو) آپ تشریف لائے تو دیکھا (حضرت عائشہؓ کا) دم چڑھ رہا ہے (سانس پھول رہا ہے)۔

اُردو میں دم چڑھنا حدیث مذکورہی کا رہن منت معلوم ہوتا ہے۔

کوئے قاتل میں پہنچ کر سر ہوا مجھ کو وبال
بوجھ اُترنے کی جگہ دم چڑھ گیا مزدور کا — ناسخ

دم چڑھ گیا ہے سانس اکھڑتی ہے دم بدم
صدمے سے بیٹھا جاتا ہے دل کیا اُٹھیں قدم — انیس

سانس چڑھنا بھی آتا ہے۔

تو چلے گی دشتِ وحشت میں ہمارے ساتھ کیا
دو قدم میں سانس تیری اے صبا چڑھ جائے گی — ظفر

۸۰۔ ڈکار لینا/ڈکارنا:

(حدیث) اَطْوَلُکُمْ جَشَاءً فِیْ الدُّنْیَا اَطْوَلُکُمْ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

[لغات الحدیث مادّہ جشاء]

ترجمہ: آپ نے فرمایا تم میں جو لمبی ڈکار لینے والا ہے وہی قیامت کے دن بہت دیر تک بھوکا رہنے والا ہے۔

یہی حدیث ترمذی میں اس طرح ہے۔

کَفَّ عَنَّا جُشَآءَ کَ فَاِنَّ اَکْثَرَھُمْ شِبْعًا فِیْ الدُّنْیَا اَطْوَلُھُمْ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

[عن ابن عمرؓ]

ترجمہ: ایک شخص نے آں حضرت ﷺ کے سامنے ڈکار لی تو آپ نے فرمایا اپنی ڈکار کو ہم سے دور رکھو۔ کیوں کہ دنیا میں زیادہ پیٹ بھر کر کھانے والا قیامت کے دن زیادہ دیر تک بھوکا رہے گا۔

جُشَاءٌ اس آواز کو کہتے ہیں جو بہت زیادہ پیٹ بھر جانے پر نکلتی ہے۔ حدیث شریف میں خوب پیٹ بھر کر کھانے کی مذمت کی گئی ہے۔

ڈکار لینا۔ آروغ گرفتن کا ترجمہ ہے شیر کی آواز، اس کو ڈکارنا کہتے ہیں۔ اُردو میں چٹ کر جانا، خوب کھانا، بے انتہا حرص ہونا، بہت رغبت ہونا۔

کب ایک جام سے ہوتے ہیں ساقیا سیراب
وہ بادہ کش کہ جویاں خُم کے خُم ڈکارتے ہیں — ظفر

۸۱۔ ڈھال ہونا

(حدیث) اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ (بخاری. عن ابی ھریرہؓ)

ترجمہ: روزہ ڈھال ہے (یعنی گناہوں سے حفاظت کرتا ہے، دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے)

اُردو میں ڈھال ہونا، محاورہ آتا ہے۔

آسماں نے مجھے محرومِ شہادت رکھا
تیغِ قاتل کے لیے بختِ سیاہ ڈھال ہوا — صباؔ لکھنوی

۸۲۔ رسیاں تڑانا:

(حدیث) اَلْقُرْاٰنُ اَشَدُّ تُفَصِّیًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِھَا. یَاعُقُلِھَا[مسلم. عن ابن مسعودؓ]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا۔ قرآن لوگوں کے سینوں سے اس سے بھی جلدی نکل جاتا ہے جتنا جلدی جانور رسی سے چھوٹ کر بھاگ جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

تَعَاھَدُوْ ھٰذاالْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَھُوَا اَشَدُّ تَفَلُّتَھَا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا[متفق علیه. عن ابی موسیٰ]

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قرآنِ کریم کی خبر گیری کرو (تلاوت کرتے رہو) پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، بے شک یہ سینے سے بہت جلد نکل جاتا ہے بہ نسبت نکل جانے اونٹ کے اپنی رسی سے۔ (ریاض الصالحین)

پہلی حدیث میں تُفَصِّیًا آیا ہے۔ فَصْیٌ سے جدا کرنا، دور کرنا تَفَصِیَةٌ کے معنی ہیں چھڑانا، بندھنوں سے آزاد ہونا۔ دوسری حدیث میں تَفَلُّتًا آیا ہے فَلْتٌ سے۔ چھوٹ جانا۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

اُردو میں بطور جمع آتا ہے رسیاں تڑانا، تیزی سے نکل بھاگنا، کنایۃً آزادی کا خواہش مند ہونا۔

گو رسیاں تڑاؤں رہائی محال ہے
دُہری کمند ہو کے وہ زُلف دوتا لگی — بحرؔ

۸۳۔ رسی کا بل نکالنا:

(حدیث) لَیُنقَضَنَ الْاِسْلاَمُ عُرْوَۃً عُرْوَۃً کَما یَنقِضُ الحَبْلِ قُوَۃً قُوَّۃً

[احمد. عن ابن فیروز الدیلمی]

ترجمہ: اسلام کا (آخری زمانہ) ایک ایک کنڈہ توڑا جائے گا جیسے رسی کا ایک ایک بل توڑا جاتا ہے یا رسی کی ایک ایک تہہ توڑی جاتی ہے۔ [سنن دارمی]

اُردو میں یہ مثل غالباً حدیث مذکور ہی سے آئی ہے۔

نصیر اس کج ادا کی کج ادائی کوئی جاتی ہے
مثل مشہور ہے رسی جلی لیکن نہ بل نکلا

۸۴۔ رگ پھڑکنا:

(حدیث) مَا اخْتَلَجَ عِرْقٌ وَلاَ عَیْنٌ اِلاَّ بِذَنْبٍ، وَمَا یَغْفِرَ اللّٰہُ اَکْثَرُ

[مجمع الزوائد. عن البراء بن عازبؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ کوئی رگ اور کوئی آنکھ نہیں پھڑکی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرمائے گا۔

اِخْتَلَجَ العَیْنُ پپوٹوں کا غیرارادی طور پر پھڑکنا، خلجان اسی سے ہے، بے چینی، تردد، گھبراہٹ۔

اُردو میں رگ پھڑکنا کنایۃً ہونے والی بات سے آگاہ ہو جانا۔

جذب وحشت نے دکھایا اثرِ مقناطیس
رگ پھڑکتے نہ لگی دیر کہ فصّاد آیا — تجرؔ

فصّاد۔ فصد کھولنے والا۔

حسرت جو بڑھی دل و جگر کی
رگ پھڑکی ہر ایک نیشتر کی — منیرؔ

۸۵۔ رگوں میں خون دوڑنا:

(حدیث) اِنَّ الشَّیطَانَ یَجرِیْ مِنْ اِبْنِ آدَمَ مَجرِیْ الدَّمَ [ابوداؤد. عن انس بن مالکؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

اُردو میں یہ محاورہ حدیث مذکور ہی کا رہینِ منت ہے۔

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے — غالبؔ

۸۶۔ رنگ بدلنا:

(حدیث) مَالِیْ أَرٰی لَوْنَکَ مُنْکَفِئًا [ابن ماجه. عن ابی هریرهؓ]

ترجمہ: ایک انصاری صحابی آپ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا وجہ ہے کہ میں تمھارا رنگ بدلا ہوا پاتا ہوں (بسبب بھوک)۔

کَفُؤٌ اُلٹ دینا، لوٹ جانا۔

اِنْکَفَأَ لَوْنَهٗ عَامَ الرُّمَادَةِ ۔حضرت عمرؓ کا رنگ بدل گیا، جس سال قحط پڑا (آپ کو عام لوگوں کی فکر دامنِ گیر تھی)۔

غصّہ، خوف، تحیّر وغیرہ کے موقع پر اُردو میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

نقشہ کھنچنے نہ دیا یار نے بدلے سو رنگ
پھر گیا گھر کو خجل ہو کے جو بہزاد آیا — بحرؔ

۸۷۔ رونگٹے کھڑے ہونا:

(حدیث) اِنْ هِیَ هَرَّتْ وَازْبَأَرَّتْ فَلَیْسَ لَهَا [النهایة. فی حدیث شریح]

ترجمہ: اگر وہ آواز کرے (بھونکنے لگے) اوراس کے روئیں کھڑے ہوجائیں تو اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔

هَرَّ آواز کرنا۔ مُهَارَّةٌ آواز کرنا کتّے کی طرح۔ زُبْرَةٌ ان بالوں کو کہتے ہیں جو شیر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہوتے ہیں اور کبھی یہ لفظ بالوں کے گچھے کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

جسم کے بال یا رواں سردی اور خوف کی وجہ سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اُردو میں انھیں معنوں میں یہ محاورہ استعمال ہوا ہے۔

سردی کا خوف دیکھو عریانی میں
کمل کے بھی رونگھٹے کھڑے ہوتے ہیں — منیر

۸۸۔ زبان بند کرنا:

(حدیث) اِقْطَعُوْا عَنِّیْ لِسَانَهٗ [النهاية]

ترجمہ:اس کی زبان بند کردو۔

ابن عساکر کی حدیث میں ہے۔

اِنَّ شُاعِـرًا اَتَیٰ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ یَابِلَالِ اَقْطَعَ لِسَانَهٗ عَنِّیْ فَأَعْطَاهٗ اَرْبَعِیْنَ دِرْهِمًا وَحِلَّةً[عن ابن عباس]

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں ایک شاعر آں حضرتﷺ کے پاس آیا آپﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا:اے بلال! اس کی زبان بند کر، انھوں نے چالیس درم اور ایک دوشالہ دیا۔

حدیث مذکور میں روکنے،منع کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔اُردو میں یہ ترکیب قطعِ سخن کے لیے بطور محاورہ استعمال ہونے لگی۔

زباں یوں میری دزدانِ سخن نے بند کردی ہے
کہ رستے بند ہو جاتے ہیں جیسے خوفِ رہزن سے — ناسخ

شب فرقت میں ہم پھرتے ہیں نالاں
زباں ہوتی نہیں مثلِ جرس بند — ناسخ

۸۹۔ زبان بند ہونا:

(حـدیـث) لَـمَّـا ثَـقُـلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ عَلَیْهِ یَوْمَ اَصْمَتُ فَلَمْ یَتَکَلَّمَ [تُحْفَةُ الْاَحْوَذِیُ. عن اسامة بن زید]

ترجمہ: جب آں حضرتﷺ پر بیماری کی شدت ہوئی تو میں آپ کے پاس گیا۔ اُس دن آپ کی زبان بند ہوگئی تھی آپ نے بات نہیں کی۔

عرب کا محاورہ ہے صَمَتَ الْعَلِیْل جب وہ خاموش ہو جائے۔ موت کی نشانی کے لیے۔
اُردو میں بھی یہ محاورہ انھیں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

کیسی زبان بند دم واپسیں ہوئی
حسرت رہی کہ یار سے کچھ بات کیجیے
موت آئی ہمیں ہائے دم عرضِ تمنا
دل کھلنے نہ پایا کہ ہوئی اپنی زبان بند — داغؔ

۹۰۔ زبان تھامنا:

(حدیث) فَاَخَذَ بِلِسَّانِ نَفْسِہٖ [ترمذی. عن سفیان بن عبداللہؓ]

ترجمہ: آپ نے اپنی زبان تھامی۔

حضرت سفیان بن عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آں حضرتﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جن چیزوں کو آپ میرے لیے خوف ناک خیال فرماتے ہیں وہ کون سی چیز ہے؟ آپ نے اپنی زبانِ مبارک کو تھام کر فرمایا کہ وہ یہ ہے۔

اُردو میں یہ محاورہ بھی حدیث مذکور ہی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یعنی فضولیات سے زبان کو روکنا۔

کرو مجھ سے نہ اتنی بد زبانی بس زباں تھامو
وگرنہ میں بھی گویا ہوں، نہیں ہوں مہرباں گونگا — معروفؔ

۹۱۔ زبان خلق نقارۂ خدا ہے۔ مثل

(حدیث) اَلْسِنَۃُ الْخَلْقِ اَقْلَامُ الْحَقِ

ترجمہ: مخلوق کی زبان حق کے قلم ہیں۔

(کشف الخفاء میں امام العجلونی نے کہا لا اصل لہٗ نعم ھو من کلام بعض الصوفیة یہ حدیث نہیں لیکن ہاں یہ بعض صوفیاء کے کلام میں ہے۔)

اُردو میں یہ مثل ہے۔ زبانِ خلق نقارۂ خدا ہے۔ یعنی خلقت کی زبان پر جاری ہونے والی بات اکثر سچ ہی ہوتی ہے۔

بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو ذوقؔ

۹۲۔ زبان قینچی کی طرح چلنا/ چرب زبانی کرنا:

(حدیث) لِسَانٌ طُلِقٌ ذَلِقٌ [مجمع الزوائد. عن ابی سعیدؓ]

ترجمہ: بڑی تیز زبان قینچی کی طرح چلتی ہے۔

طَلِیْقٌ ذَلِیْقٌ بہت بولنے والا۔ طَلُقٌ ہر بند سے چھوٹ جانا۔ اسی سے طلاق کا لفظ ہے یعنی نکاح کی قید سے نکل جانا۔

اُردو میں طلیق اللسان آتا ہے، خوش بیانی کے لیے۔ حدیث میں ہے۔

اَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ

ترجمہ: میری زبان اپنی یاد میں رواں کردے۔

علامہ وحید الزماں نے حدیث مذکورہ کا ترجمہ کیا ہے بڑی تیز زبان جو قینچی کی طرح چلتی ہو۔ اُردو میں اسی طرح پر آتا ہے۔

سب پر تری زبان تو قینچی سی چل چکی
چاقو نکال کر سرِ اہلِ قلم تراش اشکؔ

قطعِ سخن وہ کیوں نہ کرے بدگمان صاف
قینچی کی طرح جس کی چلے ہے زبان صاف معروفؔ

چرب زبانی کرنا۔ بہت باتیں کرنا۔ اپنی طرف مائل کرنے کے لیے چکنی چپڑی باتیں کرنا۔

نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہے
دل گواہی نہیں دیتا کہ ادھر جائے گا داغؔ

۹۳۔ زنجیروں میں جکڑنا/ زنجیر سے باندھنا:

(حدیث) خَیْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ یَأْتُوْنَ بِھِمْ فِیْ السَّلَاسِلِ فِیْ اَعْنَاقِھِمْ حَتّٰی یَدْخُلُوْا فِی الْاِسْلَامِ [بخاری. عن ابی ھریرۃؓ]

ترجمہ: بہترین آدمی لوگوں کے لیے وہ ہیں جوان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

عَجَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةُ فِيْ السَّلاَسِلِ [بخاری. عن ابی هريرةؓ]

ترجمہ: رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت اس قوم پر تعجب کرتے ہیں (خوش ہوتے ہیں) جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت کی طرف کھنچے جارہے ہیں۔

اُردو میں کئی طرح پر یہ محاورہ آتا ہے۔

پابند سلاسل ہونا

رات بھر آئی ترے گھر یہ صدا زنجیر کی
کیا کوئی دیوانہ پابند سلال گھر میں ہے — داغ

بیڑیاں پہنانا، پابہ زنجیر کرنا۔

ہم چارہ گر کو یوں ہی پہنائیں گے بیڑیاں
قابو میں اپنے گر وہ پری زاد آ گیا — مومن

بیڑیاں ڈالنا۔

کوئے جاناں سے نکل جاتے کہیں وحشت میں ہم
بیڑیاں ڈالیں بڑا احسان ہے حدداد کا — ناسخ

زنجیر ڈالنا:

ڈال دی محبوب نے زنجیر بہر انتقام
جب ہمارا ہاتھ سوئے زُلف پیچاں پڑ گیا — ناسخ

زنجیروں میں جکڑنا:

عام سودا ہے تمھارے گیسوئے پر پیچ کا
روز زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں دو چار مست — آتش

زنجیر سے باندھنا۔زیادہ ہی مضبوطی سے باندھنا۔

بن سکے مضموں نہ میری وحشتِ سر زور کا
مثل سودائی کوئی باندھے اگر زنجیر سے — ناسخ

۹۴۔ زیرِ سایہ ہونا

(حدیث) سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِی ظِلِّہٖ (متفق علیہ. عن ابی ھریرۃؓ)

ترجمہ: سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے سایے میں رکھے گا۔

یہی حدیث اس طرح بھی وارد ہوئی ہے۔

سَبْعَۃٌ فِی ظِلِّ الْعَرْشِ

سات آدمی قیامت کے دن عرش کے سایے میں رہیں گے۔

ظِلٌّ: سایہ، دھوپ کی ضد۔ ظَلاَّ یا ظِلَالٌ: اس چیز کو کہتے ہیں جو سایہ کر لے۔

اُردو میں سایے میں رکھنا/ ہونا، محاورہ آتا ہے۔

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے — غالبؔ

۹۵۔ سانس چڑھنا/ پھولنا

(حدیث) اِنَّہُ اَصَابَہُ قَطْعٌ اَوْبُھْرٌ [النھایۃ حدیث ابن عمرؓ]

ترجمہ: اس کی سانس چڑھنے لگی۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے۔

وَقَعَ عَلَیْہِ الْبُھُرُ

ترجمہ: اس کی سانس پھول گئی/ دم چڑھ گیا۔

بَھْرٌ کے معنی تو دوری، دوستی، تونگری، روشنی وغیرہ کے ہیں لیکن اِنْبِھَارٌ کے معنی سانس چڑھنے اور دم پھولنے کے ہیں۔

حدیث مذکور میں نزع کے موقع کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہی معنی ذیل کے شعر میں ہے۔

سانس سینے سے کچھ اوپر کو چڑھی جاتی ہے
وقت آیا ہے مگر آج برابر اپنا — مصحفیؔ

۹۶۔ سر پر ہاتھ پھیرنا

(حدیث) فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأسِهٖ (ابی داؤد. عن انس بن مالکؓ)

ترجمہ: پس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کے اگلے سرے پر ہاتھ پھیرا (از راہ شفقت ایک اور حدیث میں ہے)

(حدیث) مَن مَّسَحَ رَأسَ الْيَتِيْمِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ (طبرانی. عن ابی ماجہؓ)

ترجمہ: (از راہ شفقت و مہربانی) جو یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرے گا (رکھے گا) اُس کو ہر بال کے بدلے میں جو اس کے ہاتھ تلے آئے گا ایک نیکی لکھی جائے گی۔

ایک اور حدیث ہے:

(حدیث) اِمْسَحْ رَأسَ الْيَتِيْمِ وَ اَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ (احمد. عن ابی ہریرہؓ)

ترجمہ: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور محتاج کو کھانا کھلایا۔

مَسَحَ يَمْسَحُ مَسْحاً کے اصل معنی کسی چیز پر ہاتھ پھیرنے، اس سے نشان اور میل صاف کرنے کے ہیں۔ جب رَأسٌ کے ساتھ یہ لفظ آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں شفقت و مہربانی کی راہ سے کسی کے سر پر ہاتھ پھیرنا جیسا کہ احادیث مذکورہ میں واقع ہوا ہے۔

اُردو میں بالکل اسی طرح آتا ہے۔

مجنوں کے نہ کیوں چاٹتا تلوے سگِ لیلیٰ
پھیرے تھا سدا ہاتھ وہ چمکار کے سر پر — نصیرؔ

سر پر ہاتھ دَھرنا/ رکھنا بھی آتا ہے۔ سرپرستی کے معنی میں۔

درماندہ ہوں خستہ حال ہوں بے کس ہوں
سر پہ مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر — محسنؔ

۹۷۔ سر پر ہاتھ رکھنا/ ہونا:

(حدیث) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَاسِىْ اَوْعَلٰى هَامَتِىْ [ابو داؤد. عن ضَمرہ بن رُغبِ الدّیاریؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا۔ راوی کو شک ہے کہ رَأسی کہا تھا یا ھَامَتِیْ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

یہ عبداللہ بن حولہؓ نے بیان کیا جب وہ ایک غزوہ میں شریک تھے۔

بخاری اور ابن ماجہ کے یہ الفاظ ہیں

فَوَضَعَ یَدَہُ اَلْمُیٰ عَلٰی رَأسِیُ

ایک حدیث میں ہے۔

یَدُاللّٰہِ فَوُق رَأسِ الحَاکَمِ تُرَفُرِفُ بِاالرَّحُمَۃِ۔

ترجمہ: اللہ کا ہاتھ حاکم کے سر پر ہے وہ اس پر رحمت اُتارتا رہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

یَدُالرَّحُمٰنَ فَوُقَ رَأسِ اَلْمُؤَزِّنُ [الطبرانی فی الاوسط. عن انسؓ]

اُردو میں بھی سر پر ہاتھ رکھنا شفقت و سرپرستی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

درماندہ ہوں خستہ حال ہوں بے کس ہوں
سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر — محسنؔ

کیا فکر ہے مجھے جو یتیموں کا ساتھ ہے
سر پر مرے جناب یدُاللہ کا ہاتھ ہے — شمیمؔ

سر پر ہاتھ پھیرنا بھی آتا ہے شفقت و محبت کے لیے۔

مجنوں کے نہ کیوں چاٹتا تلوے سگِ لیلیٰ
پھیرے تھا سدا ہاتھ وہ چمکار کے سر پر — شاہ نصیرؔ

۹۸۔ سر اٹھانا

(حدیث) اِرُفَعُ رَأسِکَ (بخاری. عن ابی ہریرۃؓ)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) اپنا سر اٹھا۔ (شفاعت کی حدیث میں ہے جب آپ ﷺ سجدے میں اللہ کی حمد و ثنا کر رہے ہوں گے)۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

(حدیث) اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّؤْذَنُ لَهُ اَنْ یَّرْفَعَ رَأْسَهُ (احمد، طبرانی. عن ابی الدرداء)

ترجمہ: میں (روزِ قیامت) پہلا شخص ہوں گا جس کو سجدے سے سر اٹھانے کا اذن دیا جائے گا (شفاعت کے لیے)

سر اٹھانا۔ جھکی ہوئی گردن سیدھی کرنا، دیکھنے کے لیے۔

سبزۂ رہ مجھے قسمت نے کیا وائے نصیب
سر اٹھاتے ہی میں اس باغ میں پامال ہوا — اسیرؔ لکھنوی

۹۹۔ سر جھکانا:

(حدیث) فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُؤُسَهُمْ [لغات الحدیث مادہ وضع]

ترجمہ: لوگوں نے اپنے سر جھکا لیے۔

سننِ نسائی میں ابوذرؓ کی حدیث میں فَوَضَعُوْا رُؤُسَهُمْ آیا ہے وہاں نماز کے لیے جھکانا کے معنی میں ہے۔

اصل میں وَضَعٌ کے معنی ہیں نیچے رکھ دینا، اُتار دینا، مرتبہ گھٹانا، ذلیل کرنا۔ اسی سے تَوَاضَعٌ ہے۔

عاجزی و انکساری ظاہر کرنا، تکبّر کی ضد۔ حدیث کا مطلب ہوا ازراہ عجز و انکسار سر جھکا دینا۔

عاشق کی سعادت ہے جو سر اس کا جھکا ہے
قاتل تری تلوار نہیں ، بالِ ہما ہے — ناسخؔ

شرمندہ ہونے کے معنی میں:

پوچھو جناب داغؔ کی ہم سے شرارتیں
کیا سر جھکائے بیٹھے ہیں حضرت غریب سے — داغؔ

سر جھکائے رہا سدا گردوں
کیا کیا تھا جو شرم سار رہا — وزیرؔ

۱۰۰۔ سفیدی آنا:

(حدیث) رَبِّ مَاھٰذا قَالَ نُوْرِیْ قَالَ رَبِّ زِدْنِیْ نُوْرًا. [لغات الحدیث. مادّہ نورُ]

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو سفیدی آئی (بڑھاپا آیا) تو پروردگار سے پوچھا پروردگار! یہ کیا ہے؟

ارشاد ہوا میرا نور ہے۔ تب انھوں نے دعا کی کہ اے پروردگار میرا نور اور زیادہ کر۔

نُوْرٌ کے معنی تو روشنی کے ہیں لیکن کنایۃً سفیدی کے معنی میں آتا ہے۔

ایک حدیث ہے۔

کَانَتْ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

ترجمہ: بڑھاپا قیامت کے دن نور ہوگا۔

جامع الصغیر میں مذکورہ بالا حدیث اس طرح مروی ہے۔

وَقَدَرَ أی الشّیْبَ وَکَانَ اَوَّلَ مَنْ شَأبَّ مَاھٰذَا یَارَبُ قَالَ وَقَارَ یَااِبْرَاھِیْمَ قَالَ یَارَبِّ زِدْنِیْ وَقَارًا [عن انسؓ]

ترجمہ: جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے پہلی بار دیکھا کہ سفیدی آ گئی ہے تو کہا اے پروردگار! یہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا یہ وقار ہے (عظمت و تعظیم ہے) تب انھوں نے دعا کی اے اللہ میرا وقار زیادہ کر۔

شَیْبٌ بڑھاپا، بالوں کی سفیدی، قرآن مجید میں ہے۔

وَاشْتَعَلَ الرَّأسُ شَیْبًا [۱۹. مریم. ۴]

ترجمہ: اور بڑھاپے سے سر شعلہ مارنے لگا۔

ایک حدیث میں ہے۔

اِنَّ اَحْسَنَ مَاغُیِّرَ بِہِ الشَّیْبَ الْحِنَّاءُ وَالْکَتُمُ [ابو داؤد. عن ابی ذرؓ]

ترجمہ: سب سے بہتر خضاب جس سے تم سفیدی کو بدلتے ہو منہدی اور بسمہ کا خضاب ہے۔

سفیدی آنا بڑھاپے کی علامت ہے اُردو میں بھی یہی محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

منیؔر آئی سپیدی عمر کیوں غفلت میں کھوتا ہے
کہ اُٹھ صبح قیامت ہوگئی کس نیند سوتا ہے — منیؔر

۱۰۱۔ سینہ تاننا:

(حدیث) وَرَجُلٌ کَانَ فِیْ سَرِیَّۃٍ فَلَقُوْا الْعَدُوَّ فَانْھَزَ مُوْفَاَقْبَلَ بِصَدْرِہٖ حَتّٰی یُقْتَلَ اَوْ یَفْتَحَ اللّٰہُ لَہٗ [نسائی. عن ابی ذر . فَضْلُ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ فِیْ السَّفَرِ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین اشخاص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ تیسرا شخص یہ ہے۔

وہ شخص جو کسی لشکر میں تھا کہ دشمن کے مقابل ہوگیا، لوگ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن وہ سینہ تان کر آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ یا تو قتل ہوگیا یا اللہ نے اسے فتح دے دی۔

اُردو میں سینہ تاننا چھاتیوں کو اُبھار کر اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے آتا ہے، غرور و تکبر اور اکڑ کے لیے بھی۔ حدیث میں بھی بہادری دکھانے کے لیے آیا ہے۔

عاشق کہیں نہ اور سِوا بے قرار ہوں
سینہ اسی خیال سے وہ تانتے نہیں — نوحؔ ناروی

سینہ سپر ہونا، مقابلے میں ڈٹ کر کھڑا ہو جانا، بہادری کا مظاہرہ کرنا۔

تاب کیا غیر کی جو تیرِ نگہ کو جھیلے
وہ ہمیں ہیں کہ جو یاں سینہ سپر ہوتے ہیں — قائمؔ

تیغِ غم سے ہو نہ کیوں سینہ سپر مردِ وفا
کثرتِ زخم بدن پر نہیں کم جوشن سے — ذوقؔ

۱۰۲۔ طے کرنا

(حدیث) اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَ اَطْوِلَنَا الْاَرْضَ (ابو یُعلی، ابن سنّی، عن براء بن عازبؓ)

ترجمہ: اے اللہ! ہم پر ہمارا سفر آسان کردے اور ہمارے لیے زمین طے (لپیٹ دے) کردے۔

اُردو میں طے کرنا، لپیٹنا، محاورہ آتا ہے۔

سحرؔ لکھنوی نے طے ارض ہی باندھ دیا ہے۔

گھوڑا نہیں عمل ہے کوئی طے ارض کا
یا اسپ بے نظیر ہے لیکن یہاں کہاں

۱۰۳۔ طے کرنا

(حدیث) اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ (مسلم، ابی داؤد، نسائی. عن ابن عمرؓ)

ترجمہ: اے اللہ ہم پر ہمارا یہ سفر آسان کر دے۔ اور اس کا فاصلہ طے کر دے۔

اُردو میں محاورہ ہے طے کرنا۔ لپیٹنا۔

۱۰۴۔ عزت خاک میں ملنا:

(حدیث) لَوْلَا اَنْ تَدَارَکَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَۃٍ لَثُلَّ عَرْشِیُ [لغات القرآن، نعمانی، جلد ۴، ص ۲۶۶]

ترجمہ: اگر خدا اپنی رحمت سے میری دستگیری نہ فرماتا تو بس میری عزت ختم تھی۔

کسی شخص نے حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھا تو اُن سے پوچھا خدا کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا اس وقت آپ نے فرمایا۔

ثَلَّ کے معنی گرانا، ہلاک کرنا ہیں، محاورہ میں فُلَانُ ثُلَّ عَرْشَہٗ آتا ہے فلاں کی عزت خاک میں مل گئی۔ اُردو میں بھی یہی محاورہ آتا ہے۔

خاک میں ملتی ہے عزت روندتے ہیں ہم کو غیر
اس گلی سے اب ہماری خاک اے صرصر اُٹھا — ناسخ

۱۰۵۔ عمر کاٹنا:

(حدیث) مَنْ صَدَّ طَرِیْقًا بَتَّرَ اللّٰہُ عُمْرَہٗ [لغات الحدیث مادہ بَتْرٌ]

ترجمہ: جو شخص رستہ بند کرے گا (لوگوں کو تکلیف دے گا) اللہ تعالیٰ اس کی عمر کاٹ دے گا (کم کر دے گا)۔

بَتْرٌ: کاٹنا۔ خاص کر دُم کے قطع کرنے پر بولا جاتا ہے پھر مجازاً قطع نسل کے لیے بولا جانے لگا۔

مفردات القرآن میں ہے۔ عاص بن وائل رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا یہی اَبْتَرٌ دُم کٹا ہے جس کے لیے قرآن میں آیا ہے۔

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ [۱۰۸. الکوثر. ۳]

ترجمہ: تمھارا ابداند بش ہی معطوع النسل رہے گا۔

ایک حدیث میں ہے۔

کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَایَبْدَ أ نَیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ [ابوداؤد، نسائی، ابن ماجه، ابن جبان. عن ابی ھریرةؓ]

ترجمہ: ہر وہ کام جس کے شروع میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ ابتر ہے یعنی نامکمل رہے گا۔

اُردو میں یہ محاورہ زندگی بسر کرنے، زندگی گزارنے کے معنی میں آتا ہے۔

محبت اس کو کہتے ہیں کہ عمر اپنی چکور، اے دل
بلا گردانِ روئے مہ کامل سے کاٹے ہے — نصیرؔ

عمر تو ساری کٹی عشقِ بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے — مومنؔ

احباب کے ماتم میں کٹی عمر ہماری
ہم ساتھیوں کے رونے کو اُترے تھے، سرا میں — امیرؔ

۱۰۶۔ غٹ غٹ پینا:

(حدیث) اَلَّذِیْ یَشْرِبُ فِیْ آنِیَةِ الْفِضَّةِ، اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَجَھَنَّمَ [متفق علیه. عن ام سلمةؓ]

ترجمہ: جو شخص (سونے) چاندی کے برتن میں کچھ پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ کر کے اُتارتا ہے۔

جَرجَرَۃٌ: پینے کی آواز جو حلق سے نکلتی ہے یعنی غٹ غٹ۔ اُردو میں بغیر سانس لیے تیزی سے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

نغمۂ قلقل مینا کی مچی ہے کہیں دھوم
زہر پیتا ہے کسی کے لیے کوئی غٹ غٹ — منیرؔ

غٹا غٹ پینا بھی آتا ہے۔

تم ساتھ جو غیروں کے پیو مے، تو نہ کیوں میں
لو ہو کے پیوں گھونٹ غٹا غٹ مرے صاحب — شہیدؔ

۱۰۷۔ غصّہ پینا:

(حدیث) مَامِنْ جُرْعَةٍ اَعْظَمُ اَجْرًا عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ، كَظَمَهَا عَبْدُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ [ابن ماجه. عن ابن عمرؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی گھونٹ پینے کا ثواب اتنا نہیں جتنا غصّہ کا گھونٹ پینے کا اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ (یعنی بندہ اللہ کی خاطر غصّہ پی جائے)

شاہ معین الدین احمد ندوی کا بیان ہے کہ یہ محاورہ اُردو میں حدیث مذکور ہی سے آیا ہے۔

ہم تو پی جاتے لہو دشمن کا پر کچھ سوچ کر
دل میں اپنے ، غصّہ اپنا اے ستم گر پی گئے — ظفرؔ

ظفرؔ غصّے کو دل میں کون پی سکتا ہے کیا قدرت
کسی کا ظرف تیرے ہی برابر ہو تو پی جائے — ظفرؔ

غصّہ تھوک دینا بھی آتا ہے۔

بچّی مری بلکتی ہے غصّہ کو تھوک دو
صدقے گئی اجی ادھر آؤ، کدھر چلے — راحتؔ

غصّہ کھانا بھی آتا ہے۔ مصیبت جھیلنے کے لیے۔

پڑی منہ میں نہیں ہے کھیل اُڑ کر
زندگانی ہے غصّہ کھانے پر — مومنؔ

۱۰۸۔ قدر کھودیتا ہے ہر روز کا آنا جانا:

(حدیث) زُرْغَبًّا تَزَدُّدُ حُبًّا [البزار و البِيْهَقِیُ فی الشعب من حديث ابی ہریرہؓ]

ملاقات کیا کر، محبت زیادہ ہوگی۔

غِبٌّ ایک دن آنا اور ایک دن نہ آنا۔ غَبٌّ وَغُيُوْبٌ۔ ایک دن جانوروں کا پانی پینا اور ایک دن پیاسا رہنا۔

ایک حدیث ہے:

اَغِبُّوْا فِیْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ۔

ترجمہ: بیمار کی پرسش کو ایک دن چھوڑ کر جاؤ۔

امیرؔ مینائی نے اس حدیث کا ایسا خوبصورت ترجمہ کیا ہے کہ ضرب المثل بن گیا ہے۔

گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیر
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا — امیرؔ

۱۰۹۔ قدم جمانا/ جمنا:

(حدیث) ثَبَّتَ اللّٰہُ قَدَمَیْہِ عَلَی الصِّرَاط [الطبرانی حدیث ابی الدرداء]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان کے پاؤں (پلِ صراط پر) جمائے رکھے۔

ایک حدیث میں ہے۔

اَثْبِتُ لِیْ قَدَمَ صِدْقٍ [لغات الحدیث]

ترجمہ: میرے سچائی کا قدم جمادے۔

ثَبْتٌ کے معنی ایک حالت پر جمے رہنے کے ہیں۔ رَجُلٌ ثَبْتٌ وَثَبِیْتٌ فِیْ الْحَرْبِ۔

لڑائی میں ثابت قدم رہنے والا مرد۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا [۸انفال ۴۵]

ترجمہ: اے ایمان والو جب (کفار کی) کسی جماعت سے مقابلہ ہو تو تم ثابت قدم رہو۔

اُردو میں استقامت کے معنی میں آتا ہے۔

دارِ فانی مقام لغزش ہے
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا — نسیمؔ دہلوی

اب کیا بڑھیں کہ ڈر سے لہو تن کے گھٹ گئے
جن کے قدم جمے رہے سر ان کے کٹ گئے — انیسؔ

۱۱۰۔ کاندھوں پر بٹھانا/ سوار کرنا:

(حدیث) اِنَّ رَجُلًا حَجَّ بِاُمِّہٖ فَحَمَلَھَا عَلٰی عَاتِقِہٖ فَسَالَہُ ھَلْ قَضٰی حَقَّھَا قَالَ لَاوَلَا طَلْقَةً وَّاحِدَةً [النھایہ حدیث ابن عمرؓ۔ مادہ طلق]

ترجمہ: ایک شخص نے اپنی ماں کو حج کرایا (وہ ضعیف تھی) اس کو اپنے کاندھے پر بٹھالیا پھر آپ ﷺ سے پوچھا کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا نہیں ایک بار جو دردِ زہ ہوتا ہے اس کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔

یہ ایک واقعہ ہے جو حدیث شریف میں مذکور ہے۔ اُردو میں کاندھوں پر بٹھانا/سوار کرنا آتا ہے۔عزت دینے کے معنی میں۔

کو دکا نہ ہوتے ہیں مردے بھی کاندھوں پر سوار
جانتے ہیں ایک ہم آغاز اور انجام کو — ناسخ

عشق اس کی زلف کا مرے کاندھے پر ہے سوار
پاﺅں کے بدلے چاہیے زنجیر دوش پر

۱۱۱۔ کان میں سیسہ پلانا:

(حدیث) مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی حَدِیْثِ قَوْمٍ وَّھُمْ لَهٗ کَارِھُوْن. صُبَّ فِیْ اُذُنَیْهِ الاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ [بخاری. عن ابن عباسؓ]

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص ایسے لوگوں کی بات سننے کی طرف کان لگائے جو اس کو برا جانتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پلایا جائے گا۔

ایک اور حدیث ہے۔

مَنْ جَلَسَ اِلٰی قَیْنَةٍ یَّسْمَعَ مِنْھَا صُبَّ فِیْ اُذُنَیْهِ الاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ [النهایه ماده اُنک]

ترجمہ: جو شخص رنڈی کے پاس اس کا گانا سننے کے لیے بیٹھے قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں سیسہ پلایا جائے گا۔

آنَکُ۔سیسہ،صَبٌّ، ڈالنا، بہانا، نیچے اُتارنا۔

حدیث مذکور میں مذمّت کے لیے آیا ہے لیکن اُردو میں کسی چیز کو مضبوط اور وزنی کرنے کے لیے آتا ہے،قوتِ گویائی سے محروم کر دینے کے لیے آتا ہے۔ ذوقؔ کے اس شعر میں مضبوط کر دینے کے معنی ہیں۔

لگے سیسہ پلانے مجھ کو آنسو
کہ ہو بنیادِ غم محکم ابھی سے — ذوقؔ

مذمّت کے لیے کانوں میں روئی رکھنا آتا ہے۔

اذاں کا وقت ہے کانوں میں اپنے روئی رکھ ساقی
صدائے قلقل مینا زبانِ قُم میں قاصر ہے — اخترؔ

۱۱۲۔ کڑی کمان ہونا

(حدیث) اَللِّسَانُ فِیۡھَا اَشَدُّ مِنۡ وَقۡعِ السَّیۡفِ (ابی داؤد. عن عبداللہ بن عمرؓ)

ترجمہ: (ایک فتنہ ایسا ہوگا) جس میں زبان سے بات نکالنا تلوار مارنے سے سخت ہوگا۔

اُردو میں اس مفہوم میں کئی محاورہ آتے ہیں مثلاً کڑی کہنا۔ آتشؔ کا شعر ہے۔

نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے
نہ کسی کی کڑی اٹھائی بات

کڑی کمان کا تیر۔ غالبؔ نے بھی باندھا ہے، کنایۃً تیز رفتاری کے معنی میں۔

چال جیسی کڑی کمان کا تیر
دل میں ایسے کہ جا کرے کوئی

ہمارے مرحوم دوست قاصدؔ عزیز نے حدیث کے مفہوم کو کڑی کمان کے تیر میں سمو دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

ابرو کا نہیں زبان کا ہے
یہ تیر کڑی کمان کا ہے

۱۱۳۔ کلیجہ پھٹ جانا:

(حدیث) اَنَّ الۡبُکَاءَ فَالِقٌ کَبِدِیۡ [مسلم. عن عائشہؓ]

ترجمہ: روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

فَلۡقٌ ۔ کسی چیز کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے الگ کرنا۔

قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الۡحَبِّ وَالنَّوٰی [٦ الانعام ٩٥]

ترجمہ: بے شک اللہ ہے جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر درخت لگاتا ہے۔

اُردو میں یہ محاورہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ عظیم صدمہ پہنچنا۔

محتسب زور سے نہ توڑ سُبو
پھٹ نہ جائے کلیجا بادل کا — راسخ

۲۔ عشق میں گھائل ہونا:

تیغ ابرو کی یہ جنبش تو ہے کہ بس تو کٹ جائے
دست مژگاں کے اشارے سے کلیجا پھٹ جائے — مومنؔ

۳۔ رشک وحسد میں جلنا:

جب ہمارے ان کے سب شکووں کے دفتر پھٹ گئے
پھر کلیجے اپنے بد خواہوں کے یکسر پھٹ گئے — ظفرؔ

۴۔ صدمہ ہونا:

جہاں دل کسی کا کسی سے پھٹے ہے
تو سنتے ہی اپنا کلیجا پھٹے ہے — معروفؔ

۱۱۴۔ کلیجا ٹھنڈا کرنا/ ہونا:

(حدیث) اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِبْرَادُ كَبِدٍ حَرّىٰ [لغات الحدیث مادہ بَرْدٌ]

ترجمہ: بہتر صدقہ جلتے کلیجے کا ٹھنڈا کرنا ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اِبْرَادَ الْكَبِدِ الْحَرَّاء [بخاری و مسلم]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ گرم کلیجے کو ٹھنڈا کرنا پسند کرتا ہے۔

حدیث شریف میں پانی پلانے کے معنی میں ہے، پیاسے کو اس سے تسکین ہوتی ہے اور انھیں معنی میں اُردو میں استعمال ہوا ہے۔

اے جان گلے سے آ لپٹ جا
ٹھنڈا کرلیں ذرا کلیجا — اخترؔ

ہوگیا آبِ دمِ تیغ سے بسمل ٹھنڈا
کیوں ہوا اب تو کلیجا ترا قاتل ٹھنڈا — رندؔ

اے ستم گار جلاتا ہی رہا تو دل کو
نہ کیا تو نے کبھی میرا کلیجا ٹھنڈا — ظفرؔ

۱۱۵۔ کمر پکڑنا/تھامنا:

(حدیث) اِنَّا اٰخِذٌ بِحُجُزِ کُمُ [مسلم۔عن جابرؓ]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا میں تمھاری کمروں کو تھامے ہوئے ہوں (لیکن تم پروانوں کی طرح آگ پر گرے جاتے ہو)۔

ایک حدیث میں ہے۔

وَالنَّبِیُّ اٰخِذٌ بِحُجُزِۃِ اللّٰہ

ترجمہ: پیغمبر اللہ کی کمر تھامے ہوئے ہیں۔(یعنی اس کی مدد پر بھروسا کیے ہوئے ہیں)۔

ایک اور حدیث ہے۔

قَامَتِ الرَّحِمَ فَاَخَذَتُ بِحَقُوِ الرَّحمٰنِ

ترجمہ: رحم (رشتہ ناتا) کھڑا ہوا اور پروردگار کی کمر تھام لی۔

حَقُوٌ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ازار باندھی جاتی ہے یعنی کمر۔حدیث میں کمر تھامنا، پناہ لینے کے معنی میں ہے۔حمایت کرنا بھی ہے۔

اُردو میں کمر پکڑنا، سہارا دینا، حمایت کرنا۔حدیث ہی کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

اُٹھنا جو پڑے، کمر پکڑ لے
کا کل جو ہے تو سر پکڑ لے
شوقؔ

۱۱۶۔ کن انکھیوں سے دیکھنا:

(حدیث) جُلُّ نَظَرِہِ المُلاحَظَۃُ [مجمع الزوائد]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی صفت میں ہے کہ آپ کن انکھیوں سے دیکھا کرتے تھے۔ (یعنی گوشۂ چشم سے جو کنپٹی کی طرف ہے)۔

اُردو میں انھی معنی میں آتا ہے۔

کن انکھیوں سے دیکھو ہو جو غیر کو
نہ کی یوں کبھو تم نے ایدھر نگاہ
سوداؔ

۱۱۷۔ گردن پر تلوار رکھنا/خنجر چلنا:

(حدیث) قَالَ اَبُوْذَرٍ لَوْوَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰی هٰذِهٖ وَاَشَارَا اِلٰی قِفَاهُ [بخاری]

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ نے فرمایا اگر اس پر تیز کاٹنے والی تلوار رکھ دو اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔امام بخاری نے العلم قبل القول و العمل باب باندھا ہے اس میں یہ حدیث ہے یعنی گردن کے کٹنے سے پہلے اس حدیث کو بیان کر دوں گا۔

ابن الاثیر نے النهایه میں اَلصَّمْصَامَةَ عَلٰی رَقَبَتِیْ بیان کیا ہے۔

صمصام کہتے ہیں اس تلوار کو جو خوب روانی سے کاٹے اور مڑے بھی نہیں۔

اُردو میں گردن پر خنجر چلنا کنایۃً ظلم ہونے کے معنی میں آتا ہے۔

بزم سے اُٹھ کر جو تم باہر چلے
گردن عُشاق پر خنجر چلے — شعورؔ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے — امیرؔ

۱۱۸۔ گرہ لگنا:

(حدیث) لَکَ مِنْ قُلُوْبِنَا عُقْدَةُ النَّدَمِ [النهایه]

ترجمہ: ہمارے دلوں پر شرمندگی کی گرہ ہے (حدیث دُعا۔یعنی نادم ہو کر گناہوں سے پکّی توبہ کرتے ہیں)۔

عَقْدٌ۔ مضبوط کرنا، باندھنا، عَقَدٌ، زبان میں گرہ ہونا، رک جانا۔

(حدیث) مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهٗ فَاِنَّ مُحَمَّدًابَرِیٌٔ مِّنْهُ [ابوداؤد عن رُوَیْفَع بن ثابتؓ]

ترجمہ: جو شخص اپنی داڑھی میں گرہ لگائے تو محمد ﷺ اس سے بے تعلق ہیں۔ (عرب از راہِ تکبر داڑھی میں گرہ لگاتے۔ موڑ کر گھونگریالے بناتے تھے) پوری حدیث کے لیے دیکھیے کتاب الطهارة باب مایُنْهٰی اَنْ یُسْتَنْجٰی به۔

اُردو میں گرہ لگانا یا لگنا، گانٹھ دینا۔ بات طے کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

گرہ لگائی رگ دل میں پھاڑ کر دامن
پھر اُٹھ کھڑے ہوئے پہلو سے جھاڑ کر دامن — اوجؔ

دل کیا کھلے مرا کہ تری زُلف کی طرح
مضبوط اک گرہ ہے گرہ پر لگی ہوئی — داغؔ

سال گرہ کے لیے بھی آتا ہے۔

انجم سے تیری سال گرہ کے لیے فلک
ہر سال کہکشاں میں ہے دیتا لگا گرہ — ذوقؔ

۱۱۹۔ گلے میں طوق ڈالنا:

(حدیث) **یُؤتیٰ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَغْلُوْلاً حَتّٰی یُفَکَّہُ الْعَدْلُ اَوْیُوْبَقُہُ الْجَوْر**
[احمد بن جنبل. عن ابی ھریرۃؓ]

ترجمہ: روزِ قیامت اس کے گلے میں طوق ڈال کر لائیں گے۔ پھر طوق نکال کر اس سے بڑھ کر ہلاکت کا سامان کیا جائے گا۔ اس کے ظلم کی وجہ سے۔

ایک حدیث میں ہے۔

یُطَوَّقُ مَالُہٗ شُجَاعًا اَقْرَعَ [مجمع الزوائد. من ابن مسعودؓ]

جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کے متعلق ہے کہ اُس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل بن کر اُس کے گلے کا طوق ہوگا۔ **(اَللّٰھُمَ احْفِظْنَا)**

ایک حدیث میں ہے

شَھْرُ رَمَضَانَ تَغُلَّ فِیْہِ الشَّیٰطِیْنُ

ترجمہ: رمضان کے مہینے میں شیاطین کو طوق پہنایا جاتا ہے (قید کر دیا جاتا ہے)۔

گردن میں طوق پڑنا، گردن میں طوق ڈالنا اُردو میں آتا ہے۔

طوق ہالے کا پڑا اس کے گلے میں کس لیے
چاند بھی شاید اسی کے عشق میں مجنوں ہوا — ناسخؔ

یہ طوق اس واسطے چھوٹا ہوا بلبل کی گردن میں
کہ تھا قمری کی قسمت کا پڑا بلبل کی گردن میں　　　　ذوقؔ

۱۲۰۔ گناہ ڈھل جانا:

(حدیث) اِذَا تَوَضَّأَ اَلْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِالْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا مَعَ الْمَاءِ اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِالْمَاءِ [مسلم. عن ابی ہریرۃؓ]

ترجمہ: جب کوئی مسلمان مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے تو اس منہ پر وہ گناہ جن کی طرف اپنی آنکھ سے دیکھا تھا پانی سے یا پانی کے آخری قطرے سے نکل (ڈھل) جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَاهُ [مسلم. عن ابی اُمامۃؓ]

ترجمہ: اس کے گناہ گر جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

جَرَتْ خَطَايَاهُ

ترجمہ: یعنی گناہ وضو کے پانی کے ساتھ بہہ جائیں گے۔

اُردو میں گناہ ڈھل جانا انھیں معنوں میں آتا ہے۔

رحم ان کو آ گیا جب مجھ کو رِقّت آ گئی
ڈھل گئے بالکل گنہ جس وقت دامن تر ہوا　　　　شعورؔ

گناہ دھونا۔

دھوتے ہیں ہر ایک شے کو پانی سے مگر
آنسو ہیں فقط گناہ دھونے کے لیے　　　　دبیرؔ

ابر کرم نے سارے گناہوں کو دھو دیا
مجرم نہ مے پرست ہے، گلچیں نہ باغباں　　　　سحرؔ

۱۲۱۔ گود لینا:

(حدیث) هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا [النهايه فى حديث عائشہؓ]

ترجمہ: وہ یتیم لڑکی جو اپنے ولی کی گود میں ہے (پرورش میں ہے)۔

حَجرٌ وَحُجرَانٌ کے معنی روکنے، منع کرنے کے ہیں لیکن حَجرٌ گود کو بھی کہتے ہیں۔

فَاَجلَسَهٗ فِيْ حَجرِہٖ۔ اس کو آپ کی گود میں بٹھا دیا۔

ایک حدیث میں ہے:

كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّؓ فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ [ابى داؤد. عن لُبَابةَ بِنْتِ الْحَارِثؓ]

ترجمہ: ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت حسین بن علیؓ رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے۔

اُردو میں انھیں معنی میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

گود لے کر ترے پیکاں کو مری حسرت نے
دل سے، سینے سے، کلیجے سے نکلنے نہ دیا — راسخ عظیم آبادی

گود میں لینا۔ آغوش میں بٹھانا۔

بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گزر کر آ گئے
رفتہ رفتہ گود میں لینا پڑا اطفال کو — نسیم دہلوی

آغوش میں بٹھانا، استادِ گرامی نظامؔ فتح پوری مرحوم کا شعر ہے:

جب تری آرزو سے مجھے سابقا پڑا
آغوش میں بٹھا کے تجھے ڈھونڈنا پڑا

۱۲۲۔ مزا چکھانا:

(حديث) اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالاً فَاَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا [ترمذى عين ابن عباسؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ تو نے قریش کو پہلے (قتل و اُسر یعنی غیر مزروعہ زمین) کے عذاب کا مزہ چکھایا اب آخر میں انھیں عنایات اور رحمتوں کا مزا چکھا۔

ذَوْقٌ۔ چکھنا، کیے کا مزا چکھنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ [١٦ النحل ١١٢]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھایا۔

ایک حدیث میں ہے

اِنَّ اَبَاسُفْيَانَ لَمَّارَاٰی حَمْزَةَ مَقْتُوْلاً مُغْقَّرًا قَالَ لَهٗ ذُقْ عُقَقُ [النهايه]

ترجمہ: اُحد کے موقع پر ابوسفیان نے جب حضرت امیر حمزہؓ کو مقتول (اور) خاک آلود پایا تو کہنے لگا ارے نافرمان اپنی نافرمانی کا مزا چکھ۔

اُردو میں انتہائی درجے تکلیف پہنچانے کے لیے یہ محاورہ آتا ہے۔ حدیث مذکور میں بھی یہی معنی ہیں۔

جاتی کہاں ہے اے خوش اسلوب
اس کو چکھاؤں گا مزا خوب — اخترؔ

مزا شوق شہادت کا چکھاتے اپنے قاتل کو
ہمیں مثل نصیری تل ستر بار ہونا تھا — بحرؔ

مزا چکھ لینا۔ نتیجہ بھگتنا، سزا پانا۔

دل تجھے دے کے پڑے ہجر میں غم کھاتے ہیں
چکھ لیا خوب مزا اپنے کیے کا ہم نے — شوقؔ قدوائی

مدت سے نمک چھڑکے ہے ہر زخم پہ قاتل
ہم چاہ کے چکھتے ہیں مزے دیکھیے کب تک — مسرورؔ

۱۲۳۔ مٹھی میں لے لینا:

(حدیث) **اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِنْ شَاءَ اَدْخَلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَّاحِدٍ [مسند احمد]**

ترجمہ: (حضرت عمرؓ نے کہا) اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک مٹھی میں ساری مخلوقات کو لے کر بہشت میں داخل کردے۔ (آں حضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، عمرؓ سچ کہتا ہے)۔

اُردو میں بھی انھیں معنوں میں یہ محاورہ آتا ہے۔ دستِ قدرت میں ہونا۔

اللہ اللہ بتوں کو ہے یہ دستِ قدرت
ان کی مٹھی میں رہی ساری خدائی کیوں کر — داغؔ

۱۲۴۔ منہ بھرنا:

(حدیث) اِمۡلَئُوۡا اَفۡوَاھَکُمۡ مِنَ الۡقُرۡآنِ [النهايه]

ترجمہ: اپنے منہ قرآن سے بھرلو (رات دن قرآن پڑھو)۔

ایک حدیث میں ہے

فَنَزَلَ جِبۡرِیۡلُ فَفَرَجَ صَدۡرِیۡ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمۡ زَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسۡتٍ مِنۡ ذَهَبٍ مُمۡتَلیٰ حِکۡمَةً وَّاِیۡمَانًا [بخاری. عن ابی ذرؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (جب میں مکہ میں تھا تو میری چھت کھلی اور) جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوئے۔ انھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زم زم کے پانی سے دھویا اس کے بعد ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا۔

مَلۡأٌ یا مَلۡأَۃٌ یا مِلۡأَۃٌ۔ بھر دینا، موافقت کرنا اور تَمۡلِئَۃٌ خوب بھرنا۔

منہ بھرنا کسی شے سے منہ کو پُر کر دینا۔ لبالب۔

یہ محاورہ کئی طرح پر آتا ہے۔

۱۔ سیراب کرنا:

زباں باہر نکل آئی ہے قاتل تشنہ کامی سے
خدا کے واسطے آبِ دمِ خنجر سے منہ بھر دے — نصیر دہلویؔ

بھر نہیں سکتے سلیماں بھی ترے سائل کا منہ
کیا رُفو آسان ہے اس زخمِ دامن دار کا — قدؔر بلگرامی

۲۔ نذرانہ یا رشوت کے طور پر دینا:

کرچکے سلکِ دُرِ اشک کا مذکور جو ہم
آج غمازوں کے منہ دیکھیو تو بھرتے ہیں — مومنؔ

۱۲۵۔ منہ پھرنا:

(حدیث) صُرِفَتْ وَجُوْهُهُمْ [بخاری کتاب الجهاد. عن براء بن عازبؓ]

ترجمہ:ان کے منہ پھر گئے۔

(یہ جنگِ اُحد کا واقعہ ہے جب مسلمان اپنی فتح دیکھ کر مالِ غنیمت لوٹنے میں لگ گئے پھر انھیں شکست کا سامنا کرنا پڑا)۔

صَرْفٌ۔پھیر دینا۔یا مُصَرِّف الْقُلُوْبِ اے دلوں کو پھیرنے والے۔

حدیث مذکور میں منہ پھرنا شکست کھانے، ہمت ہارنے کے لیے آیا ہے انھیں معنی میں اُردو میں بھی رائج ہے۔

پھرتا ہے سیل حوادث سے کہیں مردوں کا منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں — ذوقؔ

۱۲۶۔ منہ پھولنا/ پھلانا۔

(حدیث) فَشُقَّ عَلَيْهِ حَتّٰی كَبَا وَجْهُهٗ (النهاية. عن ابی موسیٰ اشعریؓ)

ترجمہ:اس پر شاق گزرا یہاں تک کہ اس کا منہ پھول گیا(غصہ سے)

كَبَّ يَكُبَّ كَبًّا۔منہ کے بل گرنا، گرادینا، بلند ہونا، بوجھل ہونا۔یہ سب معنی آتے ہیں۔قرآن مجید میں ہے۔

اَفَمَنْ يَّمْشِىْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰٓى (۶۷. الملک ۲۲)

ترجمہ: بھلا ایک شخص جو چلے اوندھا اپنے منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے۔

كَبَا الْفَرَسُ يَكْبُوْا، گھوڑے کی سانس پھول گئی، دم چڑھنے لگا۔ آتا ہے۔

اسی طرح كَبَا الغُبَارُ یعنی غبار بلند ہوا، محاورے میں آتا ہے۔

اُردو میں منہ پھلانا/ پھولنا۔ناراض ہونا، غصہ ہونے کے معنی میں آتا ہے۔

منہ پھلائے ہوئے گلگشت کیا کرتے ہو
کیوں سزا وار نہ ہوں علت آماس کے پھول — رشکؔ لکھنوی

غصہ میں مونہہ پھلاؤ تو حسن اور بڑھ چلے
دلدار آئینہ ہو تمھارے جمال کا — منیرؔ

منہ پھلائے بیٹھنا۔ بھی آتا ہے۔

بیٹھا ہے منہ پھلائے آتا نہیں سخن میں
کیا گھنگنیاں بھری ہیں اس شوخ کے دہن میں
مصحفی

۱۲۷۔ منہ پر خاک ڈالنا:

(حدیث) اَذَارَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْھِھِمِ التُّرَابِ [مسلم. عن ھمام بن الحارثؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ! نے ارشاد فرمایا: جب تم تعریف کرنے والوں کو (تعریف کرتے ہوئے) دیکھو، تو ان کے منہ پر خاک ڈالو۔

ایک حدیث میں ہے:

فَاَخُذَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ فَحْذَابِھَا فِیْ وُجُوْہِ الْمُشْرِکِیْنَ [النھایه]

ترجمہ: آپ ﷺ نے ایک مٹھی خاک لی اور اس کو مشرکین کے منہ پر پھینکا۔

احادیث میں ذلیل کرنے اور دھتکارنے کے لیے آیا ہے یہی معنی اُردو میں بھی ہیں۔

یہ محاورہ کئی طرح پر آتا ہے۔

۱۔ منہ پر خاک پڑنا:

پرخاک سے شیطاں کی کدورت نہ ہوئی کم
مونہ (منہ) یہ پڑی خاک کہ راندہ ہو اظلم
شمیم

۲۔ منہ پر خاک ملنا:

نہیں ملے ہے یہ بے وجہ اپنے منہ پر خاک
سمجھتا آپ کو ہے خاکسار آئینہ
نصیر

۳۔ منہ پر خاک اُڑانا:

گر نظر آئے وہ اے مشاطہ صورت پاک سی
منہ پہ ہر آئینے کے اُڑنے لگے گی خاک سی
سرور

۴۔ منہ خاک سے بھرنا:

منہ بھرو خاک سے غیروں کا ہمیں بوسہ دو
پائیں یہ زہر شکر خورے شکر کے بدلے — اخترؔ

۱۲۸۔ منہ پیٹنا:

(حدیث) قَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ وَھُوَفِیْ حِجْرِیْ ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَہُ عَلٰی وِسَادَۃٍ وَقُمْتُ الْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ وَاَضْرِبُ وَجْھِیْ [احمد. عن عائشہؓ]

حضرت عائشہ فرماتی ہیں آں حضرتﷺ کی روح میری گود میں قبض ہوئی۔ پھر میں نے آپ کا سر ایک تکیے پر رکھ دیا اور دوسری بیویوں کے ساتھ منہ پیٹنے لگی۔ (یعنی ماتم کرنے لگی) یہ عورتوں کا خاص محاورہ ہے اور انھیں معنی میں مستعمل ہے۔

جب مر گئے صاحب میر گھسیٹا
ہر ایک نے اپنے منہ کو پیٹا — جان صاحب

ہجر میں منہ پیٹتا ہوں ہائے جب آتا ہے یاد
بھولی بھولی باتیں اور وہ پیارا پیارا اختلاط — رندؔ

۱۲۹۔ منہ در منہ:

(حدیث) اَقْرَأَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاہُ اِلٰی فِیَّ [بخاری. عن ابن مسعودؓ]

ترجمہ: رسول اللہﷺ نے مجھ کو یہ سورت (وَالْلَیْل) منہ در منہ پڑھائی (بالمشافہ)۔

عرب کا محاورہ ہے کَلَّمَنِیْ فُوْہُ اِلٰی فِیَّ یعنی اس نے مجھ سے منہ در منہ باتیں کیں۔

اُردو میں منہ در منہ کہنا، بے خوف ہو کر کہنا، بالمشافہ کہنا آتا ہے۔

ہم کو منہ در منہ وہ کہتے ہیں کروڑوں اور ہم
سب اُٹھاتے ہیں و لیکن ہاتھ اُٹھا سکتے نہیں — یکتہؔ

۱۳۰۔ منہ سامنے کرنا:

(حدیث) اَللّٰھُمَّ اَسلَمتُ وَجھِی اِلَیکَ وَاَلجَأتُ ظَھرِی اِلَیکَ
[ابن ماجه عین البراء بن عازبؓ]

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنا منہ تیرے سامنے رکھ دیا (سونپ دیا) اور میں نے اپنی پیٹھ تجھ پر لگا دی۔

اُردو میں روبرو آنا، بہت شرمندہ ہونے کے لیے آتا ہے۔

سن کے یہ سامنے وہ منہ نہ کرے
کیا عجب ہے کنویں میں ڈوب مرے — قدؔر بلگرائی

۱۳۱۔ منہ سے نکلی پرائی ہوئی: (مثل)

(حدیث) هُوَ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَکَلَّمْ [لغات الحدیث ماده تکلم]

ترجمہ: جب تک آدمی نے بات منہ سے نہیں نکالی تو وہ اپنی بات کا مالک ہے۔ (نکل گئی تو اپنی نہیں رہی)۔

اُردو میں یہ مثل غالباً اسی حدیث سے آئی ہے۔

مثل مینا پیٹ کا ہلکا نہ ہو
منہ سے جب نکلی پرائی ہوگئی — قدؔر

یہ صدا آتی ہے خموشی سے
منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات — حاؔلی

۱۲۳۔ منہ کالا کرنا:

(حدیث عمرؓ): یُسَخَّمُ وَجْهُهُ [النهایه]

ترجمہ: اس کا منہ کالا کیا جائے۔

ایک حدیث میں ہے:

نُسَخِّمُ وَجُوهَهُمَا وَنُغْزِیهِمَا [بخاری. عن ابن عمرؓ]

ترجمہ: ہم کیا کرتے ہیں زانی اور زانیہ کا منہ کالا کرتے ہیں، ان کو ذلیل کرتے ہیں (گدھے پر اُلٹا سوار کرا کے بازاروں میں پھراتے ہیں)

اُردو میں بھی یہ زنا کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چلے جانا، نکل جانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

تم مسی مل کر نہ عرفے سے نکالا منہ کرو
اور نہیں گر مانتے توجاؤ کالا منہ کرو ذوقؔ

۱۳۳۔ منہ کو لگام دینا/ لگانا:

(حدیث) مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَکَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللّٰهُ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ [ابو داؤد، عن ابی هریرةؓ]

ترجمہ: جو شخص ایک بات کو جانتا ہو پھر اُس کو چھپالے، پوچھنے پر بھی نہ بتلائے (یعنی دین کی بات) تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کو آگ کی لگام پہنائے گا۔

لِجَامٌ۔ لگام، تَلْجِیْمٌ لگام لگانا یا باندھنا۔

منہ کو لگام دینا اسی سے اُردو میں آیا ہے۔

توبۃ النصوح میں ہے "قسم ان کا تکیہ کلام ہے، نہ زبان کو روک ہے نہ منہ کو لگام"۔

لگاؤ بڑھ کے عناصر کے منہ میں لگام
کہ ان کی پشت پہ میں کس چکا ہوں زینوں کو

لجام ہاتھ میں آنا بھی آتا ہے۔

گردش ہے آسمان کو میری دُعا کے ساتھ
ہاتھ آگئی ہے میرے لجام اس کبُود کی رندؔ

۱۳۴۔ مُنہ کے بل گرنا:

(حدیث) ثُمَّ لَانُکُتَنَّ بِکَ الْاَرْضِ [النهایه فی حدیث ابوهریرةؓ]

ترجمہ: اب میں تجھ کو زمین پر سر کے بل گراؤں گا۔

نَکْتٌ۔ زمین پر مارنا۔ اُردو میں منہ کے بل گرنا آتا ہے۔

پھرتے پھرتے جو عدو تھک کے گریں گے مُنہ کے بل
کھینچ کر پھیر دے مریخ قفا پر خنجر قدرؔ بلگرامی

۱۳۵۔ منہ میں خاک بھرنا:

(حدیث) اُحْثُوا فِیْ وُجُوْہِ الْمَدَّاحِیْنَ التُّرَابَ [مسلم، ابو داؤد]

ترجمہ: خوشامدیوں، جھوٹی تعریف کرنے والوں کے منہ پر مٹی ڈالو۔

اُردو میں خاکم بدہن آتا ہے۔ یعنی میرے منہ میں خاک، گستاخانہ طرز کلام کے موقع پر بولتے ہیں۔

جرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے خاکم بدہن ہے مجھ کو — اقبالؔ

منہ میں خاک بھرنا۔ سوال رد کرنے کے معنی میں آیا ہے۔

میرے روکھے سوکھے ٹکڑے مجھ کو کر دیتے ہیں سیر
خاک بھر دیتا فلک مُنہ میں جو نعمت مانگتا — بحرؔ

روک دینے خاموش کر دینے کے معنی میں۔ یہی حدیث کا مفہوم ہے۔

زباں کھولیں گے مجھ پر روزیاں کیا بد شماری ہے
کہ میں نے خاک بھر دی اس کے منہ میں خاکساری ہے — ذوقؔ

۱۳۶۔ مُنہ نوچ لینا:

(حدیث) یَخْمِشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَصُدُوْرَھُمْ [ابو داؤد. عن انسؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شبِ معراج میرا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہرے اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔

انتہائی غصّے کی حالت میں مُنہ پر ناخن مارنا۔ اُردو میں بھی انھیں معنی میں آتا ہے۔

گہہ نوچ لیا منہ کو گہے کوٹ لی چھاتی
دل تنگی ہجراں سے ہیں مغلوب غضب ہم — میرؔ

۱۳۷۔ مہر توڑنا:

(حدیث) اِتَّقِ اللّٰہَ وَلاَ تَفُضَّ الْخَاتَمَ [متفق علیہ. عن ابن عمر]

ترجمہ: اللہ سے ڈر اور ناجائز طور پر مہر کو نہ توڑ (بکارت کو زائل نہ کر)۔

حدیث شریف میں تین آدمیوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے جب وہ بارش کے سبب ایک غار میں چلے تھے اور غار کا منہ بند ہو گیا تھا اس وقت ان لوگوں نے کہا اپنے نیک عمل بیان کرو اور ان کے واسطے سے اللہ سے دُعا مانگو۔ چناں چہ دوسرے شخص نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ اس میں یہ استعمال ہوا ہے۔

فَضٌّ۔ توڑنا، پردۂ بکارت زائل کرنا، سوراخ کرنا۔

ایک حدیث میں ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّ خَدَمَتَکُمْ [حدیث خالد بن ولیدؓ. النهایه]

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے تمھارا جتھا توڑ ڈالا۔

اُردو میں مہر توڑنا۔ کسی شے کو کھولنا جب کہ مہر لگا کر بند کر دیا گیا ہو۔

حُسن کے مُنہ کی نقاب اُلٹیں گے بیمارانِ عشق
مہر توڑیں گے جو کی ہے شربتِ دیدار پر — آتش

۱۳۸۔ موت کا ابر چھا جانا/موت کا پسینہ ہونا:

(حدیث) اِنَّ الْمَوْتَ قَدْ تَغَشَّاکُمْ سَحَابُهٗ وَهُوَ مُنْضَاخٌ عَلَیْکُمْ بِوَابِلِ الْبَلَایَا [حدیث ابن زبیر النهایه]

ترجمہ: موت کا ابر تم پر چھا گیا ہے اور وہ بلاؤں کا مہینہ تم پر برسائے گا۔

ضَیْخٌ۔ بہنا، برسنا۔

اُردو میں موت کا ابر چھانا نہیں آتا بلکہ موت کا پسینہ آنا/ ہونا آتا ہے۔

ہچکی آتی ہے سرد سینے سے
ماتھے پر موت کا پسینہ ہے — شوقؔ

۱۳۹۔ ناک رگڑنا:

(حدیث) اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیُلْزِمْ جِبْهَتَهٗ وَاَنْفَهُ الْاَرْضَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْهُ الرُّغْمُ [النهایه]

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے تو (سجدے میں) اپنی پیشانی اور ناک زمین سے لگا دے تا کہ اس کی ذلّت (بارگاہِ الٰہی میں) ظاہر ہو۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَجَدَ اَمۡکَنَ اَنۡفَہٗ وَجَبۡھَتَہُ الۡاَرۡضَ
[عن ابی حمید الساعدیؓ]
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ناک اور پیشانی کو جما کے رکھتے۔
اُردو میں ذرا فرق کے ساتھ یہ محاورہ ہے۔ ناک رگڑنا۔ اپنے آپ کو ذلیل و کم تر ثابت کرنے کے لیے۔

پچھلے پہر اُٹھ اُٹھ کے نمازیں ناک رگڑنی سجدے پہ سجدے
جو نہیں جائز اس کی دُعائیں اُف رے جوانی ہائے زمانے — شادؔ عظیم آبادی

۱۴۰۔ ناک پُھلانا/ پھولنا:
(حدیث) فَکُلُّکُمۡ وَرِمَ اَنۡفُہٗ [حدیث ابوبکرؓ النھایہ]
تم سب کی ناک پھول گئی (غصّہ آ گیا)۔
وَرَمٌ۔ پھول جانا، سوجھ جانا۔
(حدیث) اِنَّہٗ قَامَ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی وَرِمَتۡ قَدَمَاہُ
[مسلم عن المغیرہ بن شعبۃؓ]
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز میں اتنا کھڑے ہوئے کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔
ایک حدیث میں ہے:
اِسۡتَبَّ رَجُلَانِ عِنۡدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ اَحَدُھُمَا غَضَبًا شَدِیۡدًا حَتّٰی خُیِّلَ اِلَیَّ اَنَّ اَنۡفَہٗ یَتَمَزَّعُ مِنۡ شِدَّۃِ غَضَبِہٖ [ابوداؤد۔ عن معاذ بن جبلؓ]
اُردو میں غصّہ کے لیے ناک پُھلانا آتا ہے۔

دیکھ کر مجھ کو روہاندا سا، لگے فرمانے آپ
ٹھیرا یہ میری چڑ ہے ناک اپنی مت پُھلا — انشاؔ

ناک چڑھانا بھی آتا ہے۔

کس کس ادا سے ناک چڑھاتا ہے دیکھیو
بیکل ہو ٹک جو نیند میں گردن اکڑ گئی — انشاؔ

۱۴۱۔ ناک میں نکیل ڈالنا:

(حدیث) اَلْمُؤمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنُفِ [البيهقى. عن ابن عمرؓ]

ترجمہ: مومن اُس اونٹ کی طرح ہے جس کی ناک میں زخم ہو گیا ہو اور وہ مہار کھینچنے والے کا تابع رہتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ [مسلم. عن عُبَادَةَ بن الصَّامِتِؓ]

ترجمہ: (درخت) آپ کا ایسا تابعدار جیسے ناک میں لکڑی ڈالا ہوا اونٹ۔

ناک میں نکیل ڈالنا۔ قابو میں کرنا، اُردو میں محاورہ ہے۔ ہمیں اس کی مثال میں شعر نہیں ملا۔ البتہ انھیں معنی میں ناک میں تیر دینا/ ڈالنا۔ عاجزی کرنے پر مجبور کر دینے کے لیے آتا ہے۔

اے ظفرؔ مجھ سے وہ سرکش کیا کرے گا سرکشی
میرا نالہ ناک میں دیتا فلک کے تیر ہے — ظفرؔ

۱۴۲۔ نظر لگنا

(حدیث) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَآمَّةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَآمَّةٍ (بخارى. عن ابن مسعودؓ)

ترجمہ: میں اللہ کے کلماتِ تامہ کی ہر شیطان اور ہر زہریلے کاٹنے والے اور ہر لگ جانے والی نظر کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

ایک حدیث میں ہیں۔

اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَ اذا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا (بخارى. عن ابن عباسؓ)

ترجمہ: نظر لگنا برحق ہے، اور جو تم سے غسل کرنے کے لیے کہا جائے (بدنظری کے علاج میں) تو غسل کرو (اور پانی اس پر ڈال دے جس کو نظر لگی ہے)

اُردو میں نظر لگنا، محاورہ آتا ہے۔

نظر لگے نہ کہیں ان کے دست و بازو کو
یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں — غالبؔ

ڈھونڈتے پھرتے ہیں اک عالم میں شیدائی تجھے
لگ گئی کس کی نظر اے حسن زیبائی تجھے — داغؔ

۱۴۳۔ نظر نہ ٹھہرنا:

(حدیث) جَاءَ رَجُلٌ بِهِ بَذَاذَةٌ تَعْلُوْ عَنْهُ الْعَيْنُ فَقَالَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ طِلَاعِ الْاَرْضِ ذَهَبًا [النهايه]

ترجمہ: ایک شخص میلے کچیلے موٹے جھوٹے کپڑے پہنے آپ ﷺ کے پاس آیا جس پر کسی کی نظر نہیں ٹھہرتی (پڑتی) تھی (حقارت اور افلاس کی وجہ سے) آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو ساری زمین بھر کے سونے سے بہتر ہے۔

تَعْلُوْ عَنْهُ الْعَيْنُ ۔ان پر نظر نہیں ٹھہرتی۔

اُردو میں اس کے برعکس کسی حسین وجمیل شے کو دیکھ کر بولتے ہیں ع:

نظر نہ ٹھہرے گی اس ماہ پر قیامت کی — رشکؔ

یاں تک تو گرم ہے مرے خورشید رو کا حسن
دیکھے اگر کوئی تو نہ ٹھہرے نظر فغاںؔ — فغاںؔ

۱۴۴۔ نظروں سے گرنا:

(حدیث) اِنِّیْ لَاَرَی الرَّجُلَ يُعْجِبُنِیْ فَاَقُوْلُ هَلْ لَّهُ حِرْفَةٌ فَاِنْ قَالُوْا لَوْلَا سَقَطَ مِنْ عَيْنِیْ [لغات الحديث. ماده حَرْفٌ]

آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: میں ایک شخص کو دیکھ کر پسند کرتا ہوں پھر میں پوچھتا ہوں یہ کیا پیشہ کرتا ہے اگر کہتے ہیں کوئی نہیں تو وہ میری نظر سے گر جاتا ہے۔

اُردو میں انھیں معنوں میں یہ محاورہ آتا ہے۔ کنایتہً اعتبار سے ساقط ہو جانا، بے قدر، ذلیل کے معنی میں۔

تمھارے چہرۂ پرنور کے بے داغ ہونے سے
نظر سے اپنی آنکھوں کی گرایا ماہ تاباں کو — آتشؔ

دل گر کے نظر سے تری اُٹھنے کا نہیں پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا — ذوقؔ

۱۴۵۔ نفسی نفسی/نفسا نفسی ہونا

(حدیث) **نَفْسِیُ نَفْسِیُ نَفْسِیُ اِذْهَبُوْ اِلٰی غَیْرِی (متفق علیه. عن ابی هریرهؓ)**
ترجمہ: مجھ کو اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ (یہ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت فرمائیں گے جب لوگ ان سے شفاعت کی سفارش کرنے کے لیے کہیں گے، اس وقت وہ اپنا گناہ یاد کریں گے اور کہیں گے نفسی نفسی)
روز قیامت ہر آدمی کو اپنی ہی فکر لاحق ہوگی، کوئی کسی کی فکر نہیں کرے گا۔
اُردو میں یہ بعینہٖ استعمال ہوتا ہے۔

قیامت ہو رہی ہے دھوم ہے اک نفسی نفسی کی
گنہ گاروں میں شاید امتحاں ہے اس کی رحمت کا — شرفؔ

۱۴۶۔ نگاہیں نیچی رکھنا:

(حدیث) **حُمَا دَیَاتُ النِّسَاءِ غَضُّ الْاَطْرَافِ وَقِصَرُ الوِهَازَةِ**
[النهایه، حدیث اُمّ سَلْمَةؓ]
ترجمہ: عمدہ قابلِ تعریف عورتیں وہ ہیں جن کی نگاہ نیچی اور قدم چھوٹے چھوٹے ہوں۔
احمد بن حنبل کی روایت میں **فَاِنَّهُ اُغَضَّ لِلْطَرَف** آتا ہے نیچی نگاہ والی۔
غَضٌّ کے معنی جھکانا، نیچے رکھنے کے ہیں۔
ایک حدیث میں ہے۔
اِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهُ [معجم الطبرانی الکبیر. عن هند بن ابی هالهؓ]
ترجمہ: آں حضرت ﷺ جب خوش ہوتے تو نگاہیں نیچی رکھتے (ازراہِ عجز)۔
(حضرت حسنؓ سے مروی آپ کے حلیۂ مبارک کی حدیث میں ہے)۔
اُردو میں نگاہیں نیچی رکھنا/کرنا ہے۔

شکوہ کہاں کا میرا تو بس جی نکل گیا
نیچی نگاہ ہوگئی جس وقت یار کی　　　سحؔن

نیچی نظروں سے ہوا اس کی زمانہ پامال
آنکھ اُٹھائی تو کیا عالم بالا خالی　　　آتؔش

شرم کی طرز کرے جامے سے باہر تجھ کو
جاتی ہیں نیچی نگاہیں کہیں اوپر اوپر　　　اسیؔر

۱۴۷۔ نگاہیں پھیر لینا/ پھیرنا:

(حدیث) اِنَّ الدُّنُیَا قَدْطَرَفَتْ اَعُیُنَکُمْ [النہایۃ من حدیث زیادؓ]

ترجمہ: دنیا نے تمھاری نگاہیں اپنی طرف پھیر لیں (اس کی محبت سے)۔

ایک جگہ آتا ہے:

اِطُرِفْ بَصَرَکَ

ترجمہ: اپنی نگاہیں پھیر لے۔

طَرُفٌ پھیر دینا، پلک ملا لینا۔ اور طَرَفَتِ الْعَیْنُ کے معنی آنکھ نے دیکھا یا جنبش کی۔

اُردو میں یہ محاورہ کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ ایک طرف سے دوسری طرف توجہ کرنا۔

بلائے بزم جہاں ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھرتے ہی دورہ تمام ہوتا ہے　　　آتؔش

۲۔ روگردانی کرنا، بے رُخی برتنا:

دولت دنیا سے آتؔش ہم نے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اُٹھ گئی تُو دے لگے اکسیر کے　　　آتؔش

طبیعت اس کی عبث مجھ سے بے نیاز پھری
نیاز مند سے ناحق نگاہ ناز پھری　　　رنؔد

۱۴۸۔ نیند اُچاٹ ہوجانا:

(حدیث) اَرِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ [مسلم. عن عائشهؓ]

ترجمہ: ایک رات رسول اللہ ﷺ کی نیند اُچاٹ ہوگئی۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

مَااَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْاَرَقِ [ترمذی عن سليمان ابن بريدة عن اَبِيْهِ]

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ رات کو میری نیند اُچاٹ ہوجانے سے میں سو نہیں پاتا۔

اَرَقٌ کے معنی ہیں کسی خیال یا خوف کے سبب نیند اُچاٹ ہوجانا۔

اُردو میں محاورہ حدیث مذکور ہی کا رہینِ منت ہے۔

کوس رحلت کی صدا آتی ہے نوبت سے سحؔر
کیا مری نیند اُچاٹ آخر شب ہوتی ہے — سحؔر

بولا وہ سن کے شب مری بے خوابیوں کا حال
کیسی یہ داستاں تھی مری نیند اُچٹ گئی — وزیؔر

۱۴۹۔ ہاتھ پر ہاتھ مارنا / رکھنا / ہاتھ میں ہاتھ دینا

(حدیث) اِنَّ اَكْبَرَ الْكَبَائِرِ اَنْ تُقَاتِلَ اَهْلَ صَفْقَتِكَ [النهاية]

ترجمہ: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کسی کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر (اس سے عہد کر کے، قول و قرار کر کے) پھر اس کو مارے (یہ نہایت مذموم ہے)۔

صَفْقٌ کہتے ہیں اس طرح مارنا کہ آواز پیدا ہو، ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔

ایک حدیث میں ہے۔

وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ [متفق عليه. عن عبداللّٰه بن عمرو بن العاصؓ]

ترجمہ: جو کوئی کسی امام کی بیعت کر چکا ہو اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ مار چکا ہو (دے چکا ہو) اور اس کو اپنے دل کا ثمر دے چکا ہو تو اس کی فرمانبرداری بقدر امام کرنا چاہیے۔

ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔ وعدہ کرنا، قول و قرار کرنا وغیرہ معنی میں آتا ہے۔ حدیث مذکور میں بیعت کرنے کا مفہوم ہے۔

یہ کہہ کر سب نے مارا ہاتھ پر ہاتھ
کہ ہے یہ قول ہم ہیں آپ کے ساتھ — سوداؔ

وعدۂ وصل زبانی ہے میں کیوں کر مانوں
ہاتھ پر ہاتھ تو اس شوخ نے مارا ہی نہیں — میر حسنؔ

ہاتھ پر ہاتھ رکھنا وعدہ کرنا، قول وقرار کرنا۔

نہ اعتبار ہے قول و قرار کا جس کے
دلا نہ رکھیو پھر ایسے بشر کے ہاتھ پہ ہاتھ — ظفرؔ

ہاتھ میں ہاتھ دینا دوستی کا اظہار کرنا، محبت جتانا۔

گر ملوں میں کف افسوس تو ہنستا ہے وہ شوخ
ہاتھ میں ہاتھ کسی شخص کے دے کر اپنا — جرأت

نہیں ہے قول کا سچّا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا — ذوقؔ

۱۵۰۔ ہاتھ پھیلانا:

(حدیث) اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحِییْ اِذَا رَفَعَ الْعَبْدُ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْراً حَتّٰی یَضَعَ فِیْھِمَا خَیْرًا [حاکم. عن انسؓ]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بڑا شرم کرنے والا، کرم کرنے والا ہے۔ اس کو شرم آتی ہے جب بندہ اُس کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور وہ ان کو خالی پھیر دے، جب تک ان میں کچھ بھلائی نہ رکھے (مومن کا اپنے پروردگار کے سامنے ہاتھ پھیلانا خالی نہیں جاتا، دنیا میں مراد مل جائے یا آخرت میں اجر)۔

ایک اور حدیث میں ہے:

خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَتْرُکَھُمْ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ [بخاری. عن سعد بن ابی وقاصؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا: تو اگر اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ جائے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے۔ (بھیک مانگتے ہوئے)۔

یہ محاورہ بھی خاص حدیث ہی سے آیا ہے۔

تیرا جی چاہے تو پلوا دے کوئی جامِ شراب
ہاتھ پھیلانے کا بندہ نہیں عادی ساقی — رندؔ

گر چلیں راہِ طلب میں توڑ دالوں اپنے پانو
بس کبھی ساقی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں میں — آتشؔ

شاؔد پھیلائے نہ ہاتھوں کو تہی دستی میں
جز ترے ہو نہ خدایا یہ کسی کا محتاج — شادؔ

ہاتھ پسارنا بھی آتا ہے۔

نظر کر دُعا پر خداوند عالم
کہ ہم ہاتھ اپنے پسارے ہوئے ہیں — آغاؔ

۱۵۱۔ ہاتھ جھٹکنا:

(حدیث) لَاَنْ اَکُوْنَ نَفَضْتُ یَدِیْ مِنْ قُبُوْرِ بَنِیَّ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّقَعَ مِنْ بِیْضِ الْخُطَّافِ فَیَنْکَسِرَ [حدیث ابن مسعودؓ. النهاية]

ترجمہ: اگر میں اپنے بیٹوں کو قبروں میں گاڑ کر ہاتھ جھٹکوں تو یہ مجھ کو اس سے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خطّاف کے انڈے اوپر سے گر کر ٹوٹ جائیں (خطّاف ایک کالے رنگ کی چڑیا ہوتی ہے یہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے رحم اور شفقت کی راہ سے فرمایا)

ایک اور حدیث میں ہے۔

ثُمَّ نَفَضَ یَدَهُ وَمَسَحَ بِهَا رَأسَهُ وَاُذُنَیْهِ [ابوداؤد. عن ابن عباسؓ]

ترجمہ: پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ جھٹکا سر اور کانوں پر مسح کیا۔

اُردو میں ہاتھ جھٹکنا، غصّہ و ناراضی کے سبب اور کبھی تحقیر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

تیغ کا گرنا، دم نہ نکلنا، ہاتھ جھٹکنا، بانکی ادا
وقت کی خوبی میرا تڑپنا، ان کی ندامت ہائے ستم — شادؔ

۱۵۲۔ ہاتھ لمبے ہونا:

(حدیث) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّنَا اَسْرَعُ بِکَ لَحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا [بخاری]

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز کچھ بیبیوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کون آپ سے جلدی ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ (یعنی بہت دینے والا، سخی)

حدیث شریف میں ہاتھ لمبا ہونا، سخاوت کرنا، خوب دینا مراد ہے۔ اُردو میں قدرت و طاقت کے معنی میں آتا ہے۔

یہاں کیوں کریں ہم بھروسا عصا کا
سنا ہے کہ ہے ہاتھ لمبا خدا کا

۱۵۳۔ ہاتھوں سے نکلنا/نکل بھاگنا:

(حدیث) اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ یَّدِیْ [مسلم. عن جابرؓ]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تو تمھاری کمریں تھام رہا ہوں (پیچھے سے) اور تم ہو کہ میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو (پروانوں کی طرح آگ میں گرنے کے لیے)۔

اُردو میں بے قابو ہونا، بس میں نہ آنا ٹھیک حدیث کے مفہوم میں ہے۔

جس طرح تو مری آغوش سے نکلا اے شوخ
یوں ہی ہاتھوں سے نکلتی ہے طبیعت میری — داغ

آخر یہ عرضِ حال ہے دُشنام تو نہیں
ہاتھوں سے کیوں نکلنے لگا آپ کا مزاج — داغ

o < ------ > o

کتابیات

قرآن مجید:

۱۔ ترجمہ، اشرف علی تھانوی، مولانا، طبع تاج کمپنی لاہور، سن ندارد۔

۲۔ ترجمہ، شاہ رفیع الدین دہلوی، طبع تاج کمپنی لاہور، سن ندارد۔

۳۔ ترجمہ (موضح القرآن)، شاہ عبدالقادر دہلوی، طبع تاج کمپنی لاہور، سن ندارد۔

۴۔ ترجمہ، شیخ الہند محمود حسن، دارالتصنیف، کراچی، سن ندارد۔

۵۔ ترجمہ، شمس العلماء، نذیر احمد دہلوی، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۶۸ء۔

۶۔ ''تفسیر ابن کثیر''، ابن کثیر، حافظ، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۷۔ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ، مودودی، مکتب انسانیت لاہور، ۱۹۶۶ء۔

۸۔ ''لغات القرآن، محمد عبدالرشید، نعمانی، ندوۃ المصنفین دہلی، ۱۹۶۴ء۔

۹۔ مصباح اللغات، مولانا، عبدالحفیظ بلیادی، مجلس نشریات اسلام کراچی۔

۱۰۔ ''مفردات القرآن''، امام، راغب اصفہانی، اصح المطابع کراچی، ۱۹۶۱ء۔

حدیث:

صحاح ستہ:

۱۔ ''صحیح البخاری'' (تسہیل القاری) ترجمہ وحیدالزماں، علامہ، مطبع صدیقی لاہور۔

ترجمہ مرزا حیرت دہلوی، کرزن پریس دہلی، ۱۳۲۱ھ۔

۲۔ ''صحیح مسلم'' (المعلم) ترجمہ، علامہ، وحیدالزماں، مطبع صدیق لاہور۔

۳۔ ''جامع ترمذی''، ترجمہ: علامہ، وحیدالزماں، مطبع صدیق لاہور۔

۴۔ ''سنن ابی داؤد'' (الھدی المحمود)، ترجمہ: علامہ، وحیدالزماں، مطبع صدیق لاہور۔

۵۔ ''سنن نسائی'' (روض الربی)، ترجمہ: علامہ، وحیدالزماں، مطبع صدیق لاہور۔

۶۔ ''سنن ابن ماجہ'' (رفع العجاجہ)، ترجمہ: علامہ، وحیدالزماں، مطبع صدیق لاہور۔

۷۔ ''سنن دارمی''، ترجمہ: مرزا حیرت دہلوی، مطبع سعیدیہ کراچی۔

۸۔ ''شمائل ترمذی''، ترجمہ: شیخ الحدیث، محمد زکریا، فطاہر العلوم سہارنپور، ۱۳۴۴ھ۔

۹۔ ''ریاض الصالحین'' (النووی)، ترجمہ، عابدالرحمٰن صدیقی، سعید اینڈ سنز کراچی، سن ندارد۔

۱۰۔ ''مظاہر حق'' (ترجمہ مشکوٰۃ)، ترجمہ، نواب، قطب الدین دہلوی، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۵۹ء۔

۱۱۔ ''مشارق الانوار'' (حسن صفانی)، ترجمہ، مولانا، خرم علی بلہوری، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۱۲۔ ''الادب المفرد''، ترجمہ، عبدالقدوس، ہاشمی، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۵۸ء۔
۱۳۔ ''بلوغ المرام'' (ابن حجر)، ترجمہ، نامعلوم، اصح المطابع کراچی۔
۱۴۔ ''قول متین'' (ترجمہ حصن حصین) ندوی، محمد عبدالعلیم، اصح المطابع کراچی۔۱۹۶۰ء۔
۱۵۔ ''معارف الحدیث''، نعمانی، محمد منظور، نظامی پریس لکھنؤ، ۱۹۵۴ء۔
۱۶۔ ''حیاۃ الصحابہ'' (عربی)، الکاندھلوی، محمد یوسف، ترجمہ: محمد عثمان خان، مولانا، ادارۂ اشاعت دینیات نظام الدین دہلی، ۱۳۸۳ھ۔
۱۷۔ ''لغات الحدیث''، ۶ حصے، وحیدالزماں، علامہ، اصح المطابع، ۱۹۵۶ء۔
۱۸۔ ''النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر''، ابن الاثیر، طبع بیروت، مکتبہ المعارف۔
۱۹۔ ''البدایۃ والنہایۃ''، ابن کثیر، حافظ، طبع بیروت، مکتبہ المعارف۔
۲۰۔ ''کنز العمال''، علی متقی، شیخ، طبع حیدرآباد دکن، بیروت۔
۲۱۔ ''مجمع الزوائد''، الھیثمی، علی بن ابی بکر، طبع دارالفکر بیروت۔
۲۲۔ ''تحفۃ الاحوذی''، شرح جامع الترمذی، عبدالرحمٰن المبارک پوری، طبع دارالکتب علمیہ بیروت۔
۲۳۔ ''نوادرالاصول فی احادیث الرسول''، الحکیم الترمذی، طبع دارالجیل بیروت، ۱۹۹۲ء۔
۲۴۔ ''المنجد''، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۶۰ء۔

ادب وشاعری:

۱۔ ''آفتاب داغ''، داغ دہلوی، مطبع محمد تیغ بہادر لکھنؤ۔
۲۔ ''افکار سلیم''، نظامؔ، نظام الدین فتح پوری، باب الاسلام پریس حیدرآباد سندھ، ۱۹۶۸ء۔
۳۔ ''انتخاب ذوقؔ وظفرؔ''، مرتب کیفی وشان الحق حقی، انجمن ترقی اُردو، ہند دہلی، ۱۹۴۵ء۔
۴۔ ''دیوان جان صاحب''، مرتب مبین، مطبع انوار احمدی الہ آباد، ۱۹۷۳ء۔
۵۔ ''دیوان حالیؔ''، حالیؔ، الطاف حسین، ہمدرد پریس دہلی، ۱۹۵۰ء۔
۶۔ ''دیوان دردؔ''، مرتب، داؤدی، خلیل الرحمٰن مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۱ء۔
۷۔ ''دیوان رندؔ''، رندؔ، نواب محمد یار خاں، نول کشور لکھنؤ، ۱۹۶۶ء۔
۸۔ ''دیوان غالب''، غالبؔ، اسداللہ خان، طاہریہ ایڈیشن۔
۹۔ ''دیوان مصحفیؔ'' (انتخاب)، مصحفیؔ، غلام ہمدانی، احسن المطابع علی گڑھ، ۱۹۰۵ء۔
۱۰۔ ''دیوان ناسخ''، ناسخؔ، شیخ امام بخش، نول کشور لکھنو۔
۱۱۔ ''دیوان نیرنگ''، نیرنگؔ، عبدالوحید، نول کشور لکھنو ۱۹۲۹ء۔
۱۲۔ ''صنم خانۂ عشق''، امیرؔ مینائی، امیر المطابع دکن، ۱۹۲۹ء۰

۱۳۔ ''عرفانیات فانی''، فاؔنی بدایونی، انجمن ترقی اُردو ہند، ۱۹۳۹ء۔
۱۴۔ ''علم مجلس''، عزیز الرحمٰن دہلوی، ادارۂ علم مجلس کراچی، ۱۹۶۳ء۔
۱۵۔ ''فرہنگ آصفیہ''، سید احمد دہلوی، دفتر فرہنگ آصفیہ دہلوی، ۱۹۱۸ء۔
۱۶۔ ''کلیات آتش''، آتؔش، حیدر علی، نول کشور لکھنو، ۱۹۲۹ء۔
۱۷۔ ''کلیات اکبر''، اکبؔر الہ آبادی، انڈین پریس الہ آباد، ۱۹۱۲ء۔
۱۸۔ ''کلیات میر''، میرؔ، تقی میر، نول کشور لکھنو۔
۱۹۔ ''گلزار داغ''، داغؔ، نواب مرزا خاں، نول کشور لکھنو، ۱۹۱۳ء۔
۲۰۔ ''محاورات ہند''، سبحان بخش، نول کشور لکھنو، ۱۹۱۸ء۔
۲۱۔ ''مراۃ الغیب''، مینائی، منشی امیر احمد، نول کشور لکھنو، ۱۹۳۶ء۔
۲۲۔ ''مقدمہ شعر و شاعری''، حاؔلی، الطاف حسین، نول کشور لکھنو۔
۲۳۔ ''منیر اللغات''، منیر لکھنو، نول کشور لکھنو، ۱۹۳۶ء۔
۲۴۔ ''مہتاب داغ''، داغؔ، نواب مرزا خان، مجلس ترقی ادب۔
۲۵۔ ''نور اللغات''، نیرؔ، نور الحسن، جاوید پریس کراچی۔

o < ------ > o